

جلد حقوق بقی ناشر محفوظ ہیں

دوم

۲

حصہ

بَحَارُ الْاِخْوَارِ

مُلا مُحَمَّد سَدِّاقِ رَحْمَتِ مَجَلِسِ رَحْمَتِ

ترجمہ

عَلَامَہ عَصْرِ مَفْتٰی سَیِّدِ طَیِّبِ آغا المَوْسَوٰی الْحَسَنِی الْبَکْرَی دَامَ ظَلَمُہُ

دَرَحَالَات

امام حسین علیہ السلام

مَحْفُوظ بَکٹ کُنِیسی

امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۴۲۴۲۸۶

مجلہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۱ء

بار اول

ناشر (۵۵۵) مولانا محمد امجد علی

مطبع سندھ آئٹم پرنٹرز

قیمت قسم اول

تصدیق صحیحہ علیہ السلام

کتاب

بحار الانوار

میں نے کتاب ہذا میں آیات شریفہ کو حرفاً حرفاً پورے غور و
تعملاً سے دیکھا اور یہ کتاب تصدیق صحیحہ کے کتابوں کی ایک آیت میں کوئی
کمی و بیشی اور کتب میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد امجد علی

سند یافتہ

امام ناظم جامع مسجد

ڈاک سٹانڈ نمبر ۱۱۱۱۱۱

کراچی

فہرست مطالب

۴۹	خطبہ حضرت سجادؓ پر ابنِ مدینہ	باب ۱
۵۰	سید سجادؓ کی گریہ و زاری	۵
۵۲	سید سجادؓ اور ایک سیرِ مرد کی گفتگو	باب ۲
۵۲	دربارِ یزید و ابنِ زیاد	۱۱
۵۳	لاشِ امامؓ پر شیر کا آنا	۱۲
۵۵	مجلس میں تبرک کی ابتداء	۱۳
۵۶	ثوابِ زیارتِ حسین علیہ السلام	۱۴
۵۶	دربارِ یزید میں سید سجادؓ کا خطبہ	۱۶
۵۹	یزید اور امام زین العابدینؓ کی گفتگو	۱۹-۲۰
۵۹	شرطِ شرب اور شرب کا حکم	۲۰-۲۱
۶۱	روحِ حسینؓ کے متعلق حضرت زینبؓ کی پیش گوئی	۲۱
۶۲	حالاتِ کربلا اور زہراؓ کی پیمبری	۲۳
۶۰	سفیرِ روم کا واقعہ	۳۱
۶۲	خونِ حسینؓ سے دخترِ بڑی کا شفا پانا	۳۵
۶۴-۶۵	نعتِ حسینؓ پر جنوں کا نوحہ	۳۸
۶۶	ہند زوہر یزید کا خواب	۴۰
۶۶	جنابِ امّ کلثومؓ کا نوحہ	۴۲-۴۵
۸۰	خیبری چادر اور اہلبیت	۴۴
۸۱	حضرت سجادؓ علیہ السلام کی تسبیح اور یزید کا اقرار	۴۴
	باب ۳	۴۶
۸۸	آسمان وزمین وغیرہ کا گریہ	۴۶
۸۹-۹۸	غیمِ حسینؓ میں فاطمہ زہراؓ کی گریہ و زاری	۴۶
	باب ۴	۴۸
	باب ۵	۴۸
	باب ۶	۴۸
	باب ۷	۴۸
	باب ۸	۴۸
	باب ۹	۴۸
	باب ۱۰	۴۸
	باب ۱۱	۴۸
	باب ۱۲	۴۸
	باب ۱۳	۴۸
	باب ۱۴	۴۸
	باب ۱۵	۴۸
	باب ۱۶	۴۸
	باب ۱۷	۴۸
	باب ۱۸	۴۸
	باب ۱۹	۴۸
	باب ۲۰	۴۸
	باب ۲۱	۴۸
	باب ۲۲	۴۸
	باب ۲۳	۴۸
	باب ۲۴	۴۸
	باب ۲۵	۴۸
	باب ۲۶	۴۸
	باب ۲۷	۴۸
	باب ۲۸	۴۸
	باب ۲۹	۴۸
	باب ۳۰	۴۸
	باب ۳۱	۴۸
	باب ۳۲	۴۸
	باب ۳۳	۴۸
	باب ۳۴	۴۸
	باب ۳۵	۴۸
	باب ۳۶	۴۸
	باب ۳۷	۴۸
	باب ۳۸	۴۸
	باب ۳۹	۴۸
	باب ۴۰	۴۸
	باب ۴۱	۴۸
	باب ۴۲	۴۸
	باب ۴۳	۴۸
	باب ۴۴	۴۸
	باب ۴۵	۴۸
	باب ۴۶	۴۸
	باب ۴۷	۴۸
	باب ۴۸	۴۸
	باب ۴۹	۴۸
	باب ۵۰	۴۸
	باب ۵۱	۴۸
	باب ۵۲	۴۸
	باب ۵۳	۴۸
	باب ۵۴	۴۸
	باب ۵۵	۴۸
	باب ۵۶	۴۸
	باب ۵۷	۴۸
	باب ۵۸	۴۸
	باب ۵۹	۴۸
	باب ۶۰	۴۸
	باب ۶۱	۴۸
	باب ۶۲	۴۸
	باب ۶۳	۴۸
	باب ۶۴	۴۸
	باب ۶۵	۴۸
	باب ۶۶	۴۸
	باب ۶۷	۴۸
	باب ۶۸	۴۸
	باب ۶۹	۴۸
	باب ۷۰	۴۸
	باب ۷۱	۴۸
	باب ۷۲	۴۸
	باب ۷۳	۴۸
	باب ۷۴	۴۸
	باب ۷۵	۴۸
	باب ۷۶	۴۸
	باب ۷۷	۴۸
	باب ۷۸	۴۸
	باب ۷۹	۴۸
	باب ۸۰	۴۸
	باب ۸۱	۴۸
	باب ۸۲	۴۸
	باب ۸۳	۴۸
	باب ۸۴	۴۸
	باب ۸۵	۴۸
	باب ۸۶	۴۸
	باب ۸۷	۴۸
	باب ۸۸	۴۸
	باب ۸۹	۴۸
	باب ۹۰	۴۸
	باب ۹۱	۴۸
	باب ۹۲	۴۸
	باب ۹۳	۴۸
	باب ۹۴	۴۸
	باب ۹۵	۴۸
	باب ۹۶	۴۸
	باب ۹۷	۴۸
	باب ۹۸	۴۸
	باب ۹۹	۴۸
	باب ۱۰۰	۴۸

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب ۱

متضمن بر شہادت فرزندانِ مسلم بن عقیلؑ

ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں شیخ اہل کوفہ ابو محمد سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام دو بچوں کو حضرت کے لشکر سے قید کر کے ابن زیاد کے پاس لے گئے، اس معون نے ان معصوموں کو قید خانہ میں بھیجا اور دار و فہ زندان سے کہا کہ گرم کھانا اور سرد پانی ان کو نہ دینا اور ایذا اور سختی میں رکھنا۔ غرض وہ دونوں مظلوم دن بھر روزہ رکھتے تھے اور وقت افطار ان کو دو روٹیاں جو کی اور ایک کوزہ گرم پانی کا ملا کرتا تھا۔ ایک سال اسی حال سے رہے۔ اتفاقاً ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا کہ ہماری مصیبت کو بہت طویل ہوا، قریب ہے کہ زندگی ہماری اسی غم و الم میں آخر ہو جائے۔ صلاح یہ ہے کہ جس وقت زندان بان آئے ہم حسب و نسب اپنا اس کے سامنے بیان کریں اور جو قربت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے ہیں، اس کو ظاہر کریں شاید اس کو ہمارے حال پر رحم آئے اور آپ و طعام میں تسکین نہ کرے۔ غرض وقت شام زندان بان حسب معمول دو قرص نان ایک کوزہ آب لے کر آیا۔ چھوٹے لڑکے نے اس مرد پریرے پوچھا: اے شیخ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: کیونکر نہیں جانتا وہ میرے نبی ہیں؟ پھر پوچھا: تو جعفر طیار کو جانتا ہے؟ کہا: کیوں نہیں جانتا ان کو حق تعالیٰ نے بہشت بریں میں دو پر عطا کیے ہیں جن سے ہمراہ فرشتوں کے پرواز کرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ: امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: کیونکر نہیں جانتا وہ پیغمبر کے داماد اور وصی ہیں؟ پھر لڑکوں نے اس سے کہا: اے شیخ! ہم تیرے پیغمبر کے قریب سے ہیں اور فرزند مسلم بن عقیل ہیں۔ تیرے ہاتھ میں گرفتار ہیں اور طعام گرم و آب سرد سے محروم ہیں اور اس خراب تنگ تار میں ٹوٹنے ہم کو محسوس کیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ نیک انجام دونوں صاحبزادوں کے قدموں پر گر کر کہنے لگا: میری جان آپ پر قربان ہو! اے عترتِ رسول! یہ در زندان کشادہ ہے جہاں چاہے چلے جاؤ اور دو روٹیاں اور پانی کا جام ان کو دیا اور راستہ بتلادیا اور کہا: اے کوئی کو سفر کرنا اور دن کو چھپ رہنا تا کہ تمہارے لیے عنایات باری تعالیٰ سے رسدگاری ہو۔ دونوں صاحبزادے وقت شب روانہ ہوئے۔ تھوڑی

۱۲۰	حکیرا لمبیت کی سزا	۹۵	محمّد حسین میں ملاکر اور معصومین کا گریہ
۱۲۱	قاتلانِ حسین کا مسخ ہونا	۱۰۰	جناب ام سلمہ کی گریہ و زاری
۱۲۲	قاتلانِ حسین جہنم میں	۱۰۱	آسمان پر حضرت علیؑ اور امام حسینؑ کی تصویر
۱۲۳	حضرت آدمؑ کو واقعہ کربلا کا منظر دکھایا جانا	۱۰۲	باب ۱
	باب ۱	۱۰۳	جناب ام سلمہ کے خواب کے بیان میں
۱۵۳	امام حسین علیہ السلام کے اقرباء و معاصرین		باب ۱
	اور آپ کے احتجاجات	۱۰۵	امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنوں کا
۱۵۳	ابن عباسؑ اور یزید کی خط و کتابت		نوحہ و ماتم
۱۵۵	عبداللہ بن عمرؑ اور یزید کی خط و کتابت		باب ۱
	باب ۱	۱۱۳	مرثیوں کے بیان میں
۱۵۶	ذکر ازواج و اولادِ طاہرین امام حسینؑ	۱۱۴	وہابی خراسانی کا مرثیہ
	باب ۱	۱۱۶	مرثیہ ابن حماد
۱۵۸	مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے بیان میں	۱۲۰	حسین مظلوم پر زینب کے مرثیے
	باب ۱		باب ۱
	حسین مظلوم کی قبر پر اشقیائے امت کے مظلوم	۱۲۵	اس امر کے بیان میں کہ خدا نے قاتلانِ حسین کے
۱۶۳	اور آپ کی تربیت مقدسہ کے معجزات		عذاب میں کیوں تاخیر فرمائی
۱۸۳	یزید مجنون اور مہلول کا واقعہ		باب ۱
۱۸۸	امام حسین علیہ السلام کی تربیت مقدسہ کے معجزات	۱۳۱	ان عقوبات کے بیان میں جن کے نازل کرنے
			میں حق سبحانہ تعالیٰ نے تعمیل کی
		۱۳۹ - ۱۴۵	جہاں کا ظلم

راہ چلے تھے کہ اثناء میں ایک ضعیفہ سے ملاقات ہوئی۔ کہا: "لے ضعیفہ! ہم دونوں پریشاں حال تھیں۔
آوارہ وطن میں رشتہی راہوں سے واقف نہیں، یہ وقت شب ہے، ایک رات ہم کو جہاں کراد اپنے
گھر میں جگہ دے، علی الصباح روانہ ہو جائیں گے۔ اُس نیک نجات نے کہا کہ: "پیارے بچو! تم دونوں
کون ہو کہ تمہارے بدن کی خوشبو کو کوئی خوشبو نہیں پہنچا۔" انھوں نے کہا: "ہم تیرے پیغمبر سے
تراست رکھتے ہیں، امید خانہ ابن زیاد سے قتل کے خوف سے بھاگے ہیں۔" ضعیفہ نے کہا: "میرا ایک داماد
دشمن گردار ہے جو لڑائی میں حاضر تھا، مجھے خوف ہے کہ وہ مطلع ہو اور تم کو بے گناہ قید کرے۔"
لڑکوں نے کہا: "ایک شب درمیان ہے جس کو ہم چلے جائیں گے۔" اس طرح صلحہ نے قبول کیا اور اپنے
گھر لے جا کر ان کے لیے کھانا پانی حاضر کیا۔ دونوں صاحبزادوں نے متبادل فرمایا۔ اُس وقت چھوٹے
بھائی نے بڑے سے کہا: "میں تمہیں گناہوں کو یہ شب بھاری حیات کی آخری شب ہے کٹھکوں کی نگاہ
ہو رہی ہے۔ پس دونوں بھائی بھائی ہو کر سو رہے۔" تھوڑی دیر میں اس عورت کا داماد آیا، بون باب
کی ضعیفہ سے پوچھا: "کون ہے؟" نام بتلایا، پوچھا: "کیا سبب ہے؟ آج تو اس وقت آیا۔ یہ وقت
تیرے آنے کا تھا۔" اُس نے کہا: "اوتے مجھ پر میں سخت بد خواہ ہوں دروازہ کھول دے گا۔" وہ میرا
شق ہو جاتا ہے۔ عجب محنت دہلا میں مبتلا رہا۔ پوچھا: "کونسی بلا تجھ پر نازل ہوئی؟" کہا: "دو لڑکے
قید سے بھاگے ہیں۔" امیر نے کہا: "ہو شخص ان میں سے ایک کا سر لائے ایک ہزار درہم پائے گا۔ اور
جو دونوں کا سر لائے دو ہزار درہم پائے گا، لہذا میں نے بڑی زحمت اٹھائی۔ لیکن کسی کو نہ پایا۔"
ضعیفہ نے کہا: "جسے نور محمد ذکر مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت تیرے
دشمن ہوں۔" اُس نے برسرِ رحمت نے کہا: "تو اسے تجھ پر دنیا کی حوصلہ دے کر ایک کو ہوتی ہے۔" اُس
مومنہ نے کہا: "کیا کرے گا جس دنیا کو جس میں آفت نہ ہو۔" شقی نے کہا: "تیری باتوں سے معلوم ہوتا
ہے کہ گویا امیر کے عید کی میرے پاس ہیں، چل امیر تجھے بلاتا ہے۔" اُس نے کہا: "میں ایک ضعیفہ
شکستہ حال ہوں، مجھ سے کیا چاہتا ہے۔" بولا: "دروازہ کھول دے تاکہ شب کو کلام کروں۔" میں سچ
کو انھیں پھر بلاؤں کروں گا۔" غرض اُس مومنہ نے دروازہ کھول دیا اور آب و طعام اس کے لیے
لائی۔ تھوڑی رات گذر گئی تو شقی نے ایک صاحبزادے کے سانس لینے کی صدا سنی۔ نہایت
خشمناک اٹھا اور پھر کوئی لمحہ سے بچو کر کھڑا ہوا۔ اٹھا قائم تھا اُس بد ذات کا ایک معصوم
کے پہلو پر چڑا۔ صاحبزادے نے پوچھا: "تو کون ہے؟" کہا: "میں صاحب خانہ ہوں، تم بتلاؤ کون
ہو؟" کہا: "میں معصوم ہوں۔" پھر بڑے بھائی کو بچا کر کہا: "مجھ میں پڑا کاڑھی دیکھو۔"

شقی نے کہا: "تم دونوں کون ہو؟" کہا: "اگر ہم سچ کہیں تو انان لوے گا۔" کہا: "ہاں! انھوں نے
دورانہ پوچھا: "یعنی پناہ خدا اور رسول ہے۔" اُس شقی نے کہا: "قبول ہے۔" معصوموں نے کہا کہ: "مجھ
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کے گواہ ہیں۔" شقی نے کہا: "گواہ ہیں۔" معصوموں نے کہا
"حق تعالیٰ ہمارے اور تمہارے قول پر گواہ ہے۔" کہا: "خدا ہے۔" اُس وقت بلیوں نے کہا: "ہم
تیرے پیغمبر کے اقربا میں سے ہیں، ابن زیاد کی خیر اور قتل کے خوف سے بھاگے ہیں۔" اُس شقی نے
کہا: "موت سے تم بھاگے اور موت ہی میں گرفتار ہوئے۔" غصہ خدا کہ تم میرے ہاتھ آئے۔ پھر گھر کو
بازو ان بے گناہوں کے بازو سے، تمام شب دونوں معصوم دست بستہ کھڑے رہے۔ صبح کے وقت
ایک حبشی غلام بیچ نام کو بلا کر کہا: "ان دونوں کو کھانا فرات کے جا کر قتل کرو اور ان دونوں کے سر
لے آنا کہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم الفیہ پاؤں۔" غلام نے گواہی دہائی اور
دونوں بچوں کو لے کر چلا۔ تھوڑی راہ چلے گی تھی کہ ایک لڑکے نے کہا: "لے حبشی! رنگ تیرا لال
مردوں رسول خدا کے رنگ سے بہت مشابہ ہے۔" اُس نے کہا: "میرے آفت نے تمہارے لعل کا حکم
دیا ہے، تم کون ہو؟" انھوں نے کہا: "ہم تیرے پیغمبر کی محنت ہیں، ابن زیاد کی خیر سے بھاگے تھے،
تیری بی بی نے ہمیں جہاں کیا تھا، تیرا آقا ہم کو قتل کرنا چاہتا ہے۔" یہ سن کر وہ غلام حریک احتجاج میں
دونوں کے پاؤں پر گر پڑا، اور بوسے لیے اور کہا: "میری جان تم پر خدا ہوسے قربت مجھ مصطفیٰ میں
نہیں چاہتا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت میرے دشمن ہوں۔" یہ کہہ کر غصہ کو ایک
طرف چھوڑا اور آپ ہر میں کو ذکر ایک طرف لے کر دوسری طرف بھڑک گیا۔ اُس شقی نے پھر اپنے غلام
تو نے نافرمانی کی اور حکم میرا ماننا۔ غلام نے کہا: "لے آقا! میرا تالہ دوہیں تاکہ میں کو کوئی نافرمانی
ذکر کرے، اور صورتیکہ تو نے خدا کے حکم کے خلاف کیا۔" پس میں نے دنیا و آخرت میں مجھ سے میرا لعل کا
اٹھا رکھا۔ پھر اُس شقی نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: "لے فسر زندہ اس میں نے دنیا میں اپنا مال طلاق اور عظام
سب تیرے لیے جمع کیا، اب میری اطاعت بچاؤ اور ان دونوں کو کھانا فرات کے جا کر قتل کر اور لڑکے
لے آ، تاکہ میں ابن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم پاؤں۔" اُس جوان نے شقیہ کو
میں بی اور لڑکوں کو لے کر فرات کی طرف چلا۔ تھوڑی راہ چلا تھا کہ چھوٹے بھائی نے کہا: "لے جوان
میں تیری جوانی پر اتنیس! ہم کا خوف کرتا ہوں۔" اُس نے پوچھا: "تم کون ہو؟" کہا: "ہم حضرت ابراہیم
سید براہ ہیں، تیرا باپ چاہتا ہے کہ ہمیں قتل کرے۔ وہ مسرت مند قدیم ہوسے ہو کر کہنے لگا: "میری جان
اکت ہر ذرا سے لے کر رہے رسول! خدا نے میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز قیامت میرے دشمن

پاس زندہ لے چل وہ جو چاہے حکم کرے۔ پوچھا "پھر تو نے کیا جواب دیا" کہنے لگا "میں نے کہا تم کو قتل کیے بغیر یا ربانی وہاں نہ ملے گی۔" ابن زیاد نے کہا "تو انھیں زندہ کیوں نہ لایا کہ میں تمھیں دو چنہ صلہ دیتا۔" کہا "مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ ان کے خون کے سوا تیرا قرب حاصل کر سکتا ہوں۔" ابن زیاد نے کہا "پھر لڑکوں نے کیا جواب دیا۔" شقی نے کہا "کہنے لگے تو قرابت رسول کا پاس دلچاظ نہیں کرتا۔" ابن زیاد نے پوچھا "تو نے کیا جواب دیا" کہا "میں نے ان کی قرابت کا انکار کیا۔" ابن زیاد نے پوچھا "پھر انھوں نے کیا کہا" شقی نے کہا "کہنے لگے ہماری کم سنی اور خورسائی پر تجھے رسم نہیں آتا؟" ابن زیاد نے کہا تجھے رسم نہ آیا؟ "اُس ملعون نے کہا کہ میں نے اُن سے کہا کہ حق تعالیٰ نے رسم میرے دل میں خلق نہیں کیا۔" ابن زیاد نے پوچھا "آخر میں انھوں نے کیا درخواست کی" کہا "انھوں نے کہا کہ اگر تجھے ہمارا قتل ہی منظور ہے تو ہم کو نماز پڑھ لینے دے" میں نے کہا "اگر نماز کچھ نفع دے تو پڑھ لو۔" الغرض دونوں بچوں نے چار چار رکعت نماز پڑھی۔ ابن زیاد نے پوچھا "نماز کے آخر میں کیا کہا" کہنے لگا "ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہنے لگے "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ" ہمارے اور اس شخص کے درمیان تو بحق درستی حکم فرما۔" ابن زیاد نے کہا "احکم الحاکمین نے حکم کر دیا" یہ کہہ کر ابن زیاد اپنے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا کہ ہے کوئی کہ اس فاسق کو ٹھکانے لگائے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ حکم بن زیاد نے کہا، جہاں اس نے ان لڑکوں کو مارا ہے وہیں لے جا کر اسے قتل کر مگر اس خبیث کا خون ان کے خون سے ملنے نہ پائے اور جلد اس کا سر لے آ۔ اس شخص نے اسی طرح کیا اور اُس کا سر نیزہ پر ایسی جگہ رکھوایا کہ شہر کے بچے ڈھیلے اور پتھر مارتے اور کہتے تھے اِس ملعون نے اولادِ پیغمبر کو قتل کیا تھا۔

موقوف فرماتے ہیں کہ مناقبِ قدیمہ میں یہ قصہ تھوڑے تفر کے ساتھ منقول ہے محدثین بھی ذہلی سے روایت ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداء و اسیری الحبیبہ دولر کے لشکر ابن زیاد سے بھاگے، ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا محمد تھا۔ یہ دونوں جعفر طیار کے صاحبزادے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک ضعیف سے ملاقات ہوئی جو نہر میں پانی بھر رہی تھی۔ وہ عورت اُن کا حسن و جمال دیکھ کر پوچھنے لگی تم کون ہو؟ بچوں نے جواب دیا ہم اولادِ جعفر طیار ہیں، لشکر ابن زیاد سے بھاگے ہیں۔ عورت نے کہا، میرا شوہر لشکر ابن زیاد میں رہتا ہے، ڈرتی ہوں کہ رات کو نہ آجائے وگرنہ تمھیں بدلہ دجان مہان کرتی۔ ان دونوں ماہ پاروں نے کہا، تو ہمیں لے جا شاید کہ تیرا شوہر آج شب کو نہ آئے۔ خلاصہ وہ زن صالحہ ان کو گھر لے گئی اور اُن کے لئے کھانا لائی۔ انھوں نے کہا ہم کو حاجتِ طعام نہیں البتہ ایک جانا ساز لادے تاکہ نمازیں پڑھیں۔ الغرض دونوں نمازیں پڑھ کر فرشِ خواب پر گئے۔ اس وقت چھوٹے بھائی

ہوں۔ یہ کہہ کر تلوار کو پھینک دیا اور خود نہر میں کود پڑا اور پیر کردوسری جانب نکل گیا۔ وہ ملعون چلا گیا کہ اسے فسر زندہ! تو نے بھی تافسانی کی؟ اس نے کہا اس تافسانی سے خدا کی اطاعت بہتر ہے۔ اور مصیبت سے جہنم ہے۔ اس وقت شقی نے کہا "سو امیرے تمھارا کوئی قاتل نہ ہوگا" لیکن تلوار اٹھا کر بچوں کو ہمراہ لیا اور قرابت کے کنارے پر جا کر شمشیر نیام سے لٹکائی۔ دونوں صاحبزادے بے اختیار زار زار رونے لگے اور کہا اسے شیخ ہم کو بازار میں لے جا کر بیچ ڈال اور پیغمبر کی دشمنی کو مول نہ لے۔ اس نے کہا نہیں! میں زندہ کر دوں گا اور ابن زیاد سے انعام پاؤں گا۔ اُن مظلوموں نے کہا "اے شیخ پیغمبر کی قرابت کا لحاظ پاس نہیں کرتا" اس نے کہا "تم کو قرابت رسول سے کوئی واسطہ نہیں ہے" معصوموں نے کہا "اے شیخ! ہم کو ابن زیاد کے پاس لے جانا کہ وہ جو چاہے حکم کرے" اُس نے رسم نے کہا "میں تم کو قتل کیے بغیر اس کے پاس نہیں جھاسکتا" اُن مسکوں نے کہا "اے شیخ تجھ کو ہماری کمسنی پر رحم نہیں آیا؟ لیکن نے کیا حق تعالیٰ نے رسم میرے دل میں پیدا نہیں کیا؟ آخر یتیموں نے کہا "اے شیخ اگر ہم کو ضرر قتل کرے گا تو اتنی جہالت دے کہ چند رکعت نماز پڑھ لیں" کہا "پڑھ لو اگر نفع بخشے" بچوں نے چار چار رکعت نماز بجنوع و خشوع پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی یا حئی یا یا حیکم یا اَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ ہمارے اور اس شخص کے درمیان برستی حکم فرما۔ اُس کے بعد اُس شقی نے بڑے صاحبزادے کو تلوار لگائی اور سر ہڈا کر کے توڑے میں رکھا۔ چھوٹا بھائی دوڑ کر بڑے بھائی کے خون میں ڈوبتا تھا اور کہتا تھا، اسی حال میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروں گا۔ اس سنگدل نے کہا "خاطر جمع رکھ کہ تجھے بھی تیرے بھائی سے ملتی کرتا ہوں" یہ کہہ کر اس بچے کے بھی ضربت لگائی اور سر ہڈا کر کے توڑے میں رکھا اور دونوں لاشیں دریا میں پھینک دیں۔ جب وہاں ابن زیاد میں گیا تو وہ شقی کو کسی پر بیٹھا تھا اور چھری اس کے ہاتھ میں تھی۔ اِس ملعون نے دونوں بچوں کے سر اس کے سامنے رکھ دیے اپنی یاد نہ رہی ان دونوں سروں کو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوا اور بیٹھا۔ تین مرتبہ یوں ہی کیا اور قاتل سے خطاب کیا "ولے ہو تجھ پر تو نے ان کو کہاں پایا؟ کہا میرے گھر میں ایک بڑھیا نے ان کو جہاں کیا تھا؟ ابن زیاد نے کہا "تو نے روایات جہانی کا بھی کوئی پاس نہیں کیا؟" اس نے کہا "نہیں" ابن زیاد نے کہا "انھوں نے تجھ سے کچھ کہا تھا" کہا "مجھ سے کہتے تھے، اے شیخ! ہم کو بازار میں لے جا کر فروخت کر لے اور قیمت سے منتفع ہو اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی کو مارا نہ کر" ابن زیاد نے کہا "پھر تو نے کیا جواب دیا؟" میں نے کہا تم کو قتل کر کے سرا میرے پاس لے جاؤنگا تاکہ جائزہ پاؤں" پوچھا "انھوں نے کیا جواب دیا؟" کہا "انھوں نے درخواست کی کہ ہم کو ابن زیاد کے

باب (۲)

ان واقعات میں جو اہلبیت پر بعد شہادت نامیہ منور واقع ہوئے

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کتاب لموت میں اور شیخ ابن سنان نے مفید الاحزان میں روایت کی ہے کہ عمر سعد نے روز عاشورا سر سید الشہداء خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن زیاد کے پاس بھیجا اور حکم کیا کہ میرے اصحاب حسین علیہ السلام بھی بدن سے جدا کرو اور ان کو شمر بن ذی الجوشن اور قیس بن اشعث و عمر بن حجاج کے ہمراہ روانہ کیا۔ الحاصل وہ ملعون کوفہ میں پہنچے اور عمر سعد دوسرے دن کربلا میں تازوال آفتاب رہا۔ اس کے بعد وہ بھی روانہ ہوا اور اہلبیت اہلدار کو شتران بے کجاؤ پر سوار کر کے انڈا سیران ترک دروم لے چلا، شاعر نے خوب کہا ہے۔

يُحْكَمُ عَلَى عَنَّا لِمَنْحُوْكَ مِنْ اِلْهَاتِهِمْ وَيُعْزَى بَنُوْهُ اِنَّ ذَا الْعَجَبِ

یعنی درو و دیگر ہاشمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر بھیجے ہیں اور اس کی اولاد سے جنگ کرتے ہیں یہ عجیب ماجرا ہے۔ النرض جب وہ بد انجام دشت کربلا سے روانہ ہوا، ایک گروہ نے قوم بنی اسدہ آگولاشہ ہلے شہداء و خون آلود اور نقش ہائے طاہرہ پر نازیں پڑھیں اور ان کو اس طرح دفن کیا کہ جس طرح بالفعل فرمیں موجود ہیں۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو وہاں دفن کیا جس جگہ اس وقت مرقدا اہل رہے اور علی اصغر کو حضرت کے پائین پاؤں اور شہداء اہلبیت و اصحاب کو حضرت کے پائین پاؤں کیا جس مقام پر کہ شہید ہوئے جہاں کہ اب روضہ اقدس موجود ہے۔ سید

رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قہر کے قریب پہنچا تو اہل کوفہ بطور تماشا شیروں کے آئے۔ ایک عورت نے پشت بام سے پوچھا کہ تم کہاں کے قیدی ہو۔ اہلبیت علیہم السلام نے فرمایا "ہم سیران آل محمد ہیں۔ یہ مسکروہ عورت نیچے اتر آئی اور کچھ چادریں لاکر محرمات کو پیش کیں۔ انھوں نے قبول فرمائیں۔ سید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام اہلبیت اہلدار کے ہمراہ بشت بیار تھے اور حسن شہنشاہ فرزند امام حسن علیہ السلام بھی اپنے عم علی مقداد کے ہمراہ کربلا میں شریک رنج و محنت تھے اور زخم کاری کھائے۔ کچھ وقت جان باقی تھی کہ ان کو اٹھا لائے۔ ان کے علاوہ دو فرزند امام حسن زید اور عمر و بھی ان کے ساتھ تھے۔ القصد اہل کوفہ سیران اہلبیت کو دیکھ کر گریہ کرنے

نے بڑے سے کہا مجھ کو اپنی آغوش میں لے لو اور میسر بدن کی خوشبو منگو۔ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ شب ہماری حیات کی آخری شب ہے۔ باقی حالات موافق روایت سابق کے ہیں۔ یہاں تک کہ کہا اس ملعون نے تلوار کھینچی، بڑے لڑکے کو قتل کیا اور لاش فرات میں ڈال دی۔ اس شقی کو چھوٹے نے قسم دی اور کہا تھوڑی دیر مجھے اپنے بھائی کے خون میں لوٹ لینے دے۔ اس نے کہا کہ اس سے کیا حاصل ہے۔ لڑکے نے کہا مجھے یونہی منظور ہے۔ پس ایک ساعت خون ابراہیم میں غلطان رہا، اس ملعون نے کہا اُسٹہ! وہ نہ اٹھا، آخر تلوار پشت سر پر لگا لی اور گردن سے سر کو قطع کیا۔ اور بدن نہر فرات میں ڈال دیا۔ چھوٹے بھائی کا بدن پانی پر ٹھہرا، جب دوسرے بھائی کی نعش پانی میں ڈالی گئی تو یہی نعش پانی کو شق کرتی ہوئی چھوٹے بھائی کے نعش کے پاس آئی اور دونوں بھائی ایک دوسرے سے جگلگہ ہو کر غرق دریائے رحمت الہی ہو گئے۔ اُس وقت اس شقی نے یہ آواز لاشوں سے سنی کہ بار الہا! تو جانتا ہے اور دیکھتا ہے جو سلوک اس ملعون نے ہمارے ساتھ کیا۔ ہمارا انتقام اس سے لے۔ راوی کہتا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد نے نادر نام ایک غلام کو بلایا اور اشارہ کیا کہ اس ملعون کی مشکیں باندھ لے اور جہاں اس نے لڑکوں کو قتل کیا ہے لے جا کر قتل کر اور اس کے کپڑے اُتار لے اور دس ہزار دم میں نے تجھے دیے اور آزاد کیا۔ غرض غلام اس بد انجام کو اسی مقام پر لے گیا۔ اُس ملعون نے کہا اے نادر! تو بالفرد مجھے قتل کرے گا۔ راوی کہتا ہے کہ پس غلام نے اتنے قتل کیا اور جغیہ ناپاک اس کافرات میں پھینک دیا۔ پانی نے اُس ناپاک کو قبول نہ کیا اور کنار نہر ڈال دیا۔ آخر بموجب حکم ابن زیاد اس کی لاش جلادی گئی۔ اس طرح وہ شقی واصل جہنم ہوا۔

لکھے، امام زین العابدین علیہ السلام نے اس وقت فرمایا: تم ہم پر گریہ نہ کرو گے۔ پھر ہمارا قاتل کون ہے؟ بشیر بن جزم اسدی کہتا ہے، میں نے اس دن حضرت زینب بنت علیؓ کو اس طرح تقریر کرتے دیکھا تو کم بخت! اس سے پہلے کبھی کسی پردہ نشین بی بی کو اتنی فصاحت و بلاغت سے بولتے نہ دیکھا تھا گو یا زینبؓ کے دہن مبارک میں ان کے باپ علی مرتضیٰ علیہ السلام کی زبان گو رہا تھی ایک دفعہ آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ "چپ رہو" اس اشارہ کی یہ تاثیر تھی کہ اِئْتَدَتْ اَنْفَاسٌ وَمَسَكَنَّتِ الْاَجْجُرُاسُ لوگوں کے سینوں میں سانس رک گئی، اونٹوں کی گھنٹیوں کی آواز تک بند ہو گئی۔ زینبؓ نے فرمایا شروع کیا۔

"تمام محمد خداوند کریم کے لیے ہے اللہ درود و سلام ہے میرے جد محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور ان کی آل پاک پر۔ اٹھا بعد اے کوفہ والو! اے مکہ و مدین والو! تم در رہے ہو تمہیں تمہارے آنسو اور نہ رکن تمہارے نوے۔ تمہاری مثال اس بڑھیا جیسی ہے جو مضبوط ناگابٹ کھول ڈالے۔ تمہاری قسمیں کیا غداری کے لیے تھیں۔ تم میں سوائے اوجھے بن اور برائیوں میں غلطی ہونے کے کیا ہے۔ تم کینزد کی طرح تعلق کرنا جانتے ہو اور دشمنوں کی طرح اذیت پہنچاتے ہو۔ تم کوڑے پر آگے ہوئے خُس و غشا شک ہو، تم قبر پر گئی ہوئی چاندی جو جس کا سولے قبرستان کی زینت کے کوئی فائدہ نہیں۔ اپنے کتلا بڑا ذخیرہ تم نے اپنے لیے بٹھا کر رکھا ہے، اللہ کا غضب تمہارے اوپر ہے۔ اور تم ہمیشہ مغرب رہو گے۔ تم در رہے ہو اور ڈارھیں مار رہے ہو۔ ہاں خدا کی قسم! اب رو دو گے بہت مند ہو گے، کیونکہ تم نے زائد بھری برائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لیں، اب یہ دجے تمہارے دامن سے چھٹائے نہ جا سکیں گے، اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کے دجے کیسے چھٹ سکتے ہیں۔ اُس کے خون کے دجے جو سید شباب اہل جنت ہے، جو تمہارے نیکیوں کا بلجا وادی تھا۔ جو تمہاری مصیبتوں کے وقت جابے پناہ تھا۔ جو راہ ہدایت دکھانے کے لیے ایک نورانی منارہ تھا، جو سنت رسول کا پیشوا تھا۔ کتلا بڑا ذخیرہ تم نے چلے ہو۔ تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہو، تمہاری کوئی امید نہ آئے، تمہارے ہاتھ قلم ہوں، تمہاری تجارت برباد ہو، تم غضب الہی میں گرفتار ہو۔ تم پر ذلت و رسوائی کی مار ہو۔ آگے کوفہ والو! جانتے ہو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کس جگر بند کو تم نے ذبح کر ڈالا! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کس ناموس کو تم نے سر پر لاکھڑا کیا؟ کس کا خون تمہارا جو تم نے بے دریغ بہایا؟ کیس کی حرمت ضائع کی؟ تم نے بڑی مصیبت برپا کر دی۔ (اب روایت دیگر) فرمایا، ایسی مصیبت کہ فریجے، آسمان پھٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے، ایسی مصیبت جس سے زمین و آسمان کا دامن ملو ہو جائے

تم اس پر تعجب کر رہے ہو کہ آسمان سے خون کیوں برس رہا ہے، ابھی کیا ہے آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ دردناک اور رسوا کن ہوگا۔ جب تمہارا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ اللہ کی دہائی ہوئی ہمت سے اترنا جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں جلدی نہیں ہوتی، نہ اس کو وقت انتقام فوت ہونے کا دھڑکا ہوتا ہے۔ تمہارا رب تمہارے کہیں میں ہے۔" لے

راوی کہتا ہے بعد ازاں میں نے دیکھا کہ سب لوگ یہ کلام سنکر متحیر ہو گئے اور بے اختیار روتے تھے اور اپنی انگلیاں منہ میں دباتے تھے۔ ایک پیر مرد میرے پہلو میں کھڑا بہت رورہا تھا۔ اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ کہتا تھا: میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں تمہارے بوڑھے تمام بوڑھوں سے بہتر اور تمہارے جوان تمام جوانوں سے افضل اور عورتیں زنانِ عالم سے افضل اور تمہاری نسل بہترین نسل ہے اور کبھی بھی تم عاجز و ذلیل نہیں ہو گے۔ لے

یزید بن موسیٰ روایت کرتا ہے کہ جب حضرت غاطہ صغریٰ کا کربلا سے کوفہ میں درود ہوا تو آپ نے حسب ذیل خطبہ پڑھا: "حمد ہے خدا کی تعاد میں اس قدر جتنی ریگ صحرا اور سنگریزے ہیں، وزن میں اتنی جتنی عرش سے تاب فرشتہ تمام پیریں ہیں، میں اس کی حمد کرتی ہوں اور اس پر ایمان و توکل رکھتی ہوں اور اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندہ و رسول ہیں، اور یہ گواہی دیتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد دریائے فرات کے کنارے بے جرم و خطا ذبح کر ڈالی گئی۔ پالنے والے میں تجھ سے پناہ مانگتی

لے بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آخر میں یہ شعر بھی پڑھے۔

مَاذَا تَقُولُونَ اِذَا قَالِ الشَّيْطَانُ لَكُمْ
بَاهِلٌ بَلِيٌّ وَاَوْلَادِي وَمَكْرُومَتِي
مَاذَا اصْنَعُمْ وَاَنْتُمْ اَجْرُ الْاَمَمِ
فَهَلْهُمُ اسَارِي وَهَلْهُمْ ضَوْجُ ابْدَمِ
مَاكَانَ هَذَا اَجْرًا فَاِنْ نَصَحْتُ لَكُمْ
اَنْ تَخْلُقُوْنِي لِسُوْءٍ فِى ذَوِى رَاحِمِ

(ترجمہ) تم کیا جواب دو گے جب میرے ناما رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے سوال کریں گے کہ تم نے آخر الام ہو کر میرے اہلبیت، میری اولاد، میری ناموس کے ساتھ کیا کیا۔ کچھ تو ان میں سے امیر ہیں اور کچھ اپنے خون میں لوٹ رہے ہیں۔ کیا میری خدمات کا یہی صلہ تھا کہ تم میرے اعزہ کے ساتھ برابر تار و کر دے۔

لے امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:۔ یا عمتہ اسکتی خفی الباقی عَنِ الْمَافِیْ اَعْتَبَارُ وَاَنْتِ بِعَمَدِ اَمَلَتِ غَیْرُ مَعْلَمَتِ فِہِمَتِ غَیْرُ مَفْہَمَتِ۔ (ترجمہ) اے چوہی خاموش ہو جائیے، باقی میں ماضی کے لیے عبرت ہے اور آپ بھرا اللہ بغیر کسی کے پڑھائے عالم ہیں اور بغیر کسی کے سمجھائے خود سمجھ دار ہیں۔ جزائری

ہوں، اس امر سے کہ میں تم پر جھوٹ باندھوں اور جو عہد تو نے رسولِ اکرم کے وحی حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں لے لیا ہے اس کے خلاف کہوں۔ وہ علی جب کا حق چھین لیا گیا، جن کو مدعیان اسلام کے سامنے خدا کے گھر میں شہید کر دیا گیا، جس طرح کل ان کی اولاد امجاد کو قتل کیا گیا، خدا ان (جھوٹے مسلمانوں) کو عارت کرے۔ تو نے نہ تو ان کی حیات میں ان سے لوگوں کے ظلم کو دور کیا نہ ان کی شہادت کے بعد (یعنی ان کے خلاف ظالموں کو من مانی کرنے کا موقع دیا) یہاں تک کہ ان کو اس عالم میں اپنے پاس بلا لیا کہ ان کا نفس مجاہدین کا مجموعہ، ان کا مزاج پاک و پاکیزہ ہو چکا تھا۔ چار دانگ عالم میں ان کے مناقب مشہور اور ان کے بلند نظریات معروف ہو چکے تھے۔ پالنے والے تیرے معاملہ میں نہ تو ان کو کسی ملامت کنندہ کی ملامت کی پروا تھی نہ کسی بُرائے والے کی باک۔ پالنے والے! تو نے کسی ہی میں ان کو اخلاقِ اسلامی سے آراستہ کر دیا تھا، اور بڑھنے کے بعد ان کے مناقب کی تعریف کی ہے۔ وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول کی پُر خلوص خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ تو نے ان کو اٹھالیا جبکہ وہ دنیا سے بالکل کنارہ کش تھے۔ اس کی حرص کا ان میں شائبہ بھی نہ تھا۔ آخرت کی طرف راغب تھے، تیری راہ کے راضی برضا مجاہد تھے، پس تو نے ان کو منتخب کیا اور مدارِ مستقیم کی ہدایت کی (اعقاب بعد) اے اہل کوفہ! اے مکروہ و مذکور والو! تم کو معلوم ہو کہ ہم وہ اہلبیت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ اور تم کو ان کے ذریعہ آزمایا ہے اور ہماری آزمائش کو بہتر قرار دیا۔ اس نے اپنا علم و فہم ہم کو عطا فرمایا پس ہم اس کے علم کے در، اس کی فہم و حکمت کے خزانے اور اس کے بندوں اور ملکوں میں اس کی محبت ہیں۔ اللہ نے ہم اہلبیت کو اپنی بزرگی سے بزرگ کیا، اور اپنے دو سرِ بزدلی پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ بھیجی ہوئی فضیلت عنایت کی۔ لیکن تم نے ہمیں جھٹلایا، ہمارے شرف کا انکار کیا، ہمارے ساتھ جنگ کرنے کو حلال جانا، ہمارے اموال کو مالِ غنیمت سمجھا جیسے ہم اولادِ رسول نہ تھے بلکہ ترک و کابل کے کفار کی اولاد تھے، جیسا کہ تم نے کل ہمارے جد (علی مرتضیٰ) کو قتل کر دیا۔ تمہاری تلواروں سے ہمیں اہلبیت کا خون ٹپک رہا ہے۔ تم نے اپنے پچھلے کینوں کو نکال کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کیا، اور اللہ تعالیٰ کے خلاف اپنی جرات کا مظاہرہ کیا۔ تم نے ہمارے ساتھ کر نہیں کیا، اللہ کے ساتھ کر کیا، اور اللہ تمہارے اس کر کا بہترین جواب دینے والا ہے، لہذا تم ہمارا خون بہا کر اور ہمارے اموال لوٹ کر خوش نہ ہونا، کیونکہ ہم پر جو بھی مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے ہیں وہ سب ہمارے اعمال سے پہلے لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے تھے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے تاکہ اس چیز کا افسوس نہ کرو جو تمہارے ہاتھ

سے جاتی رہے اور اس کی خوشی نہ ہو جو ہاتھ آئے اور خدا کسی متکبر و اترنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اے اہل کوفہ! تمہارے لیے ہلاکت ہو۔ تم خدا کی لعنت اور اس کے عذاب کے منتظر ہو، عنقریب آسمان سے ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جو تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے تمہیں بچ دین سے اکھاڑ پھینکے گا، اور تم آپس ہی میں کٹ مرو گے۔ پھر تم نے جو مظالم ہم پر توڑے ہیں ان کی حقیقی پاداش تم کو روزِ قیامت ملے گی، جب تم ایسے عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے جس سے کبھی نہ بچ سکو گی۔ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا تم کو معلوم ہے کہ تم نے کتنے ہاتھوں سے ہم پر ظلم کیا اور تم میں سے کون لوگ ہم سے لڑنے آئے اور کتنے قدموں سے تم ہم پر چڑھائی کرنے آئے اور تمہارے دل و جگر سخت ہو گئے ہیں، تمہارے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر ہر س لگ چکی ہیں۔ شیطان تم پر اچھی طرح چھا چکا ہے اور تم کو جھوٹی امیدیں دلا چکا ہے۔ اُس نے تمہاری آنکھوں پر پردے ڈال دیئے ہیں۔ اب تم راہِ راست پر نہیں آ سکتے۔ تمہارے لیے تیار ہی ہو۔ اے کوفہ والو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارا کیا لگاڑا تھا جس کی وجہ سے تم نے ان کے بھائی علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کے اولادِ پاک سے انتقام لیا۔ چنانچہ ایک ظالم نے اس انتقام پر فریہ اُٹھا کر پڑے۔

نَحْنُ قَتَلْنَا عَلِيًّا وَبَنِي عَسِيٍّ
وَسَبَّيْنَا نِسَاءَهُمْ سُبًى تَرَكْنَا
يَسِيدُوفَ هُنْدِيَّةَ وَرَمَاحَ
وَلَطَحْنَا هُمْ فَنَأَى يَنْطَاحَ

”ہم نے علی و اولادِ علی کو مارا ہے ہندی تلواروں اور نیزوں سے، اور ان کی عورتوں کو اس طرح اسیر کیا جس طرح ترکی غلام اسیر کیے جاتے ہیں اور ان سے خوب لڑائی لے لے یہ شعر پڑھنے والے تیرے منہ میں خاک نہ پتھر ہوں۔ تو ان لوگوں کے قتل پر فخر کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حکیم آیتِ تہیہ پاک و پاکیزہ رکھا ہے۔ اے کچھ والے! تو چپ ہو جا اور اپنے باپ کی طرح ذلت کے ساتھ بیٹھا رہ۔ ہر شخص کو اپنے کرتوتوں کی پاداش ملے گی۔ اے ہونہم پر! اللہ تعالیٰ نے جو فضیلتیں ہم کو عطا فرمائی ہیں تم نے ان کی وجہ سے ہم پر حسد کیا، بقولِ شاعر۔

قَتَلْنَا ذُنُبَنَا اِنْ جَاشَ ذَهْرُ بُخُورِنَا
وَبَخَرْنَا سَاجَ لَا يُؤَادِي اللّٰهَ عَاصِمَا

اگر ہمارے فضائل و کمالات کا سمندر جوشِ زن ہے اور تمہارا لایاب ہے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے یہ تو فضلیٰ خدا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور وہ بڑے فضل و کرم والا ہے، اور جس کو اللہ تعالیٰ ہی بخور نہ دکھائے اس کو کہیں سے روشنی نہیں مل سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ جب آپ کا کلام یہاں تک پہنچا تو چاروں طرف سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں اور لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اے پاک و پاکیزہ ہستیوں کی بیٹی

بس کیجئے! آپ نے ہمارے جگر کو کباب کر دیا اور ہمارے دلوں میں آگ کے شعلے بھڑکادیے۔ پس آپ خاموش ہو گئیں۔ سو لفظ فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ کتاب احتجاج میں انہی اسناد سے ہے، اب اس کے بعد ہم کلام سید ابن طاووسؒ کی طرف پڑھتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام کلثومؑ نے خطبہ شریعت کیا اور بعد اے بلند و کبر فرمایا: اے اہل کوفہ! ابراہاؑ حال ہو تمہارا کس لئے تم نے حسین علیہ السلام کو چھوڑا اور ان کو قتل کیا اور مال و اسباب ان کا لوٹ لیا، اُس کو اپنا ورثہ گردانا اور ان کے اہلبیت کو قید کیا، ہلاک ہو تم اور دوری ہو رحمت خدا سے تمہارے لیے۔ وائے ہو تم پر، آیا جانتے ہو کس بلا میں گرفتار ہوئے اور کیسے کیسے خون تم نے بہا ہے اور کس کی لڑکیوں کو تم نے بے پردہ کیا اور کیسے اموال کو لوٹ لیا۔ ایسے شخص کو تم نے مارا ہے جو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد تمام عالم سے بہتر تھا۔ تمہارے دلوں سے رحم اٹھ گیا، بیشک کہ مردانِ خدا مستگار ہیں اور پیروانِ شیطان نیاں کار۔ اس کے بعد کئی شعرا اس ضمنوں کے پڑھے کہ وائے تم پر میرے بھائی کو بے گناہ قتل کیا غرقِ بھاری سزا آتشِ جہنم ہو گی کہ ایسے خون کو تم نے بہایا ہے جس کو خدا و رسول نے کتاب میں حرام کیا ہے۔ تم کو دوزخ کی بشارت ہو تم پر و ز قیامت بالیقین جہنم میں محلد ہو گے، اور میں تمام عمر اپنے بھائی پر جو بوجہ پیغمبر بہترین خلق تھا گریہ و زاری کرتی رہوں گی، اور سیلِ اشک اس غمِ جاودانی میں بہایا کروں گی۔ راوی کہتا ہے کہ تمام حضرات اس کلامِ حزن آنا کو سن کر نوہ و گریہ کرنے لگے، اور عورتوں نے بال پریشان کئے اور خاک سر پر ڈالی اور نہ ناخنوں سے چھیلے اور طمانچہ رخساروں پر مارے اور واویلا و مصیبتا کہہ کر نالہ و شیون کرنے لگیں۔ راوی کہتا ہے کہ اس روز سے زیادہ کوئی دن گریہ و بکا کا ہم نے نہ دیکھا۔

اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے لوگوں کو چپ ہونے کا اشارہ فرمایا، اور بعد حمد و ثناء الہی اور نعتِ حضرت رسالتِ اکبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا: ایہا الناس جو شخص کو مجھ کو پہچانتا ہے، وہ تو پہچانتا ہے اور جو نہیں جانتا اس کو معلوم ہو کہ میں علی بن حسین ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جو کنازِ فرات بے جرم و خطا ذبح کیا گیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جس کی حرمت و عزتِ ضائع کی گئی اور اُس کے عیال و اطفال کو اسیر کیا گیا، میں اس شخص کا فرزند ہوں جس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کو ظلم شہید کیا گیا، اور یہ فخر میرے واسطے کافی ہے۔ ایہا الناس! میں قسم دیتا ہوں تم کو خالقِ عباد کی کہ تم جانتے ہو کہ تم ہی وہ ہے جس نے میرے باپ کو خط لکھ کر بلایا پھر دھوکا دیا، اور عہدِ پیمان کے آخر الامر ان کو قتل کر ڈالا اور مردِ دیاری نہ کی، برے اعمال اپنے لیے جج کئے اور رائے بد اختیار کی، لیکن آنکھوں سے رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھو گے جس وقت کہ حضرت فرمائیں گے تم نے میری عزت کو قتل کیا اور

میری حرمت کو ضائع کیا تم میری امت سے نہیں ہو۔ امامؑ کی یہ تقریر سن کر لوگوں کی آوازیں ہر طرف بلند ہوئیں اور آپس میں کہتے تھے ہم ہلاک ہوئے اور ہم نے غفلت کی۔ پھر حضرت سجادؑ نے فرمایا: رحمتِ خدا کی اس شخص پر جو میری نصیحت کو قبول کرے اور میری وصیت دربابِ خدا و رسولؐ، اللہ و اہلبیتؑ حفظ کرے کیونکہ ہم ہی رسول اللہ کی سیرت کا صحیح نمونہ ہیں۔ یہ سن کر سب نے اتفاق کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے مطیع ہیں اور آپ کے عہد کے محافظ و نگہبان ہیں۔ آپ کے کسی حکم سے ہم کو انکار نہیں ہے، آپ کے دشمن کے دشمن اور دوست کے دوست ہیں۔ ریزید اور ان اشتقیات سے جنہوں نے آپ پر ظلم کیا ہم انتقام لینے کے لیے تیار ہیں۔ حضرت نے فرمایا: یہاں یہاں اے گردِ خدا اور فرقہٴ مکار تم اپنے نفس کی ہوا و ہوس میں گرفتار ہونا چاہتے ہو تاکہ میرے ساتھ کبھی وہی سلوک کرو جو میرے آباؤ طاہرین کے ساتھ کیا۔ قسم بخدا زخم ابھی ہیں بھرا، گل کی بات ہے کہ میرے والد کو کج اہلبیت کرام قتل کیا۔ مجھ کو جد و پدر کی شہادت نہیں بھولی اور تلخی و حرارتِ غم و غصہ کی میرے حلق میں ابھی باقی ہے، اب تم سے صرف اتنی خواہش ہے کہ ہم کو نہ فائدہ پہنچاؤ نہ نقصان، پھر آپ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے، تعجب نہیں ہے اگر حسین علیہ السلام شہید ہوئے، کیونکہ ان کے والد جو ان سے بہتر تھے، انہوں نے بھی شہادت پائی اور خوش نہ ہو، اے اہل کوفہ! ان ظلموں سے جو حسین علیہ السلام کو تم نے پہنچائے۔ یہ امر عظیم تھا، حسینؑ کشتہٴ نہرِ فرات ہے، جان میری حضرت پر قربان ہو اور جس نے حضرت کو قتل کیا آتشِ دوزخ اکی جزا ہے۔

اجتہاد میں بشیر بن جذلمؑ اس طرح مروی ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام متوجہ اہل کوفہ ہوئے اور اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو تو سب چپ ہو رہے، تا آخر حدیث سید ابن طاووسؒ نے کہا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہم راضی برضا ہیں۔ آج تم سے نفع و نقصان کچھ نہیں چاہتے۔ کتبِ معتبرہ میں مسلم جصاصؒ سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے کوفہ میں مجھ کو حرمت دارالامارہ کے واسطے طلب کیا تھا۔ میں دروازہ قصر پر گویا کر رہا تھا۔ ناگاہ مشور و شیون اطرافِ شہر سے بلند ہوا میں نے ایک مزدور سے پوچھا

یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس میں کئی باتیں خلافِ قیاس و روایت ہیں، مثلاً پتھر کا کمانہ میں خرم و انا، حضرت زینبؑ کا محل پر مرنیکا، کیونکہ روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ ابن سہم نے شہزادوں کو بے پردہ ہر مردہ اونٹوں پر داخل کوفہ کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ محل پر پردہ نہ ہوگا اور کچھ اصحاب کے ہوں گے جنہوں نے خرے منہ میں ڈال لیے، اگرچہ میں اس کو بھی بعید سمجھتا ہوں۔

المجزا اثری

یہ لوگ کیوں چلاتے ہیں؟ اُس نے کہا: الیٰہا ربّ اللہ، ایک خارجی نے خیر پر خروج کیا تھا۔ اس کا سر اس وقت لارہے ہیں۔ میں نے کہا وہ خارجی کون تھا؟ کہا: حسین بن علی (علیہما السلام) یہ سنکر میں چونک گیا۔ مزدور باہر گیا تو میں نے اپنا منہ اس قدر پٹیا کو قریب بٹھا میری آنکھیں پھوٹ جائیں، پھر اتنا دھوکہ پریشانہ قعر سے باہر نکلا، محلہ کناسہ میں پہنچا دیکھا کہ لوگ کھڑے ہیں اور اسیروں کا ڈھیر لے شہداء کا انتظار کر رہے ہیں۔ ناگاہ قریب چالیس اونٹ نمودار ہوئے، ان پر الجبیت اطہار علیہم السلام سوار تھے اور انام زین العابدین علیہ السلام کو ایک شتر بے کماہ پر اس طرح دیکھا کہ گھائے گھائے مبارکے خون ٹپک رہا تھا اور انکس طاری تھے اور اس ضمنوں کا مرتبہ پڑھ رہے تھے۔ لے امت بد حق تعالیٰ خیر و برکت نہ دے تم کو کہ تم نے ہمارے حق میں ہمارے جد کی کوئی رعایت نہ کی۔ جب ہم اپنے جہ کے ہمراہ عہد قیامت میں تمہارے سامنے آئیں گے، تو تم اس وقت کیا جواب دہی کر دو گے؟ ہم کو خیر ان برہمنہ پر سوار کر کے پھرتے ہو، گویا ہم نے تمہارے دین و آئین کو قاتل نہیں کیا۔ لے بنی امت یہ کیا حال ہے کہ سامنے کھڑے ہو اور جواب نہیں دیتے اور خوشی سے تالیال بجاتے ہو اور ہم کو قید کئے لے جاتے ہو۔ کیا ہمارے جد بزرگوار رسول خدا نہیں ہیں؟ جنہوں نے تمام گراہوں کو راہ راست پر ہدایت کی۔ لے واقعہ دشت کربلا تو نے غم و اندوہ ہم کو میراث میں دیا۔ جو ہم کو اسیر کر کے لے جاتے ہیں، حق تعالیٰ ان کے پردوں کو چاک کرے۔ ہمارا ہی کہتا ہے کہ اہل کوفہ کچھ خرم و ناان اطفال صغار کے واسطے اونٹوں پر پھینکتے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت امّ کلثومؓ نے فرمایا: لے اہل کوفہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور وہ خود دمہ بچوں کے ہاتھ اور منہ سے چھین کر پھینک دیتی تھیں اور زبان کوفہ ان کی مصیبت پر گریہ کرتی تھیں اس وقت حضرت امّ کلثومؓ نے فرمایا: لے اہل کوفہ تمہارے مردوں نے ہم کو قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں، ہمارے تمہارے درمیان بروز جزا خداوند عالم حکم کرے وہ احکم الحاکمین ہے۔ اس اثناء میں آواز گریہ و نالہ بلند ہوئی اور سر شہداء کے اونٹوں پر ظاہر ہوئے، آگے آگے سب سردوں کے سر انور سید الشہداء و خامس آل عبا تھا جو نہایت منور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھا۔ محاسن خضاب آلود تھے، اور چہرہ مثل البنتاب تھا، ہوا کے جھونکوں سے ریش مقدس کو سین و لباس حرکت ہوتی تھی۔ ناگاہ حضرت زینبؓ کی نگاہ اُس سر انور پر پڑی، اپنا سر چوب محل پر لے مارا، قطرات خون مقنعہ کے نیچے ٹپکے لگے، اور سر انور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

يَا اَحْيَ يَا هَلَا لَا لَمَّا اسْتَمْتَمَ لَمَّا لَا
مَا تَوَهَّمْتُ يَا شَقِيقَ فَوَادِي
يَا اَحْيَ يَا طَمَعُ الصَّخْبَةِ كَلِمَتَهَا
عَالَهُ حَنَنُهُ فَاَبَدًا غُرُوبًا
كَانَ هَذَا مَقْدَرًا مَكْتُوبًا
نَعَدَ كَادَ قَلْبُهَا اَنْ يَذُوبًا

يَا اَحْيَ لَوْ تَرَى عَلَيَّ اَلَّذِي اَلَا نَسِرَ
كَلِمًا اَوْ جَعَلَهُ بِالضَّرْبِ نَادَاكَ
يَا اَحْيَ ضَبَّهُ اَلَيْكَ وَقَرَّبَهُ
مَا اَذَلَّ اَلْيَمْرُؤَ حِينَ يَسَادِي

توجہ: لے بھیا! لے ماہ درخشاں ہنوز تو کمال کو نہیں پہنچا تھا کہ تو غروب ہو گیا۔ لے میرے پارہ جگر! مجھے ہرگز گمان نہ تھا کہ میرے تقدّر میں یہ لکھا تھا۔ لے بھائی! فاطمہ صغریٰ نے کچھ بات کرو، قریب کے اس کا نازک دل بچھل جائے۔ لے بھائی! کاش تم اسیری کے عالم میں سید سجادؓ کو دیکھتے کہ علاوہ درویشی کے زمین پر پٹھرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔ جس وقت یہ ملائین اُسے ایذا پہنچاتے ہیں تم کو کچا کرتا ہے اور زار زار روتا ہے۔ لے بھائی میرے! اس کو سینہ سے لگا لو اور اس کے دل انگیز کو تسلی و دہم کی یہ حالت کتنی دردناک ہے کہ وہ اپنے باپ کو آواز دے اور جواب نہ پائے: "مسیل علی بن طاؤس علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ابن زیاد اپنے قعر میں بیٹھا اور اذن عام دیا، تاکہ سرانام اُس بد انجام کے سامنے رکھا جائے۔ پس حرم شاہ با اطفال بے گناہ حاضر ہوئے۔ جناب زینبؓ باحال پریشان ایک گوشہ میں بیٹھی تھیں۔ اُس شقی نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ زینبؓ دختر علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔ ابن زیاد ان کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي فَضَحَكُمْ وَ اَكْذَبَ اَحْلَ وَ شَتَّكُمْ شَكْر ہے اُس خدا کا جس نے تمہیں ذلیل و رسوا کیا اور تمہارے دعووں کو جھٹلا دیا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا کہ: اِنَّمَا يَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ وَيَكْذِبُ الْفَاجِرُ وَ هُوَ غَدِرٌ كَا۔ ذلیل ہوتا ہے فاسق اور جھوٹ بولتا ہے فاجر اور وہ ہم نہیں غیر ہے۔ یہ سنکر ابن زیاد بولا: كَيْفَ رَأَيْتَ صُنْعَ اللّٰهِ بِكَ وَ بِاَهْلِ بَيْتِكَ۔ لے زینبؓ! تم نے دیکھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ اور تمہارے بھائی اور تمہارے گھر والوں کے ساتھ کیا کیا؟ اپنے جواب دیا: مَا رَأَيْتُ اِلَّا جَبِيلًا هُوَ لَا يَفْقَهُمُ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْقَتْلَ قَبْرًا وَ اِلَى مَضَا جَعَدَ وَ سَبَّ جَمِيعَ اللّٰهِ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ فَتَحَاجَّ وَ تَحَاصُّمَ فَاَنْظُرِيْنَ الْعَلَمُ بَوْمِئِذٍ وَ كَلَنَكَ اَلَاكَ يَا بِنْتَ مَرْجَانَةٍ۔ جو کچھ میں نے دیکھا امر جہیل ہے، یہ وہ لوگ تھے کہ جناب اہدیت نے درجہ علانے شہداء ان کے لیے مقرر کیا تھا، پس وہ اپنے مشاہدہ میں پہنچے اور عنقریب حق تعالیٰ انہیں کو اور ان کو مقام محاسبہ

لے پورا جواب جو آپ نے فرمایا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَكْرَمَنَا بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ وَ طَهَّرَنَا مِنْ الرِّجْسِ لَطِيفًا۔۔۔ الحمد ہے اُس خدا کی جس نے ہم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت بزرگی عنایت کی اور ہر قسم کی نجاستوں کو دور رکھا ہے۔ اس کے آگے ہے اِنَّمَا يَفْتَضِحُ الْفَاسِقُ اِمْرًا جَبِيلًا كَلَمًا كَلَمًا۔ جزا مری

میں حاضر کرے گا اور اس وقت جنت و عذاب میرے ساتھ ہوگا، اے سپہر جان تیری مال تیرے ماتم میں بیٹھے، دیکھنا کہ اس روز فتح و ظفر کون پاتا ہے؟ سنا وی کہتا ہے کہ وہ ملعون یہ سنکر نہایت ملیش میں آیا اور جناب زینبؓ کے قتل کا اعلان کیا۔ عمر بن حریث نے کہا یہ عورت ہے اور عورت کے کلام پر مواخذہ نہ کرنا چاہیے۔ ابن زیاد نے کہا حق سبحانہ تعالیٰ نے حسینؑ اور تمھارے دوسرے سرکش اعوان کے قتل سے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچائی۔ حضرت زینبؓ نے فرمایا: بیشک تو نے ہمارے بڑھوں کو قتل کیا اور ہماری بیچ و بنیاد اور شاخ و فرع قطع کر ڈالی۔ اگر اسی طرح تیرے دل کو ٹھنڈک پہنچے ہے تو البتہ تو نے ٹھنڈک پائی۔ ابن زیاد نے یہ سنکر کہا یہ عورت ادیبہ ہے، قسم ہے زندگی کی اس کا بچ بھی ادیب و شاعر تھا۔ حضرت زینبؓ نے جواب دیا، عورت کو شاعری سے کیا سروکار۔ (دوسرا بروایت ابن شہاب) حضرت زینبؓ نے کہا عورت کو شاعری سے کیا کام؟ میں تعجب کرتی ہوں اس شخص پر جو اپنے اماموں کے قتل سے تسکین پائے اور خوش ہو، یاد دہیکر جانتا ہو کہ بروزیقیا منت وہ اس سے انتقام لیں گے۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضرت کا سر مبارک اس ملعون کے دربر در رکھا گیا، وہ شقی دیکھتا تھا اور تبسم کرتا تھا اور ایک چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی جسے حضرت کے دندان مبارک پر مارتا تھا۔ زید بن اسلمؓ جو کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک مروضن تھے اس ملعون کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ یہ حال دیکھ کر انھوں نے کہا کہ اس لکڑی کو حسینؑ کے لب و دندان سے اٹھالے قسم بوجہ لاشعرب میں نے کہا ہے سید عالم کو ان لبوں پر اتنی باد دیکھا کہ میں شہر نہیں کر سکتا یہ کہہ کر زید بے اختیار رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھ کو رلا دے ایسا حق تعالیٰ کی فتح پر روتا ہے، واللہ اگر تو سٹھیا یا ہوا بڑھانہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا۔ زید بن اسلمؓ وہاں سے اٹھے اور گھر چلے گئے، اور بروایت محمد بن ابی طالب بعد ازلے بلند روتے باہر نکلے اور کہتے تھے۔ غلام آزاد کا مالک ہوا ہے، اے گرد و عرب تم سب آج سے غلام ہو، کیونکہ فرزند فاطمہ علیہا السلام کو تم نے قتل کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر بنایا تاکہ وہ تمھارے اچھوں کو قتل کرے اور بزرگوں کو غلام بناوے، ذلت و خواری پر تم راضی ہوئے۔ دوری و نفرتیں ہوا اس شخص کے لیے جو خواری پر راضی ہو۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب حرم محرم امام امم کے ابن زیاد کے سامنے حاضر کئے گئے ان میں جناب زینبؓ باحالی پریشان و لباس خراب تھیں، آپ اگر ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے جو کفارے بیٹھی ہے اور اس کے گرد کمیزیں ہیں۔ حضرت زینبؓ نے جواب نہ دیا تاہم کمیزیں خربہ اس شقی نے اس کلام کا اعادہ کیا۔ ایک کینز نے جواب دیا کہ یہ دختر بتول غذا فاطمہ زہراؑ منت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ابن زیاد نے ان کی طرف خطاب کر کے کہا: شکر ہے خدا کا کہ اس نے تم کو ذلیل و

زینبؓ اور اسلمؓ کا ابن زیاد کو چھو جانے

دخوار کیا اور ہلاک کیا اور تمھاری باتوں کو دروغ گردانا۔ حضرت زینبؓ نے جواب میں فرمایا، شکر ہے اس خدا کا جس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہم کو عزت عطا فرمائی اور جس دنیا کی سے پاک و پاکیزہ کیا اور ذلیل و سوا فاسق و فاجر ہوتا ہے۔ (تا آخر حدیث)

سید ابن نمانؓ نے کہا ہے کہ پھر ابن زیاد حضرت سجادؑ کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا یہ کون ہے؟ کہا علی بن حسین علیہما السلام۔ ابن زیاد نے کہا کیا علی بن حسین کو خدا نے قتل نہیں کیا؟ حضرت نے فرمایا میرا ایک بھائی علیؑ تھا، لوگوں نے اس کو قتل کیا۔ اس نے کہا بلکہ حق تعالیٰ نے اُسے قتل کیا، حضرت نے یہ کہہ پڑھا: **اللَّهُ يَتَوَقَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَاقِبِهَا لِيَعْلَمَ حَقَّ عَمَلِهَا** یعنی حق تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو بوقت ان کی موت کے اور جو نہیں مرتے بوقت خواب ان کی روح قبض کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تیری بھی یہ مجال کہ مجھے جواب دیتا ہے۔ پھر ایک شقی سے کہا: اس کو لے جا کر قتل کر دو جب جناب زینبؓ نے یہ سنا تو فرمایا: اے سپہر زیاد! تو نے ہمارے عزیزوں سے کسی کو باقی نہ رکھا، اگر اس کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو مجھے بھی قتل کر۔ شیخ مفیدؒ اور ابن عمال علیہما الرحمہ نے روایت کی ہے کہ اس وقت حضرت زینبؓ نے اپنے دونوں ہاتھ سید سجادؑ کی گردن میں ڈال دیے اور کہا: اے ابن زیاد! اس قدر کشت و خون تجھ کو کافی نہیں ہے یہ فراک گئے سے لپٹ گئیں۔ ہمتی تھیں اگر تو اس بیمار کو قتل کرتا ہے تو مجھے بھی قتل کر۔ ابن زیاد نے یہ دیکھ کر کہا قرابت کا بھی عجب حال ہوتا ہے واللہ مجھ کو گمان ہوتا ہے کہ یہ عورت علیؑ ابن الحسین کے ساتھ اپنے قتل پر راضی ہے، چھوڑ دو اس کو کیونکہ یہ بیمار ہے۔ اور سیدؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت سجادؑ نے فرمایا کہ اے عاتکہ! سکوت فرمائیے، میں اس سے ایک بات کہتا ہوں، اور فرمایا: **أَيُّ الْقَتْلِ تَهْدِي فِي بَابِنِ زِيَادَ أَمَّا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَتْلَ لَنَا عَادَةٌ وَكُنَّا أَهْلَ الشَّهَادَةِ**۔ اے ابن زیاد! تو مجھے قتل سے ڈراتا ہے، نہیں جانتا کہ قتل ہونا ہماری عادت ہے، اور بزرگی ہماری شہادت ہے۔ پھر ابن زیاد نے حکم دیا کہ پہلوئے مسجد طسم میں ایک خرابہ ہے اس میں ان سب کو محبوس کر دو۔ اس وقت حضرت زینبؓ نے کہا، ہمارے پاس زمان عرب سے کوئی نہ آئے الا کینز یا اُم ولد کیونکہ وہ بھی اسیر ہیں۔

شیخ ابن نمانؓ نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ میں عبید اللہ ابن زیاد کے پاس گیا، وہ ملعون اس وقت ایک لکڑی دندان مبارک امام حسین علیہ السلام پر مارتا تھا اور کہتا تھا حسینؑ کے ذلت کتنے اچھے ہیں۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ حرکت ناشائستہ نہ کر کیونکہ میں نے دیکھا جس مقام پر تو لکڑی رکھے ہے یہ بوسہ گاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ اور سعید بن معاذ اور عمرو بن سہل سے روایت ہے۔ (یہ دونوں شخص بھی اس وقت حاضر تھے جب وہ شقی بیک چشم و بینی و دندان مبارک پر حضرتؑ

انس ابن مالک کا ابن زیاد کو چھو جانے

کے چھڑیاں لگا رہا تھا) زید بن ارقم نے کہا اٹھ اے اس لکڑی کو کیونکہ میں نے کیشم خود دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لہجے مبارک اسی مقام پر رکھ کر بوسے دیتے تھے۔ یہ کہہ کر زید بن ارقم چیخ کر رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تجھ کو لالے لے دشمن خدا! اگر تو بوڑھا اور ٹھیکیا ہوا نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا۔ زید نے کہا میں تیرے سامنے ایک حدیث بیان کرتا ہوں وہ اس سے زیادہ تجھ پر شاق اور دشوار ہوگی۔ ایک روز میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حسنؓ آپ کے داہنے زانو پر اور حسینؓ بائیں زانو پر بیٹھے تھے اور وہ حضرت اپنا دست مبارک دونوں کے سروں پر رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا وندا! ان کو اور صالح المؤمنین (علیؑ) علیہ السلام کو میں تیرے حوالے کرتا ہوں۔ پس لے ابن زیاد نے اپنے پیغمبرؐ کی امانت خوب محفوظ رکھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب عبید اللہ ابن زیاد اور عمر بن سعد بجز شہادت امام حسین علیہ السلام ایک جا جمے ہوئے، ابن زیاد نے عمر سعد سے کہا جو نامہ میں نے حسین علیہ السلام کی لڑائی کے بارے میں میں نے تجھ کو لکھا تھا اس کو پیش کر، اُس نے کہا تم ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا ضرور پیدا کر، کیا تو قریش کے ساتھ خود کو قتل حسین علیہ السلام کے بارے میں معذور خیال کرتا ہے۔ عمر سعد نے جواب دیا بیٹیکسا ایسا ہی ہے کیونکہ میں نے اس معاملہ میں تجھ کو پہلے ہی اس طرح نصیحت کی تھی جس طرح اپنے باپ سعد کو کرتا۔ اُس وقت عثمان بن زیاد، عبید اللہ ابن زیاد کا بھائی بولا کہ یہ سچ کہتا ہے واللہ میں بھی اس پر راضی تھا کہ اولاد زیاد ہمیشہ ناقامت ذلیل و نوار ہے لیکن حسین علیہ السلام قتل نہ ہوں۔ عمر سعد نے کہا واللہ کسی شخص نے مجھ سے بدتر کام نہ کیا کہ میں نے اطاعت عبید اللہ ابن زیاد میں نافرمانی رب العزت کی، اور قطع رسم جانز رکھا۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ سر مبارک حضرت کوچہ و بازار میں پھرایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس مقام پر مصنف نے چند شعر کسی کے لکھے ہیں، ان کا مضمون یہ ہے کہ سر فرزند علیؑ و متول نوک نیزہ پر بلند کیا گیا ہے اور مسلمان دیکھتے رہے اور سنتے رہے اور کوئی منہ نہ کھولا یا رنجیدہ ہوئے والا نہ تھا۔ اے فرزند رسول! اندھی ہودہ آنکھ جو تجھے اس حال میں دیکھے اور ناشنوا ہو، وہ کان جو اس آواز کو سنے اور نگین نہ ہو اور کوئی باغ و گلستان نہیں ہے جو آرزو تیری خوابگاہ ہونے کی نہ رکھا ہو جن آنکھوں کے واسطے تو خواب و آرام تھا تو نے ان کو بیدار کیا، اور جو آنکھیں تیرے ہوتے نہ سوتی تھیں اُن کو تو نے اپنے مرنے سے سلا دیا۔

سید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ پھر ابن زیاد منبر پر گیا اور بعد حمد و ثناء الہی بکھنے لگا، شکر خدا کا حق تعالیٰ نے حق ظاہر کیا اور امیر المؤمنین یزید اور اس کے تابعین کی مددگاری کی اور معاویہ اللہ تعالیٰ کے

کذاب کو قتل کیا، یہاں تک وہ شقی کہنے پایا تھا کہ عبد اللہ بن عقیف از دی جو شیخہ خالص بنی امیہ المؤمنین علیہ السلام اور اقیانوس تھے، ان کی ایک آنکھ جنگ جمل میں اور دوسری صفین میں جاتی رہی تھی، اور ہمیشہ مسجد جامع میں تمام روز مشغول نماز رہتے تھے۔ اس وقت اُنکھ کھڑے ہوئے اور کہا: لے سپر مر جانہ کذاب ابن کذاب تو ہے اور جس نے تجھے عامل بنایا اور اُس کا باپ ہے۔ لے دشمن خدا! پیغمبر زادوں کو تو قتل کرتا ہے پھر منبر پر ایسا بے ادبی کا کلام کرتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر ابن زیاد غصہ میں آیا اور کہا: یہ کون ہے؟ عبد اللہ نے کہا: میں کہتا ہوں لے دشمن خدا جس ذریعہ ظاہرہ کو کہ حق تعالیٰ نے مُنذر کیا ہے اُس کو تو نے قتل کیا اس پر تو اپنے کو مسلمان جانتا ہے۔ واعوذناہ کہاں ہیں اولاد ہاجرین اور انصار جو اس طاعنی سے جس کو سید عالم لیاں نے ملعون بن ملعون کہا ہے انتقام لیں۔ راوی کہتا ہے کہ وہ شقی یہ سنکر بہت طیش میں آیا، رگبیں اُس کی گردن کی پھول گئیں اور کہا اُس کو میرے پاس لاؤ۔ یہ سنکر ہر طرف سے لوگ دوڑ پڑے لیکن اشراف قبیلہ ازد جو بنی اعمام عبد اللہ تھے اُنکھ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ کو اُن کے ہاتھوں سے چھڑا کر دروازہ مسجد سے باہر کر دیا اور گھڑ تک پہنچا دیا۔ ابن زیاد نے کہا جاؤ اس اندھے کو کچل دو اللہ اس کے دل کو مانند جیشتم کر کر دے۔ بنی خرب عبد اللہ کی قوم کو بھی قسب جمع ہو گئے۔ قبائل بنی نضہ بھی ان کا ساتھ دیا۔ یہ ماجرا ابن زیاد کو معلوم ہوا تو اس شقی نے قبیلہ مضر کو خبر بن اشعث کے ہمراہ روانہ کیا اور ان سب کے قتل کا حکم دیا۔ راوی کہتا ہے کہ عبد اللہ کے مکان پر حرم شہید واقع ہوئی یہاں تک کہ لڑکیاں جلوت عرب مقتول ہوئی۔ اور ابن زیاد کے آدمی عبد اللہ بن عقیف کے دروازے تک پہنچ گئے اور دروازہ توڑ ڈالا اور گھر میں داخل ہونا چاہا۔ دختر عبد اللہ چلائی کہ بابا! لوگ اندر آیا چاہتے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا خوف نہ کر میری تلوار مجھ کو دے۔ لڑکی نے تلوار بھڑکے اور اندھے باپ کے حوالے کی جس سے عبد اللہ بن عقیف وگو کو انجوسے دُور کرنے لگے اور درجہ پڑھنے لگے اور بیٹی کہتی تھی لے بابا! کاش میں مرد ہو تو تو تم کو ملا عین کو دور کی اور قاتلانِ عزت ظاہرین سے لڑتی۔ غرض اشقیان مکان کے چاروں طرف پھرتے تھے مگر کوئی مجال نہ پاتے تھے جس طرف سے آتے تھے عبد اللہ کی بیٹی خبر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ ان کو جمع ہو کر گھیر لیا۔ اس وقت وہ دختر مومنہ فریاد و زاری کرنے لگی کہ ہائے افسوس! میرے باپ کو گھیر لیا اور کوئی ناصر و مددگار نہیں ہے۔ عبد اللہ کی جرات کا یہ عالم تھا کہ اس حال میں بھی تلوار کو چاروں طرف گھماتے تھے اور کہتے تھے اگر میری آنکھیں ہوتیں تو عرصہ حیات تم پر تنگ کرتا۔ آخر ان کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس لے گئے جب اس ملعون نے دیکھا تو کہا شکر خدا کا کہ اُس نے تجھ کو رسوا کیا۔ عبد اللہ نے کہا لے دشمن خدا کس طرح تو نے مجھے ذلیل کیا۔ سجدہ امیری آنکھیں ہوتیں تو عرصہ حیات تجھ پر تنگ کر دیتا۔ ابن زیاد نے کہا

کہتا ہے، میں نے سوار ہو کر عزم مدینہ منورہ کیا۔ جب مدینہ میں وارد ہوا تو ایک مرد قرشی سے ملاقات ہوئی، اُس نے پوچھا کیا خبر لایا ہے، میں نے کہا خبر امیر کے پاس سن لے گا۔ اُس نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہ واللہ کہ حسین (علیہ السلام) قتل ہوئے۔ خلاصہ جب میں عمر بن سعید کے پاس پہنچا، اس نے کہا کیا خبر ہے؟ میں نے کہا ایک ایسی خبر ہے جو امیر کو خوش کرے حسین قتل ہوئے۔ اس شقی نے کہا، مدینہ کے تمام محلوں میں منادی کر۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس قدر نالہ دیا کہ اوشیون و اولاد خانہ ماے بنی ہاشم سے ہر پامو کہ میں نے تمام عمر کبھی ایسا نالہ نہیں سنا تھا۔ پھر عمر بن سعید کے پاس آیا، اُس نے مجھ کو دیکھ کر مستم کیا اور اشعار عمر بن معدیکرب پڑھے جن کا حاصل یہ ہے کہ ایک وز ہمارے عورتیں گریہ و زاری کرتی تھیں اور ایک روز ہمارے اعدا کی عورتیں فریاد دیکر کرتی ہیں۔ اس کے بعد کہا، یہ رونا اور نوحہ نالہ قتل عثمان کے بدلہ میں ہے جس روز کہ عثمان قتل کئے گئے تھے۔ ہم سب روتے تھے، آج حسین کے قتل سے یہ سب روتے ہیں، اس کے بعد منبر پر جا کر لوگوں کو قتل امام حسین علیہ السلام سے مطلع کیا اور دعائے خیر مزید کے لیے کی۔

صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ عمر بن سعید نے خطبہ پڑھا کہ یہ سانحہ ایک اور سانحہ کے عوض میں واقع ہوا، اور یہ صدمہ ایک اور صدمہ کے مقابلہ میں روئیدہ ہوا اور بہت سی مصیبتیں دوسری مصیبتوں کے نتیجہ میں رونما ہوئی ہیں۔ اس میں حکمت الہی ہے۔ بعد ایں راضی تھا اس امر پر کہ حسین بدلتے ہوئے اور روح اُن کے جسم میں ہوتی اور وہ ہم کو گالیاں دیتے اور ہم ان کی مدح کرتے اور ہم سے قطع جسم کرتے اور ہم ان سے وصلت کرتے جیسا کہ ان کی اور ہماری عادت تھی۔ اور جو امر کہ اُن کے لئے ہوا نہ ہوتا، لیکن کیا کریں جو شخص ہمارے اوپر تلوار کھینچے، اسے کیونکر دفع نہ کریں۔ یہ سن کر عبد اللہ بن ثابت اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اگر فاطمہ زہرا زنده ہوتیں اور حسین کا شاہو سر کھینچیں اللہ گریہ و زاری کرتیں۔ عمر بن سعید لفظی اس بات سے غصہ میں آیا، کہنے لگا ہم کو تجھ سے زیادہ فاطمہ سے زیادہ خصوصیت ہے کیونکہ ان کا باپ ہمارا چچا ہے اور ان کا شوہر ہمارا بھائی ہے اور ان کا بیٹا ہمارا بیٹا ہے۔ اگر فاطمہ زہرا زنده ہوتیں تو انھیں انکی گریاں اور دل ان کا بریاں ہوتا، مگر جس شخص نے ان کے بیٹے کو مارا ہے اور اپنے سے دفع کیا ہے اُس کو کچھ نہ بچتیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر طیار کے پاس ان کا ایک غلام آزاد کو لایا گیا اور خبر شہادت اُن کے دونوں فرزندوں کی بیان کی عبد اللہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ہ کہا اُس وقت ابوالسلاطین غلام عبد اللہ بن جعفر طیار کا بولا کہ ہم کو حسین سے یہی حاصل ہوا۔ عبد اللہ نے

۴۴
۵۴
اے دشمنی! عثمان بن عفان کے حق میں کیا کہتا ہے۔ کہا: اے غلام بنی حلاج، اے ابن مرغانہ تجھ کو عثمان سے کیا مطلب اس نے جو کچھ بھی کیا حق تعالیٰ اُس کے درمیان اور اُس کے قاتلین کے درمیان بعد از راستی حکم کرے گا۔ مجھ سے اپنا اور اپنے باپ کا، یزید اور اس کے باپ کا حال پوچھ۔ ابن زیاد نے کہا واللہ میں تجھ سے کچھ نہ پوچھوں گا یہاں تک کہ تو چاشنی مرگ چکے۔ عبد اللہ نے کہا، اکھ لکھ رہا ہوں میں حق تعالیٰ سے تیری ولادت کے قبل خواہاں تھا اور دعا کرتا تھا کہ بدتر من خلق کے ہاتھ سے قتل ہوں۔ جب آنکھیں میری جاتی رہیں نا امید ہو گیا تھا، اور اب شکرت کرتا ہوں کہ بعد از امید ہی جناب حدیث نے شہادت کی سعادت عنایت کی اور دعا میری مستجاب ہوئی۔ ابن زیاد نے قتل کا حکم دیا۔ آخر وہ مرد صانع قتل کیا گیا اور حکم ابن زیاد ان کا لاشہ ایک خرابہ میں داخل کر دیا گیا۔ شیخ مفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جس وقت دیسا ولان ابن زیاد نے عبد اللہ بن عقیف کو دربار ہی میں گرفتار کر لیا تو انھوں نے اشراف ازد کو پکارا، سات سو آدمی ان کے قبیلہ کے بھیج ہو کر چھڑا لے گئے۔ وقت شب عبد اللہ کو ابن زیاد نے گھر سے پکڑوا کر ملاک کیا اور زمین شورہ زار میں سولی دی۔

ابن نما نے روایت کی ہے کہ اس کے بعد ابن زیاد نے جناب بن عبد اللہ ازدی کو جو مدیر تھے طلب کیا اور کہا اے دشمن خدا تو اصحابہ البو تراب سے نہیں ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں میں ان کے اصحاب سے ہوں اور یہاں نہیں کرتا۔ ابن زیاد نے کہا، میں تیرے خون سے تقرب خدا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا حق تعالیٰ تجھ کو قرب و منزلت نہ دے گا اور اپنی رحمت سے دور کرے گا۔ ابن زیاد نے کہا یہ مرد مستر ہے اور اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ پس ان کو چھوڑ دیا۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میر مبارک امام علیہ السلام حکم ابن زیاد کو یہ دہانیاں پھرایا گیا۔ یزید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب میر انور نیر سے پر میرے کو چہ سے گذرا، میں گھر کے غرنہ میں بیٹھا تھا، جس وقت کہ مقابل میرے آ رہا میں نے سنا کہ یہ آئے کہ میر پڑھتا تھا اَمْرٌ حَسْبَتْ اَنْ اُخْبَاہَ اَنْکَبَتْ وَ التَّوْقِیْہِہُ کَاَنْوَاصٍ اِیَاتِنَا عَجَبًا ہ زید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ آواز سن کر میرے بدن کے رگوں کھڑے ہو گئے اور میں نے پکار کر کہا یا بن رسول اللہ آپ کا سر انور فقہ اصحاب کہف سے عجیب ہے۔ سعید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ابن زیاد نے خبر شہادت امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اہلبیت کرام کی یزید کو کچھ کر بھیجی، اور عمر بن سعید بن عاص کو بھی جو والی مدینہ تھا مطلع کیا۔ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ابن زیاد نے میر مبارک امام علیہ السلام یزید مدینہ کے پاس بھیجا اور عبد الملک بن ابوالخارث سلی کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں جا کر عمر بن سعید شقی کو بشارت قبیلہ بنی سہیل (علیہ السلام) دے۔ عبد الملک

اپنی غلین سے اس کو مارا اور کہا "اے پسر عاریہ ناپاک تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق میں یہ کیا کلمہ کہا۔ بسدا اگر میں ہمراہ رکاب آنحضرت ہوتا ہرگز جدا نہ ہوتا، تاہنا سیکہ جان اپنی ہا کرتا۔ موجب میری تسلی کا یہ ہے کہ میکہ فرزند با کمال صبر و شکیبائی میرے بھائی کی رفاقت میں شہید ہوئے۔ پھر اپنے اصحاب کے متوجہ ہو کر کہا قتل حسین علیہ السلام مجھ پر بہت شاق اور گراں ہے، لیکن شکر خدا کا کہ اگرچہ میں ان کی خدمت سرایا سعادت سے دور رہا لیکن میکہ بیٹے رکاب ظفر انتساب میں حضرت کے ساتھ ظفریاب ہوئے پس ام لقمان دختر عقیل خبر شہادت امام حسین علیہ السلام سن کر نوحہ و زاری کرتی ہوئی نکلیں اور ان کی بہن اُم ہانی و اسما و رملہ اور زینب، ساتھ تھیں اور اپنے کنگان کا بلا پر روتی تھیں اور یہ شعر پڑھتی تھیں۔

مَاذَا أَفْعَلُونَ إِنْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ مَاذَا أَفْعَلْتُمْ وَأَنْفَعُ أَحَدًا لَكُمْ
بِعُتْرَتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مُفْقَدِي مِنْهُمْ أَسَادِي وَقَتْلِي ضَرَّ خَوَارِدِي

اے قوم سنگم بردوز عشرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا جواب دو گے جس وقت وہ جناب تم سے خطاب کریں گے کہ میرے بعد تم نے میری عمرت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ان میں سے بعض خاک و خون میں غلپیہ اور بعض طوق و زنجیر میں اسیر ہوئے۔ اور وہ خیر خواہی اور نصیحت کو جو میں نے تمہارے لئے کی تھی اس کی جزیہی ہے کہ تم نے میرے بد میری عمرت کے ساتھ یہ سلوک اور اعمال زشت کئے۔

جس دن عمر بن سعید نے منبر پر چڑھ کر خبر شہادت حضرت امام حسین لوگوں نے بیان کی اس کی شام کو اہل مدینہ نے ایک منادی کی آواز سنی جو نظر نہ آتا تھا۔ اَيُّهَا الْقَائِلُونَ جَهْلًا حَسْبُنَا اِسْتِغْنَاءُ بِالْعَدَابِ وَالْاِسْتِكْبَالِ * كُلُّ اَهْلِ السَّمَاءِ يَدْعُو عَلَيْكُمْ وَذَنَّا لِنُعْتَمُ * عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَ مُوسَى صَاحِبِ الْاِنْجِيلِ * اے لوگو! جنہوں نے نادانی سے حسین کو قتل کیا حق تعالیٰ کے عذاب کی تم کو بشارت ہو۔ تسمی اہل آسمان تم کو نفرین کرتے ہیں اور تم بزبان حضرت داؤد و حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ملعون ہو گئے۔

ابن ہشام سے مروی ہے کہ یزید نے حوز بن حرب بن مسعود دیکھی کو جو بنی عدی بن حباب سے تھے، اور ایک مرد میرا سے کو یہ دونوں بزرگوار ملک شام سے تھے مدینہ منورہ بھیجا تاکہ خبر شہادت امام حسین علیہ السلام پہنچا دیں۔ جب یہ مدینہ پہنچے اور حضرت کی شہادت کا اعلان کیا یہ خبر سن کر ایک لڑکی دختران عبدالمطلب جس کا نام زینب بنت عقیل تھا بالی تباہ سکریال پریشاں کئے قاصدان یزید کے پاس روئی ہوئی آئی اور اشعار سابق اپنی زبان سے ادا کئے۔ اور شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ کہ اس نے کہا میں حضرت ام سلمہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک عورت نکلتی ہوئی داخل ہوئی کہ میں مقتول ہوا۔

ام سلمہ نے کہا حسین کو قتل کیا، خدا ان سنگم بردوز کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

مَوْلَانِ عَلِيهِ الرَّحْمَةُ نَارِيخَ بِلَا ذَرِي سَے نقل کیا جس وقت سرانور امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ میں بھیجا گیا تو ہر گھر سے نالہ و شیون کی فریاد سنی گئی۔ یسنکر مردان نے کہا، ان کے کئے ہوئے مومن نے ہماری حکومت کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔ پھر اس نے ایک چھڑی سے امام حسین کے چہرہ اقدس کے ساتھ بے ادبی کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے:

يَا حَبِيبًا اَبْرُدُكَ فِي الْيَدَيْنِ وَ كَوْنُكَ الْاَخْمَرُ فِي الْخَدَيْنِ
كَأَنَّ بَاتٍ وَ بَمَجْدَيْنِ شَفِيتُ مِنْكَ النَّفْسَ يَا حُسَيْنِ

یعنی اے حسین! تمہارے کئے ہوئے مر کی ٹھنڈک ہاتھوں کو اور تمہارے رخسار کی رخ رگت آنکھوں کو کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو دین و دنیا کی عزت مل گئی۔ حسین میرے دل میں تمہارے قتل سے ٹھنڈک پڑ گئی۔

نظری نے خصائص میں ابو قیس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک آواز آسمان وزمین کے درمیان میں سنی گئی کہ ایک قائل کہتا تھا۔ اے آل محمد کے فضائل جاننے والو! یہ پیغام لوگوں کو جلد پہنچاؤ و کثرت ازار بنی امیہ نے امام حسین فرزند رسول انقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کیا اور مشرق تا مغرب تمام خلافت اپنی زبان سے ان کی مصیبت میں نوحہ کر رہی۔

سید علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ جب ابن زیاد بد نہاد کا خط یزید پلیدی کے پاس پہنچا اور وہ اس مضمون سے مطلع ہوا تو جواب میں لکھا کہ سر شہدار مع اطفال و عورات کے اس سمت کو روانہ کرے۔ ابن زیاد نے مخفی رہنے کا حکم دیا اور سر شہدار اور خدات عصمت کو اس کے سپرد کیا۔ وہ بدر دار البیبت اٹھا اور دختران سید ابرار کو مثل امیران کفار سر کو پیہ و بازار پھرتا ہوا روانہ ہوا۔ صفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ابن زیاد نے میر مبارک امام اور دیگر شہداء و زجر بن قیس کے ہمراہ جانب شام روانہ کئے اور اس کے ساتھ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن الوطیان کو کچھ اہل کوفہ کے ہمراہ یزید کے پاس دمشق روانہ کیا۔ صاحب مناقب نے ابن ابی قیس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت کا میر مبارک شام لے گئے۔ پہلی منزل پر پہنچ کر مشغول شراب ہوئے۔ ناگاہ ایک ہاتھ مع ایک قلم آہنی کے دیوار سے نمودار ہوا، اس ہاتھ نے یہ چند سطریں خون سے لکھیں۔

اَفْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حَسِينًا شِفَاعَةً بَعْدَ يَوْمِ الْحِسَابِ

یعنی جس امت کو تھامنے سے کہیں کو قتل کیا وہ بروز حساب اس کے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم سے شفاعت کی امید کیونکر رکھ سکتی ہے۔ اور صاحب کاحل اور صاحب مناقب اور ابن نمائے ابو مخنف سے نقل کیا ہے کہ عمر سعد نے حضرت کاسر خونی اصبحی کی تحویل میں دیا۔ وہ ملعون میر مہر کو لے کر وقت شب روانہ ہوا، اور دروازہ قصر ابن زیاد کا بند پایا۔ اپنے گھر چلا گیا، اُس ملعون کی دو بیبیاں تھیں ایک قبیلہ بنی اسد سے دوسری قبیلہ خضرم سے، اُس کا نام نوار تھا۔ خونی وہ سرے کے لوار کے پاس گیا، اُس نے پوچھا کیا لایا ہے، کہا میں تیرے لئے حسین لایا ہوں۔ اس نے کہا دلے تجھ پر لوگ زرد سیم لاتے ہیں تو میرے فرزند رسول لایا ہے۔ اب میرا اور تیرا سر ایک بائیں پر جچے نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ خونی کہتا ہے پھر اُس نے دوسری بیوی اسدیہ کو بلایا، اُس نے وہ سر ایک طشت میں رکھا۔ خونی کہتا ہے، خدا کی قسم! ابھی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹی تھی کہ میں نے دیکھا کہ اس طشت سے جس میں سر رکھا تھا ایک نور کا عمود جانب آسمان بلند ہے اور طائران سفید اس کے اوپر اڑ رہے ہیں۔

صاحب مناقب اور سید جمہا اللہ نے کہا کہ ابن ابیہ وغیرہ نے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں سے بقدر راحت کھی جاتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ کہتا تھا۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو عفو کر اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے گناہوں کو تو نہ بخشے گا۔ میں نے کہا اے شخص خدا سے ڈر اور ایسا کہنا امید کی کا نہ کہہ، اگر تیرے گناہ قطرات باران اور برگ درختان کی مانند بھی ہوں اور حق تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے تو البتہ آمرزیدہ و مستگار ہوگا، کیونکہ وہ رحیم و غفار ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ میرے قریب آتا کہ میں اپنا قصہ تجھ سے کہوں۔ میں اُس کے پاس گیا، اُس نے کہا کہ ہم پکاس آدمی امام حسین کا سر مبارک شہر شام کو لے جاتے تھے۔ راہ میں وقت شب سر مبارک صندوق میں رکھتے تھے اور خود گرجہ صندوق کے بیٹھے تھے اور شراب پیتے تھے، اتفاقاً ایک روز سب نے شراب پی، میں نے نہ پی، رات کو ایک مرتبہ کچلی چکی اور بادل گر جا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور حضرت آدم و حضرت نوح و حضرت اسمعیل و حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام آسمان سے نیچے اترے، اور ان بزرگوں کے ہمراہ جبریل امین اور فرشتگان مقررین تھے۔ جبریل نے صندوق کے پاس جا کر سر مبارک نکالا، اور سینہ سے لگایا اور اس کے بوسے لے، اور اسی طرح ایک ایک پیغمبر نے بوسہ دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت روئے اور تمام انبیاء علیہم السلام نے حضرت کو تسلی اور تعزیت دی۔ اس وقت روح الامین نے خدمت سید المرسلین میں عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری پر مامور کیا ہے، اگر حکم ہو تو زمین میں زلزلہ ڈالوں اور زمین کا تختہ الٹ دوں جیسا کہ میں نے قوم لوط کے ساتھ کیا۔ آنحضرت نے منہ فرمایا اور کہا اے جبریل! میں اور یہ سب بروز قیامت خدا

ترجمہ: محمد امجد علی

کے سامنے پیش ہوں گے۔ راوی کہتا ہے کہ اُس کے بعد سب نے اس تابوت پر نماز پڑھی بعد ازاں فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور انھوں نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو ان ملائین کے قتل کا حکم دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا جو حکم ہو اسے بجالاؤ، پس اپنے حربوں سے دیکر رفیقوں کو مارنا شروع کیا اور ایک فرشتہ نے حربہ میرے اوپر اٹھایا اور میری طرف بھی قصد کیا، اس وقت میں نے کہا امان الامان یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دور ہو، خدا تجھ کو نہ بخشے، صبح کو میں نے اپنے رفیقوں کو دیکھا تو وہ راکھ کا ایک ڈھیر بن گئے تھے۔

صاحب مناقب نے ابو جعفر مدنی سے اس حدیث کو تفوڑی زیادتی کے ساتھ ذکر کیا ہے جس جگہ یہ ذکر تھا کہ یزید کے پاس سر مبارک کو لے جاتے تھے، یہاں نہ کو رہے کہ جس جس نے آپ کو قتل کیا ہے اُس کے ہاتھ خشک ہو گئے اور آواز رعد و برق اس زور و شور سے میں نے سنی کہ کبھی نہ سنی تھی۔ اور مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا جب پیغمبر خدا تشریف لائے اس وقت آواز مہیاریوں کی اور گھوڑوں کے نہنٹانے کی سنی اور جبریل میکائیل اور امیر فیل اور روحانیان اور قربان نازل ہوئے، اور مذکور ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء اور فرشتوں سے شکایت کی اور کہا ان ستمگروں نے میرے فرزند و بلند اور نور نظر کو قتل کیا ہے اور ہر ایک نے سزاوار کے بوسے لیے اور سینہ سے لگایا، اور باقی کلمات اگلی روایت سے قریب ہیں۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ جب شہر بلبل کے قریب پہنچے تو وہاں کے حاکم کو اطلاع دی، چنانچہ اس نے اپنے آدمی امیران البیت کے استقبال کو روانہ کئے۔ یہ لوگ چھ فرسخ شہر کے آگے امیران البیت سے ملے اور خوشیاں کرتے تھے۔ اُس وقت حضرت ام کلثوم نے فرمایا، خداوند عالم تمھاری جمعیت کو ہلاک کرے اور ایسے شخص کو تم پر مسلط کرے جو تمھیں قتل کرے، اس وقت حضرت سید الشاہدین ان ملائین کو دیکھ کر روئے اور اشارہ بائیں مضمون پڑھے کہ مصائب و مکروہات زمانے کے کم نہیں ہوتے۔ کب تک ہم کشاکش میں گرفتار رہیں گے۔ ہم کو شتران برہنہ پر لے جاتے ہیں۔ گویا ہم امیران روم سے ہیں۔ اے قوم تم اپنے پیغمبر سے منکر ہو گئے اور راہ نجات کو چھوڑ دیا۔ بوزہ مسدود علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب وہ اشتیاق مع سرایے شہداء و محدثات علیا قریب دمشق پہنچے حضرت ام کلثومؓ نزدیکی شمر گئیں اور کہا میری ایک حاجت ہے۔ اُس نے کہا بیان کیجئے۔ فرمایا ہم کو شہر میں ایسی راہ سے لیجا کہ تماشائی کم ہوں اور حکم دے کہ سہارے شہداء کو ہم سے علیحدہ لے چلیں کیونکہ تماشائیوں کے ازدحام سے ہم رسوا ہو رہے ہیں یہ سن کر شہر نے اندازہ کفر و عناد اُس غدومہ کے کھنے کے خلاف حکم دیا کہ سرایے شہداء اقداریوں کے ہمراہ لے جائیں

اور ایسی راہ سے لے گئے جہاں تماشاخیوں کا بڑا ڈوہام تھا، اسی حالت میں دروازہ دمشق تک پہنچے اور مسجد جامع کے دروازے پر جس مقام پر قیدی کھڑے ہوتے تھے وہاں کھڑا کیا۔

صحابہ مناقب نے زید سے اور انھوں نے اپنے آبا سے نقل کیا ہے کہ سہل بن سعد نے کہا، ایک بار میں نے بیت المقدس کا سفر کیا۔ شام میں ایک ایسے شہر میں پہنچا جہاں نہریں اور درخت بہت تھے اور وہ مقام نہایت خوشنما اور آراستہ تھا اور ہر طرف خوشناریشی پر دے آویزاں تھے، اہل شہر خرم و شاداں تھے، عورتیں دُٹ اور طبل بجا رہی تھیں بیچ پانے والیں کہا کہ اہل شام کے یہاں کوئی عید ایسی نہیں ہے جسے ہسم نہ جانتے ہوں۔ ناگاہ میں نے دیکھا چند مرد باہم باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا آج کوئی عید ہے جو ہم کو معلوم نہیں۔ انھوں نے کہا اے شیخ تو اعرابی سلوم ہوتا ہے۔ میں نے جواب دیا میں سہل بن سعد ہوں میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، لوگوں نے کہا اے سہل مقام نمیبے کہ آسمان سے خون نہیں برستا اور زمین دھنس نہیں جاتی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ سر امام حسین علیہ السلام کا غرق سے آتا ہے۔ میں نے کہا واعجباً حسین کا سر آتا ہے اور لوگ خوشیاں کرتے ہیں، کس طرف سے آئے گا؟ انھوں نے ایک دروازہ کی طرف اشارہ کیا جسے باب الساعات کہتے ہیں۔ اس عرصہ میں پے درپے نشان ظاہر ہوئے اور ایک سوار نیزہ ہاتھ میں لے ہوئے دکھائی دیا، اس کی لوک پر ایک سر تھا، جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت سے نہایت مشابہ تھا، اور اس سوار کے پیچھے شتران برہنہ پر کچھ بیبیاں ظاہر ہوئیں۔ میں ایک لڑکی کے قریب گیا اور اس سے کہا، اے دختر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں سکنہ بنت حسین ہوں۔ میں نے کہا، آپ کو کوئی ضرورت ہو تو بیان کریں، میں سہل بن سعد آپ کے جد کا صحابی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہوا ہوں۔ فرمایا: اے سہل! اس نیزہ دار سے کہو کہ ذرا آگے بڑھ جائے تاکہ لوگ سر کے دیکھنے میں مشغول ہو جائیں اور حرم رسول کے تماشے سے باز رہیں۔ سہل کہتے ہیں میں یہ سنکر نیزہ دار کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میری ایک بات مان لے اور چار سو دینار لے۔ اس نے مطلب پوچھا۔ میں نے کہا اس کو آگے لے چل۔ غرض اس نے قبول کیا اور سر کو آگے لے چلا۔ میں نے سب دینار اس کے حوالہ کئے۔ پھر وہ لوگ سر مبارک یزید کے پاس لے گئے۔ سہل کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ یزید کی محفل میں گیا، میں نے دیکھا وہ ملعون تخت پر بیٹھا ہے، اس کے سر پر کتل تاج رکھا ہے جس میں باقوت و موتی چڑے ہیں۔ چاروں طرف دوسا اور بزرگان قریش گھیرے ہوئے ہیں جس وقت عامل سر مبارک لے کر آیا اس نے یہ شعر پڑھا:

أَوْقِدْ كَابِي فَضَّةً وَ ذَهَبًا
أَنَا قَتَلْتُ السَّيِّدَ الْمُحَجَّبَ

قَتَلْتُ حَيَّةَ النَّاسِ أَمَّا وَ أَبَا
وَحَدَّزَهُمْ إِذْ يَنْسُبُونَ النَّسَبَ

یعنی میرے اونٹ سونے چاندی سے بھر دے کیونکہ ایک سردار بزرگ کو میں نے مارا ہے جو نسب میں پدر و مادر کی طرف سے بہترین خلائق تھا۔ یزید نے کہا اگر تو انکو ایسا جانتا تھا، پھر کیوں قتل کیا؟ کہا مجھے تجھ سے امید انعام و جانہ تھی۔ یزید نے اس کے لیے حکم قتل دیا۔ پس پھر سر اقدس امام علیہ السلام طبق طلا میں رکھ کر یزید کے پاس لائے۔ وہ شقی سر اقدس کی طرف مخاطب ہو کر کہتا تھا۔ اے حسین تم نے اپنا انجام دیکھ لیا۔

سید علیہ الرحمہ نے نقل کیا جبکہ سر پر نور حضرت امام حسین علیہ السلام کا شام میں پہنچا، ایک شخص جو فضائے تابین سے تھا، اپنے اصحاب کے جدا ہو کر ایک ماہ پوشیدہ رہا جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے سبب پوچھا، اس نے کہا کہ آیا تم نہیں جانتے کہ کیا مصیبت کبریٰ و سامعہ عظمیٰ نازل ہوئی ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار زبان پر جاری کئے:

جَاءُ بِرَأْسِكَ يَا بَنِي مُحَمَّدٍ
قَتَلُوا أَهْمَارًا أَتَا مَدِينَتَنَا
قَتَلُواكَ عَطَشًا وَ لَمَّا يَرْقُبُوا
فِي قَتْلِكَ التَّائِيلَ وَ التَّنْزِيلَ
وَتَكْبَرُونَ يَا بَنِي قَتَلْتُمْ وَ إِنَّمَا
قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَ التَّهْلِيلَ

ترجمہ: اے فرزندِ نبوت! وسطِ رسول آپ کا سر لائے ہیں گویا پیغمبر خدا کو دیدہ و دانستہ قتل کیا، تمھ کو پیاسا مارا اور تیرے قتل میں تاویل و تنزیل کا لحاظ نہ کیا، تیرے قتل پر تکبیر کہتے ہیں، فی الحقیقت تیرے قتل سے الشقیاء نے تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس وقت اہلبیت اہلکار کو دروازہ مسجد جامع پر کھڑا کیا، ایک مرد پیرانہ منظر کے قریب جا کر کھٹے لگا، شکر ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو ہلاک کیا اور شہرہوں کو تمھارے شر و فساد سے پاک کیا اور امیر المومنین کو تم پر قابو دیا، اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "اے شیخ! تو نے قرآن شریف میں یہ آیت پڑھی ہے قُلْ لَا اسْتَعْلَمُ عَلَيْهِ أَحَدًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ یعنی ہواے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) محبت میرے اقرباء کی مزدور رسالت ہے۔ اس بوڑھے نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا: شیخ! وہ قرنی ہم ہی ہیں جن کی محبت حق تعالیٰ نے اجر رسالت قرار دیا ہے اور تو نے یہ بھی پڑھا ہے: وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْغُرَبَىٰ اے شیخ! تو نے قرآن شریف میں یہ بھی پڑھا ہے کہ اس کو یہ کہہ دے کہ اے اللہ! یہ مذہبِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

الرَّجْسِ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (یعنی) حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اہلبیت سے ناپاکی کو دور رکھو اور تم کو یوں پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ بوڑھے نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے فرمایا وہ اہلبیت ہم ہی ہیں اور آیہ تطہیر ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔ بوڑھا یہ سن کر سکتے میں رہ گیا اور متحجب ہو کر کہنے لگا، تم اہلبیت رسول ہو؟ حضرت نے فرمایا بخدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت ہم ہی ہیں۔ یہ سن کر مدبر بہت رويا اور اس نے عمامہ زمین پر پھینک دیا اور سر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔ خداوند! میں دشمنان اہلبیت سے نہیں ہوں بلکہ میں بیزاری کرتا ہوں ہرجن والوں سے جو دشمن اہلبیت ہو۔ یہ کہہ کر عرض کیا، آیا میری توبہ قبول ہے؟ حضرت نے فرمایا ہاں اگر توبہ واستغفار کرے جناب اقدس الہی قبول فرمائے گا، اور تو ہمارے ہمراہ ہے، پھر عرض کیا میں توبہ کرتا ہوں۔ جب یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس ملعون نے اس نیک انجام کے قتل کا حکم دیا اور قتل کروادیا۔

کتاب مناقب میں مذکور ہے کہ عبدالرحمن بن حکم مجلس یزید میں بیٹھا تھا، اس نے دوشعر اس مضمون کے پڑھے کہ شاہ کربلا نسب و حسب یزید اس غلام ناکس و فرومایہ (ابن زیاد) سے بہتر ہے۔ نسل سمیع سنکر زہائے بیاباں سے زیادہ ہو گئی لیکن نسل دختر رسول قطع ہو گئی۔ یزید نے جواب دیا، خدا ابن مرجانہ پر رخت کرے کہ اس نے حسینؑ پر فاطمہؑ کے قتل پر جرات کی اگر میں وہاں موجود ہوتا تو جو چیز کہ حسینؑ مجھ سے خواہش کرتے قبول کرتا اور موت کو حتی الامکان اُن سے دور کرتا اگرچہ میسری اولاد ماری جاتی۔ لیکن تقدیر الہی میں یوں ہی مقدر ہوا تھا اور قضا سے چارہ نہیں، اور روایت میں یوں ہے کہ یزید نے آہستہ سے عبدالرحمن سے کہا، سبحان اللہ! تم اس جگہ بھی چپ رہ کے بے صفید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے جس وقت سر ہائے شہداء یزید بے حیا کے سامنے رکھے گئے تو اس نے حسینؑ پر شور مچا ہا۔

نَفَلَتْ هَامًا مِنْ رِجَالِ الْيَعْنَةِ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا آعَسَقَ وَ أَظْلَمَا
یعنی ہم ان شخصوں کا متر فم کرتے ہیں جو ہم پر غلبہ چاہتے ہیں اور پہلے بھی وہ مرکش و ظالم رہ چکے ہیں۔ یہ شعر سنکر سبھی بن حکم مروان کے بھائی نے سابقہ الذکر و دشور پڑھے، اس پر یزید نے اس کے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا چپ رہ۔ پھر حاضرین مجلس سے خطاب کر کے کہا کہ یہ شخص (یعنی حسینؑ) مجھ پر فخر و

۱۔ اس سے ظاہر ہے کہ یزید کا ساتھ کلام محض دیکاری پر مبنی تھا ورنہ حسینؑ سے لڑنے کے لیے لشکر یزید نے بھیجے تھے۔ مدینہ میں آپ کے مرگنے کا حکم یزید نے بھیجا تھا، اگر اس معاملہ میں ابن زیاد نے یزید کی نافرمانی کی تھی تو اس کو سزا دی جائیے تھی حالانکہ کسی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا کہ یزید نے اسے کوئی سزا دی ہو۔ جزائری

مباہات کرتا تھا اور کہتا تھا میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے اور میری مادر اور یزید سے بہتر ہے۔ اور میرے جد اس کے جد سے بہتر ہیں اور میں یزید سے بہتر ہوں۔ پس انھیں باتوں نے اس کو قتل کیا، یہ جو اس نے کہا کہ میرا باپ یزید کے باپ سے بہتر ہے تو میرے باپ اور اس کے باپ میں جنگ ہوئی، پس اللہ نے میرے باپ کے حق میں حسینؑ کے باپ کے برخلاف فیصلہ کیا، اور یہ جو کہا کہ میری مائیں باپ سے بہتر ہیں پس اپنی جان کی قسم یہ سچ ہے فاطمہؑ بنت رسولؐ میری ماں سے بہتر ہے، اور جو یہ کہا کہ میرا جد اس کے جد سے بہتر ہے۔ پس جو شخص بھی ایمان بر خدا و رزق جزا رکھتا ہو وہ خود کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں کہہ سکتا، اور یہ جو کہا اس نے کہ میں اس سے بہتر ہوں، پس شاید یہ آیت انھوں نے نہیں پڑھی قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكِ الْمُلْكِ مُخَوِّفِ الْمُلْكِ مَنْ تَشَاءُ ہ بارالہا! مالک الملک تو ہے جس شخص کو چاہتا ہے مالک عطا کرتا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت)

ابن نمائے ربیع بن عمر سے نقل کیا ہے، اس نے کہا کہ میں یزید کے پاس بیٹھا تھا کہ مخفر کی آواز آئی کہ یہ مخفر بن ثعلبہ لیثان فاجر کو امیر کے پاس لایا ہے۔ یہ سنکر یزید نے جواب دیا کہ مخفر کی ماں نے مخفر سے بڑھ کر شریر تر و لمیم تر نہیں جنا ہے۔

سید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اس کے بعد اہلبیت اطہارؑ کو رسن بستہ دربار یزید میں لائے۔ اسی وقت حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا، اے یزید تجھ کو خدا کی قسم دے کہ پوچھتا ہوں اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو اس حال سے دیکھیں تو اُن کا کیا حال ہوگا۔ یہ سنکر یزید نے کھجور کا کھنڈر کاٹ دو۔ پھر مبارک امام حسین علیہ السلام کا اس ملعون کے سامنے رکھا گیا اور مخدرات کو اس کے پیچھے بٹھلایا گیا تاکہ سر کو نہ دیکھیں، امام حسین علیہ السلام کی نگاہ مبرا اقدس پر جا پڑی۔ اس دن سے حضرت کلمہ گو سفند کبھی نہ کھاتے تھے۔

ابن نمائے علی ابن حسینؑ سے روایت کی ہے، حضرت نے فرمایا۔ ہم بارہ آدمی طوق و زنجیر میں مقید یزید کے پاس لائے گئے، جب ہم اس ملعون کے آگے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا، اے یزید تجھے خدا کی قسم کیا گمان کرتا ہے اگر جناب رسالتؐ ہم کو اس ہنیت سے دیکھیں اور جناب فاطمہؑ دختر امام حسینؑ نے فرمایا، اے یزید! رسول خدا کی بیٹیاں قیدی بنی ہیں۔ یہ سنکر لوگ رونے لگے، اور اہل خانہ اس ملعون کے بھی رونے لگے، یہاں تک کہ قصر یزید سے نالہ کی آوازیں بلند ہوئیں۔ حضرت فرماتے ہیں اس میں نے اس قید و طوق کی حالت میں کہا، مجھے اجازت کلام دیتا ہے۔ یزید نے کہا، کلام کرو لیکن (معاذ اللہ) جہالت نہ کہنا۔ حضرت نے کہا میں جس مقام پر ہوں میرے لیے جہل کہنا سزاوار نہیں۔ اے یزید یہ بتلا کہ کیا گمان ہے

تیرا اگر رسول خدا مجھ کو اس حال سے دیکھیں۔ یزید نے مصاحبوں کی طرف اشارہ کیا، انھوں نے زنجیر کھولی دی۔

عبداللہ بن مروان نے ذکر کیا ہے جس وقت سراقہ بن امام حسین علیہ السلام یزید کے پاس آیا۔ اس شیخی نے سراقہ سے خطاب کیا اور کہا، اگر تم کو ابن مرجانہ سے قرابت ہوتی، تو تم جو اس سے کہتے وہ مان لیتا، پھر اس نے غفلت چاہا۔ انھو الاشعر پڑھا جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔ اور جناب زین العابدین علیہ السلام نے یہ کیت پڑھی، مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا لَنَا قَبْلُ بِهَا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا نَكْرِهُ لَكُمْ قَبْلُ أَنْ تَكُونُوا هَٰؤُلَاءِ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ اور جو مصیبت تم کو دے زمین میں تمھارے نفسوں کو پہنچی ہے وہ کتاب الہیہ سے ہے، قبل اس کے کہ تم اس کو پیدا کریں جتنی کہ یہ بات حق تعالیٰ پر آسان ہے۔ لکھا ہے کہ جناب زینب نے یہ حال دیکھ کر اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور ایسی آواز بنی اور دلی غمیں سے روئیں کہ سننے والوں کے دل پھٹ گئے۔ آپ فرماتی تھیں: یا حسنا لے پیارے رسول خدا کے، اے فسرِ غم کہ غمی کے لیے پادہ جگر فاطمہ زہرا کے، اے دخترِ تادہ مصطفیٰ! زوی کہتا ہے کہ زینب کے نوحوں نے تمام اہل مجلس کو رلایا اور یزید چپ تھکا بعدہ زنان بنی ہاشم نے خانہ یزید میں جا کر ماتم دیا پہا کیا وہ عورتیں یہ فوجہ ہائے جانسوز کوئی تھیں کہ وہاں حسنا لے سہرا رہا بہت! اے فرزندِ رسول خدا! لے فریاد رس بیواؤں اور یتیموں کے، اے شہیدِ اولادِ پیغمبران! یہ فوجہ اتنے دردناک تھے کہ میں شخص نے سننا نہ لگا۔ بعدہ یزید ملعون نے ایک چوب خیزان ہنگامی لے اسے دندان مبارک پر لٹکاتا تھا۔ ابورہ اسلمی نے یہ حال دیکھ کر کہا، وائے تجھ پر اسے یزید! تو دندانِ امام حسین علیہ السلام پر جھڑی مارتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ حسن و حسین کے دانٹوں کو چوستے تھے اور فرماتے تھے کہ تم دونوں سردارِ جوانانِ بہشت ہو حق تعالیٰ تمھارے قاتل کو قتل کرے اور احمیت کرے اور دوزخ اس کے واسطے ہو اور دوزخ بُری بازگشت ہے۔ زوی کہتا ہے کہ یزید اس کلام کو سن کر غضب میں آیا اور حکم دیا کہ ابورہ صحابی کو دوبار سے نکل دیا جا۔ چنانچہ ان کو لوگ گھسیٹ کر باہر لے گئے۔ یزید اس وقت ابن زبیری کے یہاں شارب پھر رہا تھا۔

كَيْفَ أَشْيَاخِي يَسْبِدُ شَيْهًا
فَقَالُوا وَنَسْتَهْلُوا فَرَحًا
هَزَرَ الْخَرْجَ مِنْ وَتَجِ الْأَمَلِ
شَقَّ قُلُوبًا يَأْزِيدُ لَا تَشَلْ

جب بنی طالب نے مقابل میں اس شعر کا بھی اضافہ کیا ہے۔
لَمْ يَكُنْ جَنْدًا إِنْ لَمْ يَنْقِمِ
مِنْ مَنِي أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ

(یعنی) کاش کہ میسر بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے اس وقت موجود ہوتے اور دیکھتے تو قبیلہ خزرج تلواروں کے پڑنے سے کس طرح پیچھا اٹھا ہے یقیناً یہ دیکھ کر خوشی سے وہ چلا اٹھتے۔ میں خندق سے نہ ہوں گا اگر احمد کے عمل کا ان کی اولاد سے انتقام نہ لوں۔ اور جناب مناقب میں یوں ہے کہ میں عقبہ سے نہیں ہوں اگر انتقام نہ لوں۔ سید وغیرہ نے لکھا ہے، پس زینب دختر علی کھڑی ہوئیں اور فرمایا شکر ہے خدا کا جو پروردگار عالم ہے اور دردِ پیغمبر و اولادِ پیغمبر پر، خدا نے سچ فرمایا ہے شَقَّ قُلُوبًا عَاقِبَةُ الَّذِينَ آسَأُوا الشُّرَآءِ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ پس انجام بد کرداروں کا یہ تھا کہ انھوں نے مکذیب کی آیات الہی کی، اور ہماری آیتوں سے تمہارا استہزاء کرتے تھے، لے یزید! تو ہم پر زمین و آسمان تنگ کر کے اور قیدیوں کی طرح در بدر پھرا کے یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے ہم کو ذلیل کیا اور تم کو عزت بخشی، تو یہ سمجھتا ہے کہ تیری یہ وقتی کامیابی تیرے مقرب الہی ہونے کی دلیل ہے۔ یہ دیکھ کر دنیا تیرے دام میں آگئی، تمام معاملات تیرے ہی میں چمک گئے۔ ہمارا ملک سلطنت بھی تیرے قبضہ میں چلا گیا، مارے خوشی کے جامہ میں نہیں سماتا، ٹھہر توجا جلدی کیا ہے۔ تجھ کو خدائے برحق کا یہ فرمان یاد نہیں۔ وَلَا يَخْشَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَمَّْا نَعْلَمُ لَهُمْ خَيْرٌ لَّا نَفْسِهِمْ رَأْمًا نَمُنِّي لَهُمْ لِيُؤْذَنَ ادْوَارًا لَّهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ کہ کافروں کو ہم نے جہنم دی ہے۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے ہم نے ان کو صرف اس لیے جہنم دی ہے کہ وہ گناہ زیادہ کریں، آخر میں ان کے لئے رسوائی عذاب ہے۔ پھر آپ فرمایا، اے آزاد شدگان کہ فرزند! کیا عدل و انصاف اسی کو کہتے ہیں کہ تیری بیبیاں اور کنیزیں چار دیواری میں باپردہ بیٹھیں اور خاتم المرسلین (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی بیبیاں اسیر کر کے بے مقصد و چادر سر برہنہ دیارِ بدیاں پھرائی جائیں تاکہ ہر جگہ کے لوگ ان کا نظارہ کریں، دور و نزدیک، شریف و ذلیل ہر ایک کی ان کے چہروں پر نگاہ پڑے۔ نہ تو ان کے اعزہ میں ان کا کوئی سر پرست ہو نہ کوئی ناصر و دغا، ہاں جس کے دہن سے شہدائے پاک کے جگر کی بو آتی ہو، جس کا گوشت ہی ان کے خون سے بنا ہو، اس سے ہر دغا کی امید بیکار ہے۔ جو ہم الہیت کو بغض و کینہ بھری نظروں سے دیکھنے کا عادی ہو، اس سے ہر قسم کی عداوت بعید نہیں۔ تو حسین علیہ السلام کے پاکیزہ دندانِ مبارک پر چھڑی رکھے ہوئے ہے، وہ حسین جو سید شباب اہل بیت تھا۔ تو حسین کے

اور بعض روایات میں یہ شعر بھی اضافہ کیا ہے۔

فَجَزَّ بِنَا هُمْ يَبْدُ وَشَلْهَا
وَأَقْنَمْنَا مَثَلُ بَدْرٍ فَاعْتَدَلْ

یعنی ہم نے ان کو بدر کا بدلہ دیا، اب دونوں برابر ہو گئے۔ (بزار کا)

لیکن قریب ہے وہ وقت جب ہماری یہ صورت حال تیرے لئے گھائے کا باعث بنے گی کیونکہ اسوقت تیرا کیا تیرے سامنے آئے گا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے، لہذا تیرے کرم و قوتوں کی اللہ ہی سے فساد دے اور اسی پر بھروسہ ہے۔ اے یزید! تیرے ترکش میں جتنے تیروں ان کو آزمائے، اور ہم پر ظلم و ستم ڈھانے کی پوری کوشش کر لے۔ خدا کی قسم! تو جتنی دنیا تک نہ ہلا کر مٹا سکے گا، نہ ہماری شریعت باطل کر سکے گا، نہ ہماری درازی مدت تک پہنچ سکے گا، بلکہ رہتی دنیا تک یہ سنا سوتیرے لئے کٹنگ کا ٹیکہ بن کر رہ جائے گا۔ جو تیرے چھپائے نہ چھپے گا۔ تیرا خیال کہ تو کامران ہوا اور ہم کو شکست ہوئی! امر بلیع الزوال ہے، جویوں غائب ہو جائے گا جس طرح جھٹاک کے ٹکڑے سے چنگاری اٹتی ہے اور غائب ہو جاتی ہے، تیری حکومت بہت جلد فنا ہونے والی ہے اور تیرا جادو پراگندہ ہونے والا قریب ہے وہ دن جب ستادی بیکار کر کے گا۔ ظالموں پر خدا کی لعنت ہو۔ پس حمد ہے خدا کی جس نے ہمارے اول (محمد مصطفیٰ) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سعادت اور ہمارے آخر (حسین) کو شہادت و رحمت عطا فرمائی۔ اس بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ان کے ثواب کو مکمل کرے اور اپنے مزید کرم کا مستحق قرار دے اور ہم کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور وہ بڑا رحیم و کریم ہے اور ہی ہمارا حاسب و نگبان ہے۔ سراوی کہتا ہے اس کے بعد یزید نے اہل شام سے اہلبیت کے مقدمہ میں مشورہ لیا۔ پس انھوں نے کہا کہ ان کو زندہ نہ رہنے دے۔ لیکن نعمان بن بشیر نے کہا جو پیغمبر ان کے ساتھ کرتے تھے تو بھی عمل میں لا۔

مہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا، تمہارے باپ نے میرا قطع جسم کیا اور میرا حق نہ سمجھا اور سلطنت و ریاست میں مجھ سے نزاع کی، لہذا تم نے دیکھا کہ خدا نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ حضرت سجادؑ نے فرمایا: مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَ آدَمَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔ معنی اس آیت سابقاً مذکور ہو چکے۔ یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ تو اس کا جواب بے مکر وہ نہ دے سکا۔ پس یزید نے جواب دیا: مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيُغْفَو عَنْ كَثِيرٍ۔ جو مصیبت تم کو پہنچی ہے وہ تمہارے ہاتھوں پہنچی ہے، اور بہت سے گناہ خدا غفور کرتا ہے۔ صاحب مناقب کہتے ہیں کہ حضرت سجادؑ نے فرمایا: اے پسر مصعبیہ و مہند و مضر ہمیشہ پیغمبری و امامت ہمارے اجداد کے لئے تیری ولادت کے قبل ہوئی رہی ہے، اور میرے جد علیؑ ابن ابی طالب کے دست مبارک میں روزِ بدر و احد و احزاب علم جناب رسالتؐ تھا اور تیرے باپ دادا لشکرِ کفار میں ہمیشہ علم کفر و مشرک بندہ کرتے رہے۔ اس کے بعد آپؑ نے یہ اشعار اپنی زبان پر جاری فرمائے۔

دانتوں پر بہ کمال بے حیائی چھڑی سے مار رہا ہے اور بڑی ڈھٹائی سے یہ کہہ رہا ہے کہ تیرے بزرگ تجھ کو اس حال میں دیکھ کر خوش ہوتے اور ہاتھ مثل نہ ہونے کی تجھ کو دعا دیتے۔ کیونکہ خوش ہوتے بیشک تو نے ذریت رسولؐ اور آلِ عبدالمطلب کا خون بہا کر ہمارے دلوں پر بڑا کاری زخم لگایا ہے اور ہمارے ہرے بھرے باغ کو تھیں ہنس کر دیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو زمین کے درخشندہ ستارے تھے ناب تو اپنے بزرگوں کو آواز دے رہا ہے، تیرا خیال ہے کہ وہ تجھ کو جواب دیں گے۔ گھبرائیں! تو بھی غنقریب وہیں پہنچے والا ہے۔ جہاں وہ گئے ہیں، جب تو وہاں پہنچے گا اس وقت تجھ کو اپنے اس کہنے کی قلعی کھلے گی۔ اس وقت تو بتا کرے گا کہ کاش واقعتاً میں شل ہو گیا ہوتا تاکہ میں نے حسینؑ کے خون میں ہاتھ نہ بھرے ہوتے، اور گونگا ہو گیا ہوتا، تاکہ یہ جو اس نہ کی ہوتی۔ خدا یا! تو ہمارا حق اس سے وصول فرما اور ہمارے اوپر ظلم کرنے والوں سے ہمارا انتقام لے اور جن لوگوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے وارثوں کو مارا ہے ان پر اپنا غضب نازل فرما۔ اے یزید! خدا کی قسم! تو نے ہمارے گھر میں آگ نہیں لگائی بلکہ اپنے جسم کو جلا دیا ہے، اور ہمارے خاندان کے ٹکڑے نہیں اڑائے بلکہ اپنی ہی بوئیاں نوچے جانے کا سامان کیا ہے، کیونکہ غنقریب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے والا ہے۔ جہاں تجھ سے آل رسولؐ کے نمون میں ہاتھ رنگنے اور ان کے اہل حرم کی بے عزتی کرنے کا جواب طلب کیا جائے گا۔ یہ وہ مقام ہوگا جہاں ہمارے شہید اکھٹا ہوں گے اور تجھ سے ان کے خون ناحق کا بدلہ چکایا جائے گا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَنْ هُمْ أَمْواتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُحْيِيهِمْ قَوْلُهُ شہدائے راہِ خدا کو مردہ نہ سمجھنا وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ تیرے لئے امتنا بہت ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے مقدمہ کا حاکم ہوگا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے دشمن ہونگے، جسبیل ان کا حامی و مددگار ہوگا، ساتھ ہی ان لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے گا جنھوں نے تیرے لئے زمین ہموار کی اور تجھ کو مسلمانوں کی گردنوں پر سوار کیا ہے۔ مجھ پر اگر یہ مصیبتیں بہت پڑی ہیں پھر بھی میں تجھ کو بہت حقیر سمجھتی ہوں اس لئے تیری زجر و توبیخ دل پر لگ رہی ہے۔ کیا کروں کہ آنکھوں کے آنسو تھمتے نہیں اور جگر پاش پاش ہے (ورنہ تجھ کو اس سے بہتر جواب دیتی) اس سے بڑھ کر تعجب کی بات کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ مردہ اس گروہ شیاطین کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے جس کا لقب اولادِ طلقاء ہے۔ دیکھنا ان دندلوں کے ہاتھوں سے ہمارے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، ان کے منہ سے ہمارے گوشت کی بو آ رہی ہے اور (کربلا کے) جنگل میں شہیدوں کے پاک و پاکیزہ اجسام پڑے ہیں جہاں سولے دندگان صحرا کے کوئی (شیخ جلانے والا) نہیں۔ کیا ہے اگر آج تو نے ہم کو مالِ عنیت سمجھا ہے۔

بلا سحر ان لوگوں کو کہہ دیا

مَاذَا تَقُولُونَ اِذْ قَالَ النَّبِيُّ لَكُمْ
يَعِزُّرَنِي وَيَا هَٰؤُلَاءِ عِنْدُ مَقْصُودِي
مِنْهُمْ اَسَاسَرَايَ وَمِنْهُمْ ضَرْبُ يَدٍ
تم کیا ہو گے جب پیغمبر خدا تم سے پوچھیں گے کہ تم نے میری عمرت کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا۔
بعد فرمایا: اے ہو تجھ پر اسے یزید! اگر تو سمجھے کہ کچھ تجھ سے سرزد ہوا اور میرے باپ بھائی، اعمام
اور دیگر اعزاء کو قتل کر کے تو کس جرم کا قریب ہوا ہے، تو صحراؤں میں نکل جائے، خاکستر کا بچھنا بنائے
اور وادیاں و اعیانہ کی حد میں بلند کرے۔ جیسے جگر گوشہ علیؑ و فاطمہؑ ہے جس کی اور تیرے شہر کے
دروازے پر لٹکایا گیا ہے حالانکہ یہی حسینؑ تم میں امانت پیغمبر خدا تھے۔ تجھ کو فردائے قیامت رسوائی و
سزا موت کی بشارت ہو۔

مقتید علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ فاطمہ کبریٰؑ سے مروی ہے، آپ فرماتی ہیں جس وقت ہم یزید کے
رو برو گئے تو ہماری حالت اتنی تباہ تھی کہ یزید تک متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اس وقت ایک مرد شامی
مشرع رنگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے یزید! اس لڑکی کو مجھے دے ڈال، یہ سنکر میں خوف کا پتہ لگی،
اور میں نے گمان کیا کہ یہ بھی ان کے مذہب میں شاید جائز ہو، میں دہشت سے پھو پھی زینبؑ کے دامن سے
چپٹ گئی، لیکن وہ جانتی تھیں کہ یہ امر ہونے والا نہیں ہے۔ اور بروایت مسند علیہ الرحمہ فاطمہ کبریٰؑ
فرماتی ہیں کہ میں نے کہا میرا باپ مر گیا اب میں کینز کی میں جاؤں گی، پھوپھی زینبؑ نے شامی کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا: قسم بخدا تو غلط کہتا ہے نہ تجھ کو اس کی مجال ہے نہ یزید کو۔ یزید اس بات سے
غضب میں آیا اور کہا: اے زینبؑ تم (معاذ اللہ) غلط کہتی ہو، مجھ کو قدرت ہے، اگر چاہوں تو ایسا کر سکتا
ہوں۔ زینبؑ خاتون نے کہا کہ واللہ کہ تجھے خدا نے یہ اختیار نہیں دیا ہے۔ الایہ کہ تو اپنے مذہب و
ملت سے باہر مچ جائے اور کسی اور مذہب کو اختیار کرے۔ وہ ملعون برہم ہوا اور کہا مجھ سے اس طرح کا
کلام کرتی ہو، تمہارے باپ اور بھائی دین سے خارج ہیں۔ زینبؑ نے فرمایا: ہمارے باپ اور بھائی
کے دین سے تو اور تیرے باپ اور والد نے ہدایت پائی (بشرطیکہ تو مسلمان ہو) اس ملعون نے کہا اے
دشمن خدا تو جھوٹ کہتی ہے۔ زینبؑ نے کہا تجھ کو اپنی امارت کا اور نخوت و غرور ہے۔ جتنی چاہے بُرائی
کرے۔ یہ سنکر یزید کچھ شرمایا اور چپ ہو رہا۔ اتنے میں شامی نے پھر وہی سوال کیا۔ یزید نے کہا دور
ہو، خدا تجھ کو موت دے۔ اور بعض کتب میں یوں ہے کہ جناب اُمّ کلثومؑ نے شامی سے کہا چپ رہ اے
بدکردار! حتیٰ تھا تو تیری زبان کو قطع کرے اور آنکھوں کو اندھا کرے اور ہاتھ تیرے خشک کر دے،
اور ہم کو منزل و ماوے تیرا گردانے والا رسولِ اولادِ نسا کی خدمت گار نہیں ہوتی۔ راوی کہتا ہے بخدا

مرد شامی لہو و لہو طر حنفی

مہنوز اس خبر و مرگ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ان کی بد دعا بارگاہِ مبارک اللہ باب میں درج اجابت کو پہنچی۔
یہ دیکھ کر زینبؑ نے فرمایا: شکر ہے حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پیش از آخرت تجھ کو مذہب کیا، یہ سننا
اس شخص کی ہے جو حرم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے احترام ہو۔ دولتِ سیّد علیہ الرحمہ میں
یوں ہے کہ شامی نے فاطمہ کبریٰؑ کے متعلق پوچھا یہ کون ہے؟ یزید نے کہا فاطمہ کبریٰؑ زینبؑ کی بہن ہیں
اور یہ زینبؑ بنت علی ابن طالبؑ ہے۔ شامی نے کہا: کون حسینؑ؟ فرزند علیؑ و فاطمہؑ! یزید نے کہا ہاں۔
شامی نے کہا: خدا لعنت کرے تجھ پر لے یزید اپنے پیغمبر خدا کے فرزندوں کو قتل کیا اور اس کی ذریت
کو قید کر رہا ہے، خدا کی قسم میں نے جانا تھا کہ یہ امیرانِ روم ہیں۔ یزید نے کہا: واللہ تجھ کو بھی انہیں
کے ساتھ ملحق کر دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے حکم دیا اور اس شامی کو قتل کیا گیا۔

مسند علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اس کے بعد یزید نے خطیب کو طلب کیا اور کہا منبر پر جا کر حسینؑ
اور ان کے باپ کی مذمت کر۔ وہ منبر پر گیا اور مذمت جناب امیر و امام حسین علیہما السلام کر ڈیا، اور
یزید بن معاویہ کی مدح میں کوئی وقیفہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ
السلام نے کہا: وائے تجھ پر اے خطیب خدا کے واسطے خالق کی ناراضی کو تو نے اختیار کیا خدا
تیری جگہ دوزخ مقرر کرے۔

مولف لکھتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے جناب امیر علیہ السلام کی مدح میں کیا خوب شعر کہا ہے
اَعْلَى الْمَنَاسِرِ لَعَلَّ نَوَاسِرَ بَسْمِ اللَّهِ
یعنی منبروں پر جناب امیر (علیہ السلام) کو نواسر کہتے ہو حالانکہ یہی کی تواریخ منبر کی منبر پر چڑھنا ستوار
ہوئیں۔ صاحب مناقب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یزید یا عوان نے حکم دیا کہ خطیب منبر پر جا کر
لوگوں کے سامنے حضرت امیر و امام حسین علیہما السلام کے عیوب بیان کرے۔ پس خطیب نے جس جہد
تلاعی و حسینؑ کو مذمت بڑا کیا اور یزید و معاویہ کی تمجید و تعریف کی اور تمام مخالف و مناقب ان کے
بائے ثابت کئے۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت علی بن حسین علیہ السلام نے پکار کر فرمایا: وائے تجھ پر
اے خطیب تو نے خدا کے مخلوق کو غضب خالق کے بدلہ میں اختیار کیا اور اپنا مقام اُنسِ ہم میں مقرر
کیا۔ بعد حضرت نے فرمایا: اے بھید تجھ کو اجازت دے کہ اس منبر پر جا کر چند کلمے اس طرح کہے جو
کروں جس میں رب العالمین کی رضا و خوشنودی اور ان حاضرین کے لئے ثواب و عیب دہی جو یزید
نے قبول نہ کیا۔ لوگوں نے درخواست کی کہ اے یزید ان کو اذن دے شاید کوئی اچھی بات کہے۔
یزید نے کہا اگر یہ منبر پر جائے گا تو مجھ کو اور آلِ ابوسفیان کو رسوا کر کے قتل کرے گا۔ لوگوں نے کہا

جان کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن حسینؑ، اُس نے پوچھا کون حسینؑ؟ کہا حسین بن علی بن ابی طالبؑ، اُس نے پوچھا اور حسین کون ہے؟ یزید نے کہا ابن فاطمہ بنت محمدؐ۔ اُس عالم نے کہا سبحان اللہ، پس یہ شخص تمہارے پیغمبر کا نواسہ تھا جس کو تم نے اتنی جلد قتل کر ڈالا، کیا بدسلوکی تم نے کی پیغمبر کے بعد ان کی ستمت و اولاد سے! بعد اگر موسیٰ بن عمران ہمارے درمیان میں کوئی نواسہ چھوڑ جاتے تو گمان یہ تھا کہ ہم اس کی پرستش کرتے اور تمہارا یہ حال ہے کہ کل ہی تمہارے پیغمبر نے دنیا سے مفارقت کی اور آج تم نے اس کے فرزند کو قتل کر ڈالا، بُرا حال ہو تمہارا۔ راوی کہتا ہے یہ سنکر یزید نے اُس کے مارنے کا حکم جہل لوگوں نے تین بار اُس کی گردن پر وار کیا، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہتا جاتا تھا، چاہے مجھ کو مارو، چاہو قتل کر دو میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ جو شخص اپنے پیغمبر کی اولاد کو قتل کرے وہ ہمیشہ ملعون رہتا ہے۔ جب تک زندہ ہے اور جب مر جاتا ہے حق تعالیٰ اُس کو داخل جہنم کرتا ہے۔

صدوق علیہ الرحمہ نے امالی میں فاطمہ بنت امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ یزید نے اس کو ایسے خراب میں قید کیا تھا جہاں دن کی دھوپ رات کی اوس سے ہماری یہ حالت ہو گئی تھی کہ سب کے سروں کی کھال اُدھر گئی تھی، اسی ایام میں جو پیغمبر بیت المقدس سے اُٹھا جاتا تھا، اُس کے نیچے خون تازہ جوش زن نکلتا تھا اور دیواروں پر دھوپ سرخ رنگ نکلتی تھی جیسے کہ ایک چادر سرخ دیوار پر پڑی ہو، اور یہ حال اُس وقت تک رہا کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام نے ہمراہ مخدرات و سرہانے شہداء و مراجعت کی اور سزاؤں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلاروا نہ ہوا۔

ابن نما علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ دمشق میں حضرت سکینہؑ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناکے رکے اُن پر پانچ شخص سوار اور اُن کے گرد دلائی کے ہمراہ ایک خادم ہے۔ میں نے پوچھا وگ کون ہیں؟ خادم نے جواب دیا: اول حضرت آدم صلی اللہ، دوسرے حضرت ابراہیم خلیل اللہ، تیسرے نرٹ موسیٰ کلیم اللہ، چوتھے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام ہیں۔ میں نے پوچھا یہ حضرات کون ہیں؟ اپنے محاسن شریف کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں اور نہایت غم و الم سے کبھی زمین پر گرے کبھی اٹھتے ہیں۔

احتجاج طبرسی میں متبر راویوں سے منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام دہلیز یزید کے تو اس ملعون نے اپنی شکر ہے کہ خدا نے تمہارے باپ کو قتل کیا حضرت نے فرمایا میرے باپ کو اُٹھانے قتل کیا۔ یزید نے پھر کہا کہ شکر خدا کا کہ میں نے حسین کو قتل کیا اور مجھ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ حضرت نے فرمایا جس شخص نے میرے باپ کو مارا خدا اُس پر لعنت کرے۔ بڑے کمالی، منبر پر اس قدر سچے سے جو حق تعالیٰ نے امیر المومنین کو عطا کی ہے لوگوں کو آگاہ کر دو۔ یہ سنکر حضرت خبر برترانہ گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا جس کے الفاظ کم و بیش اوپر مذکور ہوئے۔ ج، ذ

کہا وہ تمہارے دادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ حضرات کہاں جلتے ہیں؟ کہا تمہارے باپ کے پاس، میں نے بھی قصد کیا کہ حضرت کی خدمت میں جاؤں اور جو ظلم و ستم اُن کے بعد مجھ پر گزرے ہیں بیان کروں۔ دریں اثنا پانچ ہودج نور کے کہ جن پر پانچ بیبیاں بیٹھی تھیں نظر آئیں، میں نے اس خادم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا، اول خواتم البشر، دوسری اسد بن قتیبر مزاحم، تیسری مریم بنت عمران، چوتھی خدیجہ بنت خویلد۔ میں نے پوچھا پانچویں بی بی کون ہیں جو اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے ہیں، کبھی ضعف و ناتوانی سے گر پڑتی ہیں۔ کبھی کھڑی ہو جاتی ہیں، کہا یہ تمہاری دادی فاطمہ زہراؑ و خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ میں نے کہا، خدا ضرور ان سے اپنی مہبتیں عرض کر دے گی۔ پھر میں اُن کے سامنے گئی اور کہا اب کھڑی ہوئی اور روتی رہی۔ میں نے عرض کی اُسے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّتِ جد نے ہمارے حق کا انکار کیا۔ اے دادی اماں خدا کی قسم اُمّتِ جد نے ہماری جماعت کو پرالندہ کر دیا۔ اے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّتِ جد نے ہماری ہتک حرمت کو جائز کر دیا، اے دادی اماں! خدا کی قسم اُمّت نے میرے باپ حسین کو قتل کر ڈالا، یہ سنکر خاتونِ قیامت نے فرمایا۔ اے میری بیٹی سکینہ بس کر نہ رو کہ تو نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میرا جگر زخمی کر دیا۔ یہ تیرے باپ حسین کا کرتا میرے پاس ہے، اس کو میں جُدا نہ کروں گی یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے سامنے جاؤں گی۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے چاہا کہ خواب کو چھپاؤں لیکن میں نے گھروالوں سے ذکر کیا تا آنکہ مشہور ہو گیا۔ اور سید علیہ الرحمہ نے بھی اسی کے مشمل روایت کی ہے۔

سید داؤد ابن نما علیہ الرحمہ نے محمد بن عبد الرحمن سے روایت کی ہے کہ اس الجالوت سردار علمائے یہود نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا واللہ میرا نسب ستر واسطوں سے حضرت داؤد علیہ السلام تک پہنچتا ہے اس کے باوجود جب یہود مجھے دیکھتے ہیں میری بڑی تعظیم و توقیر کرتے ہیں، اور تمہارا حال یہ ہے کہ جس شخص کو تمہارے پیغمبر سے صرف ایک پشت کا فاصلہ تھا اُس سے قتل کر دیا۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے فرمایا جس دن میرے پدربزرگوار کا میرا دس یزید کے پاس لے گئے اُس ملعون نے ہر روز مجلس مقرر کی اور سر مبارک کو رو بہ رو رکھوا تا تھا اور شراب پیتا تھا۔ ایک دن بادشاہ ہمدوم کا ایلی جو اپنی قوم کا سردار و نجیب و شریف تھا دار یزید میں حاضر تھا۔ اُس نے یزید سے پوچھا اے بادشاہ عرب یہ سر کس شخص کا ہے؟ یزید نے کہا تجھ کو اس سے کیا کام، اے حضرت سکینہ کے مرنے سے، یا اُمّتِ حَکِّدُوا وَاللّٰهُ حَقُّنَا۔ یا اُمّتِا ہُ بَدَّ دُوا وَاللّٰهُ شَمَلْنَا یا اُمّتِا ہُ اَسْتَبَا حُوا وَاللّٰهُ حَرَمْنَا یا اُمّتِا ہُ قَتَلُوا وَاللّٰهُ الْحُسَيْنِ اَبَا نَا۔ (دج. ز)

اس نے کہا ہمارا بادشاہ میرے والدین جانے پر یہاں کے متعلق استفسار کرے گا لہذا چاہتا ہوں کہ اس شخص سے بھی مطلع رہوں تاکہ وہ بھی اس خوشی میں تمہارے ساتھ شریک ہو۔ یزید نے کہا یہ یحییٰ بن علی کا ہے، روٹی نے کہا ہمارے کون ہے؟ کہا فاطمہ بنت رسول۔ یہ سنگر نصرانی نے کہا اے یزید! والے تم پر اور تیرے دین پر، میرا دین تیرے دین سے بہتر ہے۔ میرا باپ داؤد پیغمبر علیہ السلام کی اولاد واحد سے ہے، میرے اور ان حضرات کے درمیان کئی پشتیں گزری ہیں لیکن نصاریٰ میری تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور میرے پاؤں کی خاک کو تبرک سمجھ کر لے جاتے ہیں اور تمہارا یہ حال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کو قتل کیا ہے حالانکہ وہ تمہارے پیغمبر سے صرف ایک ماں کا فاصلہ رکھتا ہے۔ تمہارا یہ مذہب کیا ہے؟ پھر اس نے کہا اے یزید تو نے کلیسائے خافر کا حال سنا ہے؟ اس نے کہا بیان کر۔ نصرانی نے بیان کیا کہ یامین عمان و چین ایک سمندر ہے جس کی فست سال بھر کی ہے، وہاں سوائے ایک شہر کے کوئی آبادی و شہر نہیں ہے، یہ شہر وسط بحر میں واقع ہے، اس کا طول ہشتاد و ہشتاد فرسخ ہے، ریلج مسکون میں کوئی شہر اس سے بڑا نہیں ہے دہاں کا نور اور یاقوت پیدا ہوتا ہے اور درخت عود و عنبر کے اُگتے ہیں۔ یہ شہر نصاریٰ کے قبضہ میں ہے، سلطان کے کسی کو وہاں دخل نہیں ہے، اس شہر میں بہت سے کلیسا ہیں لیکن سب بڑا کلیسائے خافر ہے۔ اس کی محراب میں ایک سونے کی قدیل آویزاں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت عیسیٰ کے گدھے کا سُم رکھا ہوا ہے، اس بنا پر وہاں تمام سال تمام نصاریٰ کا ازدحام رہتا ہے۔ خاص دعام اس کی زیارت کے لیے آتے اور اس کو چومتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں۔ یہ حال ہے اُن کے گدھے کے سُم کے متعلق جس کے متعلق ان کا گمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ اس پر سوار ہوتے تھے، اور تم نے اپنے پیغمبر کے نواسے کو قتل کر دیا، خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ یزید نے کہا اس نصرانی کو قتل کر دنا کہ یہ مجھے اپنے ملک میں رسوا نہ کرے، نصرانی نے جب یزید کا یہ ارادہ معلوم کیا تو کہا مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ یزید نے کہا ہاں، کہا اے یزید سن لے کہ آج شب کو میں نے تیرے پیغمبر کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، اے نصرانی! تم اہل جنت سے ہو، پس میں اس کلام سے متعجب ہوا اور اس کا بھید مجھ پر نہ کھلا اب میں گواہی دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ وعدہ لا شریک ہے اور محمد پیغمبر حق ہیں، بعدہ دور کے مہر امام حسین علیہ السلام کو سینہ سے لگالیا اور بوسے لیتا تھا اور روتا تھا یہاں تک کہ مارا گیا۔

صاحب مناقب نے لکھا ہے اور ابو مخنف وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ یزید نے حکم دیا کہ میر مبارک قصر کے دروازے پر لٹکایا جائے اور اہلیت کو گھر میں بلوایا، جب اہلیت یزید کے گھر میں گئے تو تمام

دور بار یزید میں نصرانی کا بیان لانا۔

زمان آل سفیان رونے لگیں اور حسین پر نوحہ کرتیں استقبال کو آئیں اور تمام پر تکلف لباس و زیور اتار ڈالے اور تین روز ناقم رہا رکھا اور ہند و خمر عبد اللہ بن عامر بن یزید جو پیغمبر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں تھی پردوں کو ہٹا کر باہر نکلی اور دربار عام میں باہر نکل آئی، اس نے بیچ کر کہا: اے یزید! تو نے میرے فرزند رسول میرے دروازے پر لٹکایا ہے۔ یزید یہ حال دیکھ کر دوڑا اور چار اس کے سر پر ڈال دی اور کہا: اے ہند تو بیشک نواسہ رسول و سید قریش پر گریہ نوحہ کر، خدا لعنت کرے اس زیاد پر اس نے حسین کے قتل میں عجلت کی۔

مسئد وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت سید الساجدین علیہ السلام ایک روز بازار دمشق میں جارہے تھے منہاں بن عمر حضرت کو راہ میں ملے، انھوں نے پوچھا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت نے جواب دیا ہمارا وہی حال ہے جو بنی اسرائیل کا تھا، آل فرعون میں کہ وہ ان کے مردوں کو مار ڈالتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اے منہاں عرب عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب سے تھے اور قریش باقی عرب پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں اور ہم کو جو اہل بیت محمد میں قتل کرتے ہیں اور ہمارا حق چھینتے ہیں اور آوارہ وطن کرتے ہیں۔ پس فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اے منہاں ہمارا حال کتنا دردناک ہے، خدا بھلا کرے ہمیرا کا اُس نے کیا خوب شعر کہلایا ہے۔

يُعْظَمُونَ لَكَ اَعْوَادَ مِنْبَرِهِ وَتَحْتَ اَرْجُلِهِمْ اَوْدَادُكُمْ وَضَعُوا
بِأَيِّ حُكْمٍ يَنْبُوْهُ يَسْبَعُونَكُمْ وَنَحْنُ خَرَكُمْ اَنْكُمْ صَحْبُكُمْ لَمْ تَبْعُوا

یعنی، منبر کی بیڑھیوں پر تو یہ لوگ رسول اللہ کی تعظیم کرتے ہیں (درد و سلام سمجھتے ہیں) اور اپنے پیروں تلے اُن کی اولاد کو روندتے ہیں اے اشتیاقا کس دلیل سے اولاد پیغمبر تمہاری متابعت کرے حالانکہ تمہارا سارا فخر و مہابت رسول خدا کی صحابیت و تابعیت پر ہے، یہ تو اُن کی آل الہما ہیں۔

مسئد علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک دن یزید نے اپنی محفل میں علی ابن حسین اور عمرو بن حسن علیہم السلام کو طلب کیا۔ اس وقت عمرو کا سن شریف گیارہ برس کا تھا۔ یزید نے عمرو سے کہا میرے بیٹے خالد سے کشتی کرو گے، عمرو نے کہا کشتی نہیں البتہ ایک چھری مجھ کو اور ایک اُس کو دیدے، پھر میں اُس سے ٹرونگا، یزید نے کہا: سَنَشْنَشْتَهُ اَعْرِفَهَا مِنْ اَخْرِمْ هَلْ تَكْذِبُ الْحَيَّةُ اِلَّا الْحَيَّةُ ہ کیوں نہ ہو شیر کا بچہ شیر کی بی بی ہوتا ہے یہ طبیعت تیرے واسطے موروئی ہے۔ اس کے بعد یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے کہا وہ تین مطلب جن کے ایفاء کا میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا: یہ ترجمہ محاورہ کے اعتبار سے ہے ورنہ عید سانپ کو کہتے ہیں۔

اول یہ ہے کہ میرے باپ کا سر اور مجھ کو دکھلا دے کہ میں زیارت کروں اور حضرت سے وداع ہوں۔ دوسری حاجت یہ ہے کہ جو اسباب ہمارا چھینا گیا ہے واپس کر دے۔ تیسرے یہ کہ اگر میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو کوئی شخص اہلبیت کے واسطے مقرر کر جو ان کو وطن تک پہنچا دے۔ چوتھے یہ کہ آپ کے باپ کا سر مرکز نہ دکھلاؤں گا لیکن آپ کے قتل سے دست بردار ہوا، اور عورتوں کے لیے کوئی شخص آپ کے سوانہ ہوگا۔ اور جو اسباب لوٹا گیا ہے میں اس کے عوض سہ چنڈ، چہار چنڈ مال دیدوں گا۔ حضرت نے فرمایا تیرا مال مجھ کو درکار نہیں، میں صرف اپنا سامان چاہتا ہوں، کیونکہ اس میں مقننہ اور فیض و پیر بن اور قلاوہ اور چرخہ ہماری جد ماجدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پس اس نے حکم دیا اور وہ سب چیزیں آپ کے حوالہ کر دی گئیں، اس کے بعد یزید نے اہلبیت کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔

ابن نعمان علیہ الرحمہ نے لکھا ہے سرانوار امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ عمر بن سعد نے اسے مدینہ میں دفن کر دیا۔ منصور بن جہور کہتا ہے کہ میں جب خزانہ یزید میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک سرف رنگ کا صندوق پایا، اس نے اپنے غلام سے کہا کہ اس کو حفاظت سے رکھ، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی امیہ کا کوئی بڑا خزانہ ہے لیکن جب اس کو کھولا گیا تو اس میں سرانوار امام حسین علیہ السلام کا نظر آیا، جس کی ریش مبارک میں اثر غضاب تھا۔ یہ دیکھ کر ابن جہور نے غلام سے ایک کپڑا منگوایا اس میں لپیٹ کر دمشق میں قریب دروازہ فراوان میں متصل تیسرے برج کے جانب مشرق دفن کر دیا۔ اور اہل مصر سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ حضرت کا سر انور مصر میں دفن ہے اور اس مقام کو مشہد کریم کہتے ہیں جو زیارت گاہ غلاتی ہے اور قتبہ وہاں کا مظلوم مذہب ہے۔ لوگوں کی حاجات برکتی ہیں جس کی وجہ سے لوگ انواع و اقسام کی مذورات و ہبایہ چڑھاتے ہیں اور یہ یقین جانتے ہیں کہ حضرت کا سر اقدس یہیں مدفون ہے۔ مؤلف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اصح اقوال یہ ہے کہ حضرت کا سر اقدس شہر دین میں پھرائے جانے کے بعد گرلا لایا گیا اور بدن لکھا خاک میں پوتا گیا۔ سید علیہ الرحمہ نے میر مبارک کے احوال میں لکھا ہے کہ میرا لہر گرلا لایا گیا اور خیمہ انور کے ساتھ مدفون ہوا۔ شیخان اہلبیت کا عمل اسی پر ہے اور سوائے احادیث مذکورہ کے اور اخبار بھی وارد ہوئی ہیں جو بوجہ طولت ترک کی گئیں۔

صاحب مناقب نے لکھا ہے کہ حافظ ابو العلاء نے ذکر کیا ہے کہ یزید نے مرجسین علیہ السلام غلام بنی ہاشم و ابوسفیان کے غلاموں کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیجا اور اہلبیت کو زور اور اہل دسا لے سہری ہے۔

سفر دے کر رخصت کیا اور جو امور کہ حضرت کے مدینہ سے تعلق رکھتے تھے ان کے اجرا کا حکم دیا۔ سرانور کو عمر بن سعد عامل مدینہ کے پاس بھیجا، اس نے کہا، کاش! یزید میرے پاس نہ بھیجتا، اور حکم دیا کہ بقیع میں قبر طہ زہر اصولۃ اللہ علیہا کے نزدیک دفن کیا جائے۔ اور بعض علماء نے روایت کی ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بن مروان نے خواب میں دیکھا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر لطف و مہربانی فرماتے ہیں۔ جب بیدار ہو حسن بصری کو طلب کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی حسن بصری نے کہا، ایسا معلوم ہوتا ہے تو نے اہلبیت رسول کے ساتھ نیکی کی ہے، اس نے کہا میں نے سر امام حسین علیہ السلام خزانہ یزید میں پایا تھا، میں نے اس کو دیبا کی پانچ چادروں میں لپیٹا اور اپنے اصحاب کے ہمراہ اس پر ناز پڑھی اور دفن کیا۔ حسن بصری نے کہا پیغمبر تجھ سے اس امر کی وجہ سے راضی ہوئے۔ یہ سنکر سلیمان نے حسن بصری کو انعام دیا۔ مصنف علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ یہ سب اقوال اہلسنت میں۔ ہمارے علماء میں مشہور ہے کہ سرانور ہمراہ تین اہل مدفون ہے، امام زین العابدین علیہ السلام اپنے ہمراہ لے گئے تھے اور بہت سی روایتیں با اس مضمون بھی وارد ہوئی ہیں کہ سرانور قریب قبر امیر المومنین علیہ السلام مدفون ہے، اور اہل احادیث میں سے بعض آئندہ بھی مذکور ہوں گی۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ اور صاحب مناقب نے لکھا ہے کہ یزید نے اہلبیت سے پوچھا کہ اگر منظور ہو دمشق میں اقامت کریں۔ لیکن انھوں نے قبول نہ کیا اور کہا ہم کو مدینہ بھیجاوے وہ مقام ہمارے جد رسالت کی ہجرت کا ہے۔ پس یزید نے نعمان بن بشیر کو جو اصحاب جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے، کہا ان کا سامان اور درازہ ہیا کرو اور کوئی شخص امین و صاحب اہل شام سے مع چند سوار خدمت گزاران کے ساتھ کرو۔ بعد ازاں جناب سید الشاہدین علیہ السلام کو بلوا کر کہا کہ حق تعالیٰ ابن مرجانہ پر لنت کرے، اگر مسین سے میرا سامنا ہوتا جو مجھ سے طلب کرتے ضرور دیتا اور تا امکان ان کی موت نہ چاہتا اگرچہ اس میں میرے فرزند مارے جاتے لیکن تقدیر الہی میں یہ تقرر ہوا تھا جو میں نے دیکھا، پس جو حاجت آپ کو درپیش ہو کرے مجھ کو کچھ بھیجا کریں اور اس شامی کو تاکہ بد کردی و سفر میں ان کا خیال رکھا جائے۔ غرض اہلبیت اہل مدینہ ہوئے، جس مقام پر منزل کرتے تھے فرستادگان یزید جدا ہو جاتے تھے اور نگہبان کرتے تھے اور ان کی خدمت گزاری میں کوئی کمی نہ کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ عارث بن کعب نے فاطمہ دختر علی علیہ السلام سے روایت کی ہے، آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی بہن زینب فاطمہ سے کہا کہ اس شامی نے ہماری بہت خدمت کی ہے، لہذا اس کے ساتھ کچھ سلوک کرنا چاہیے۔ انھوں نے فرمایا: بخدا

لے ساقیہ گز رہا ہے کہ یزید کی شادمانہ حال تھی اس میں غلوں کو کوئی دخل نہ تھا۔ جزائی

ہمارا ہاتھ تنگ ہے مگر اپنا زور دینے دیتی ہوں۔ پس میں نے دست بند اور بازو بند اپنی ہن کو بچھا دیا اور کمی و قلت سے عذر خواہی کی اور کہا جو خدمتیں تو نے کی ہیں ان میں سے چند خدمتوں کا یہ عرض ہے۔ شامی نے کہا اگر میں نے بطح دنیا خدمت کی ہوئی اس سے بھی کم میں میری رضا تھی لیکن میں نے خالصاً وجہ اللہ نظر بقربت رسول آپ کی خدمت کی ہے۔

سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب اہلبیت کرام شام محنت انجام دے رواند عراق ہوئے اثنائے راہ میں امیر قافلہ سے درخواست کی کہ ہم کو کربلا کی راہ سے چل جس وقت کہ متصل سید الشہداء میں پہنچے اتفاقاً اس مقام میں جابر بن عبد اللہ انصاری منہج ایک جماعت بنی ہاشم اور سادات کے زیارت قبر حسین علیہ السلام کیلئے گئے ہوئے تھے اثنائے قافلہ اہلبیت الہا زاد ہوا، پس سب نے گریہ کنان اور سینہ زان ملاقات کی اور نوحہ دے جا بکاہ اور گریہ دے دلسوز کئے اور کئی روز بایں حال دشت نینوا میں شور و ستیز برپا رہا اور اطراف کی عورتیں جھجے ہوئیں اور شریک نالہ و فریادیں رہیں۔ البوصاب کلبی نے گچکاروں سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں جب ہم صحرائے کربلا میں وقت شب نزدیک قتل حسین علیہ السلام آئے تھے تو جنوں کے نوحہ کی آواز کان میں آتی تھی، وہ نوحہ یہ تھا۔

مَسَامُ الرَّسُولِ حَبِيبَهُ فَلَمْ يَكُنْ فِي الْمَجْدِدِ الْوَاهِ مِنْ عَلِيٍّ قَوْلِي شِجْدَهُ حَبِيبُ الْجِدِدِ
یعنی: پیغمبر خدا حسین کی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے تھے، رخسارہ حسین پر نور عیاں ہے۔ ان کے پدرو داد و نذر ملتا سادات قریش سے ہیں اور ان کے جد بہترین اجداد ہیں۔

الغرض اس کے بعد اہلبیت علیہم السلام کربلا سے عازم مدینہ منورہ ہوئے، بشیر بن جہلم کہتا ہے کہ جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک مقام پر نزول اجلال فرمایا اور اسباب اتقروا یا اور خیمہ بپایا اور حرم محترم خیموں میں اترے، امام نے مجھ سے فرمایا اے بشیر دھیمہ اللہ اباک یعنی خدا رحمت کرے تیرے باپ پر وہ شر کوئی میں تہارت رکھتا تھا، تو بھی شکر کہتا ہے؛ میں نے عرض کیا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی شکر کہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا مدینہ میں جا کر ایک مژدہ میرے پدرو بزرگوں کی شان میں انشاء کر۔ بشیر کہتا ہے میں نے گھوڑے کو ہمیز کیا اور داخل مدینہ ہوا۔ جب متصل مسجد رسول پہنچا تو میں نے صدارت نالہ و فریاد بلند کی اور دُشربائیں مضمون پڑھے۔

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مَقَامَ لَكُمْ هِذَا قَتَلَ الْكَافِرِينَ قَادَ مَجِي مِذْرَاءَ
وَالرَّاسُ مِنْهُ عَلَى الْقَتَاةِ يَدَا
الْجَسْمُ مِنْهُ بِكَرْبَلَاءَ مُصْرَجُ

اے اہل مدینہ اب مدینہ رہنے کے قابل نہ رہا، حسین مارے گئے اس مصیبت سے سیلاب اشک میری آنکھوں سے

الحکم کا دست بند و بازو

رواں ہے جسم مطہر ان حضرات کا خاک و خون میں پڑا تھا اور سر مبارک نیزہ پر شہر بشہر پھرایا جاتا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ ان کے فرزند ارجمند علی بن الحسین اپنی پچھپیوں اور بہنوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں اور میں ان کا بھیجا ہوا ہوں۔ بشیر کہتا ہے۔ پردگیان عصمت سے کوئی منظر باقی نہ رہی جو میری آواز سنکر یا مہارے پریشاں و نوحہ کنان سر و سینہ پٹیتی ہوئی گھر سے باہر نہ نکل آئی ہو، اور کبھی ایسا رونما مدینہ میں نہ ہوا تھا، اور کوئی روز مسلمانوں پر اس دن سے زیادہ تلخ و دشوار نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک لڑکی امام حسین پر یہ نوحہ پڑھ رہی تھی۔ ایک خبر دینے والے نے ہمارے آقا کی وفات کی خبر ہم کو دی اور مجھ کو درد میں مبتلا کیا اور بیمار کر دیا۔ پس اے میری دونوں آنکھوں مصیبت فرزند رسول اور جگر گوشہ بتول پر سیل اشک رواں کر دو، کیونکہ ان کی شہادت نے عرش الہی میں زلزلہ ڈال دیا اور بزرگی و دین کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ پھر اس لڑکی نے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو نے ہمارے داغوں کو تازہ کر دیا اور ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا، رحمت خدا تجھ پر، تو کون ہے؛ میں نے کہا میں بشیر بن جہلم ہوں، امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے بھیجا ہے اور وہ حضرت ہمراہ اہل بیت یہاں سے قریب فلاں مقام پر اترے ہیں، یہ سنتے ہی عورتوں نے مجھ کو وہیں چھوڑا اور دوڑتی ہوئی جایا اہلبیت روانہ ہوئیں اور میں ان کے پیچھے گھوڑا دوڑائے جاتا تھا، جب خیمہ کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آدمیوں کا اتنا ہجوم و ازدحام ہے کہ راہ نہیں ملتی، میں گھوڑے سے اتر آ اور صحن کاٹتا ہوا بدقت تمام درخیمہ تک پہنچا، امام زین العابدین علیہ السلام خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک رومال تھا جس سے آنسو پونچھتے جاتے تھے، ایک خادم نے حضرت کے پیچھے کرسی رکھی، اس پر حضرت بیٹھ گئے اور کمال رقت سے حضرت ضبط نہ کر سکتے تھے، مرد و زن میں شور و شیون اور حدائے وحسینا بلند تھی، ہر طرف سے لوگ پُرسا دیتے تھے۔ اس کے بعد جناب سید الساجدین نے سب کو اشارے سے خاموش کیا، جب جوش گریہ موقوف ہوا حضرت نے حسب ذیل خطبہ شروع کیا۔

”شکر و سپاس حق تعالیٰ کے لیے سزاوار ہے جو پروردگار جہاں اور رحیم و مہربان و مالک و مدبّر و خالق کائنات ہے، وہم و عقل سے اتنا بلند کہ اونچے آسمانوں سے بھی بلند تر اور حضور و شہود کے لحاظ سے اتنا نزدیک کہ سرگوشیوں کو سننے والا، اس کا شکر کرتا ہوں مصیبتوں اور درد و سوزش و مشقت ہائے بزرگ اور رنجہائے شاق پر، ایہا الناس! حق تعالیٰ کی حمد ہے کہ اس نے عظیم الشان مصائب ہمارا امتحان لیا، ایسے مصائب جن سے اسلام میں رخنہ پڑ گیا۔ حضرت اباعبداللہ الحسین موعزت الہا مارے گئے اور سر اقدس ان حضرت کا نیزہ پر شہر بشہر پھرایا گیا۔ ان کے اہل حرم کو اسیر کیا گیا، کوئی

نیکو رحمت بجا دینا و مدینہ

پہلے سجاد علی گریہ کر رہے وزیر اعلیٰ

;

Presented By: <https://jafrilibrary.com>

کیا یہ کافی نہیں ہے کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا اور بنیاد ہمارے شادی اور تعلیم ہماری ضائع کی اور ہمارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا، اگر یہ تیرے لئے موجب سکون ہے تو نے سکون پایا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ انکو قید خانہ میں لے جاؤ۔ پھر اس نے منادیوں کو تمام شہروں میں بھیجا تاکہ شہادت امام حسینؑ کی خبر ہر طرف مشہور کریں۔ اس کے بعد اہلبیت کو صبح سہرا اور جانب شام روانہ کیا۔ **داوی بیان کرتا ہے کہ جس دن اہلبیت اسیر کر کے شام کی طرف روانہ کئے گئے تو لوگوں نے رات بھر جنوں کے نوحہ کرنے کی آواز سنی۔ پھر سارا وی کہتا ہے جب ہم دمشق پہنچے اور دریت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پردہ و بے نقاب درو شہر ہوئی۔ اہل شام کہتے تھے کہ ہم نے ان اسیروں سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا، وہ پوچھتے تھے تم کون ہو؟ اس وقت حضرت سکینہ دختر حسین علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہم اسیران آل محمد ہیں۔ اس کے بعد دروازہ مسجد پر جس جگہ اسیروں کا شمار ہوتا تھا اہلبیت کو ٹھہرایا گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام ان دنوں جوان تھے، ایک پیر مرد شامی آکر کہنے لگا، شکریہ کہ خدا نے تم کو ہلاک کیا اور فساد رفع ہوا۔ اسی طرح کھات بے ادبہ کہتا رہا جب وہ سب کچھ کہہ چکا تو حضرت نے فرمایا: اے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: **قُلْ لَّوْ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا لَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبٰی ہ اُس نے کہا پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جن کی دوستی کو اجر رسالت ٹھہرایا ہے وہ ہم ہی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آیت تو نے پڑھی ہے، **وَآبَ ذَٰلِ الْقُرْبٰی حَقًّا۔** کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے کہا، خدا نے جن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ پھر فرمایا: تو نے یہ آیت پڑھی ہے: **اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا** امام اس نے کہا ہاں پڑھی ہے، حضرت نے فرمایا جن اشخاص کی پاکیزگی کی گواہی خدا نے دی ہے وہ ہم ہیں۔ یسکر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، تین بار کہا بار اہل بیت تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوند! میں دشمنان اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بیزار ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔****

اذن بعد اہلبیت کو دربار یزید میں لے گئے اور آواز گریہ و شیون خانہ یزید سے بلند ہوئی، اور یزید کی سب عورتیں اور محابہ کی بیٹیاں روتی اور ماتم کرتی تھیں، اور سر مبارک امام حسین علیہ السلام یزید کے سامنے رکھا گیا۔ حضرت سکینہ نے یزید سے فرمایا، بخدا میں نے تجھ سے زیادہ کسی کو سنگ دل اور کافر اور فریہ و ظلم نہیں پایا۔

کتاب اصابی شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ میں مذکور ہے کہ قاسم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ جب سہرا نور امام حسین علیہ السلام مجلس ابن زیاد میں آیا، میں وہاں موجود تھا، پس وہ ملعون چھڑی حضرت

یہ سب کچھ کہہ چکا تو حضرت نے فرمایا: اے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: قُلْ لَّوْ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا لَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبٰی ہ اُس نے کہا پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جن کی دوستی کو اجر رسالت ٹھہرایا ہے وہ ہم ہی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آیت تو نے پڑھی ہے، وَآبَ ذَٰلِ الْقُرْبٰی حَقًّا۔ کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے کہا، خدا نے جن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ پھر فرمایا: تو نے یہ آیت پڑھی ہے: اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا امام اس نے کہا ہاں پڑھی ہے، حضرت نے فرمایا جن اشخاص کی پاکیزگی کی گواہی خدا نے دی ہے وہ ہم ہیں۔ یسکر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، تین بار کہا بار اہل بیت تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوند! میں دشمنان اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بیزار ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔

یہ سب کچھ کہہ چکا تو حضرت نے فرمایا: اے شیخ کیا تو نے قرآن میں اس آیت کو نہیں پڑھا ہے: قُلْ لَّوْ اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا لَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبٰی ہ اُس نے کہا پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جن کی دوستی کو اجر رسالت ٹھہرایا ہے وہ ہم ہی ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آیت تو نے پڑھی ہے، وَآبَ ذَٰلِ الْقُرْبٰی حَقًّا۔ کہا پڑھی ہے۔ حضرت نے کہا، خدا نے جن کا حق ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہم ہیں۔ پھر فرمایا: تو نے یہ آیت پڑھی ہے: اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا امام اس نے کہا ہاں پڑھی ہے، حضرت نے فرمایا جن اشخاص کی پاکیزگی کی گواہی خدا نے دی ہے وہ ہم ہیں۔ یسکر شامی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، تین بار کہا بار اہل بیت تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور کہا خداوند! میں دشمنان اور قاتلان امام حسین علیہ السلام سے بیزار ہوں۔ میں نے قرآن پڑھا تھا، اور اب تک ان باتوں سے مطلع نہ تھا۔

حضرت کے دندان مبارک پر لگتا اور کہتا تھا کہ کیا اچھے ان کے دانت ہیں۔ زید بن ارقم نے اس وقت کہا چھڑی اٹھالے کہ میں نے پیغمبر خدا کو دیکھا ہے اس مقام کے بوسے لپٹے تھے۔ اس ملعون نے کہا تو بڑھا خرفے۔ پس زید اٹھ کھڑے ہوئے اور امن کشاں چلے گئے۔ اس کے بعد اہلبیت علیہم السلام کو اس کے سامنے لائے۔ اُس ملعون نے حکم دیا کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا اگر تجھ کو ان مستورات سے قربت ہو تو کسی کو ان کے ساتھ کرنا کہ ان کو پہنچا دے، اس وقت شقی منفل ہو کر کہنے لگا تمہیں ان کو پہنچا دو گے۔ پس حق تعالیٰ نے قتل سے حضرت کو محفوظ رکھا۔ داوی کہتا ہے کہ کوئی امر شیخ تر اس سے میں نے نہیں دیکھا کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام اس شقی کے سامنے رکھا تھا، اور وہ چھڑی لگاتا تھا۔ ایضا کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ زید بن ارقم اس روز ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ میں نے پیغمبر خدا سے سنا ہے، فرماتے تھے خداوند! میں نے حسین کو تجھے اور تیرے نیک بندوں کو سونپا۔ پس تم نے امانت رسولؐ کی کیسی محافظت کی۔

تفسیر قتبی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرماتے ہیں جس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کو مجلس یزید میں لائے تو اُس نے حضرت کی طرف نگاہ کی اور کہا مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ قَبْلَ مَا كَتَبْتُ اَنْ يُّدِيَكُمْ۔ یعنی جو مصیبت کہ تم کو پہنچی ہے پس سبب ان افعال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں سے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ آہ ہماری شان میں نہیں ہے۔ ہمارے حق میں یوں وارد ہولہے کہ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي الْاَنْفُسِ كَمَا لَا يَكُنْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَنْبَازَ اِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ كَيْسِيْرٌ كَيْلًا تَسْوَا عَلَآ مَا قَاتَلَكُمْ وَلَا تَقْرَحُوا بِمَا اَنْتُمْ لَكُمْ۔ یعنی کوئی مصیبت زمین میں اور تمہارے نفوس میں نہیں پہنچی مگر یہ کہ قبل از ہلور وہ کتاب میں مسطور ہے اور یہ امر خدا پر آسان ہے تاکہ جو تم سے چلا جائے اس پر محزون و ملول نہ ہو اور جو تم کو لے اُس پر شاد و خرم نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا پس ہم میں کہ امور فوت شدہ پر غمگین نہیں ہوتے اور جو چیز کہ ہم کو حاصل ہوتی ہے اُس سے شاد نہیں ہوتے۔

کتاب قرب الاسناد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سہرا نور امام حسینؑ کا صبح اہلبیت طاہرین داخل دربار یزید ہوا، اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مسلسل بن نجیر و طوق تھے، اس وقت یزید کہنے لگا علی ابن حسینؑ، شکریہ کہ خدا نے تمہارے باپ کو قتل کیا۔ حضرت نے فرمایا لعنت خدا کی اس شقی پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔ یہ سنکر وہ شقی غضبناک ہوا اور آنحضرتؐ کے قتل کا حکم دیا۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا، اگر تو مجھے قتل کرتا ہے پس کون ہے جو دختران رسولؐ اللہ کو وطن پہنچائے گا، سو امیرے کوئی ان کا محرم نہیں ہے۔ وہ شقی کہنے لگا تمہیں پہنچاؤ گے۔ پھر ایک سوہان منگرا کر اپنے ہاتھوں

رکھے، جس وقت وہ اشتراف و سبب شہادت لگے اور شیر کو اس حال سے دکھا۔ عسبر نے کہا یہ فتنہ ہے اس کو برا لگتی نہ کرو اور پھر طو اس وقت سب پھرتے۔ مصطفیٰ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حدیث سفینہ چند سند سے باب معجزات نبی میں مذکور ہوئی ہے۔

کتاب مذکور میں مصنفہ سے مروی ہے، وہ کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فراتے سنا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے، حضرت کی ایک زوجہ جو قوم بنی کلبہ تھیں غزا اور ماتم میں مصروف ہوئیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں وہاں مشور و شیون اور نوحر کرنے لگیں اور اس قدر دین کے انکھیں خشک ہوئیں اور اشک باقی نہ رہے لیکن ایک کینز روتی تھی اور اس اشک اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ اس خاتون نے کینز کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تیرے آنسو ٹوٹ نہیں ہوئے اور ہماری آنکھیں خشک ہو گئیں۔ اس نے کہا میں نے تھوڑے سے سٹو کھائے اس سبب میرے آنسو جاری ہیں۔ انھوں نے کہا تھوڑا کھانا اور ستوتیا کر، پس خود کچھ کھایا پیا اور فرمایا کہ مطلوب یہ ہے کہ کھانے سے رونے کی قوت میں اضافہ ہو۔

روایت ہے کہ جس ہنگام سر نور امام حسین علیہ السلام جانب شام لے گئے، اُنہوں نے راہ میں بوقت شام ایک یہودی کے گھر قیام کیا، جب اشقیاء و شمراب پی کر مست ہوئے تو انھوں نے بیان کیا کہ ہمارے پاس امام حسین کا سبک، اس یہودی نے کہا مجھ کو دکھاؤ۔ انھوں نے صندوق کھولا، کیا ایک نور بر مہر سے آسمان کی جانب بلند ہوا، یہودی یہ دیکھ کر حیران و تعجب ہوا، اور اس نے سر مبارک کو طلب کیا اور اس سے خطاب کر کے کہا۔ اے حسین! اپنے جدِ امجد سے میری شفاعت کیجے گا۔ سر امام حسین علیہ السلام سے آواز آئی کہ میری شفاعت صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ پھر اس یہودی نے اپنے عزیز واقربا کو جمع کیا اور سر مبارک ایک طشت میں رکھا اور گلاب و کافور و مشک وغیرہ اس پر چھڑکا اور اپنی اولاد و اقربا سے کہا کہ یہ سر و خضر زادہ محمد کا ہے، اور کہتا تھا افسوس! نہ تو میں نے تیرے جدِ امجد محمد کو پایا، نہ تم کو زندہ پایا تا کہ تیرے سامنے اسلام لانا اور تیرے آگے مقابلہ اور جہاد کرنا، اگر میں مسلمان ہوں تو روز قیامت میری شفاعت کرنا، پس قدرتِ الہی سے سر فرزند رسالت پناہی بزبان فصیح گویا ہوا اور تین مرتبہ کہا، اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیرا شفیع ہوں۔ اور خاموش ہو گیا۔ پس وہ یہودی صحیح آقا و اسلام سے مشرف ہوا۔ لکھا ہے کہ یہ یہودی راہب مقام فہر میں تھا جو برکت سر مبارک امام حسین علیہ السلام سے مشرف باسلام ہوا، اور اس کا ذکر اشعار میں بھی آیا ہے اور جوہری جرجانی نے مرثیہ امام حسین میں ذکر کیا ہے۔

کتاب کا صلی الزیارات میں علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ہم لوگوں نے مدینہ میں ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا تھا کہ آج اس امت

جس میں ہر ایک کی امتیاز

طوق کاٹا اور کہا، تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے ہاتھ سے تمہارے سر کاٹ لیا، حضرت نے فرمایا ہاں اس لئے کہ سوا تیرے کسی کی منت میری گردن پر نہ ہو، کہنے لگا۔ خدا ہی مقصود تھا، پھر اس شقی نے اس آیت کو پڑھا: لَمْ يَكُنْ مِنْ مَّصِيبَةٍ فَمَا لَكَ بِتِ اَيُّ كَلِمَةٍ حضرت نے فرمایا یہ آیت ہماری شان میں نہیں ہے آپ نے دوسری آیت تلاوت کی اور فرمایا ہم وہ لوگ ہیں جو فضاے الہی پر راضی ہیں اور امورِ فرت شدہ پر غم نہیں کرتے اور جو دنیا سے حاصل ہوتا ہے اس پر خوش نہیں ہوتے۔

کتاب دجال کشی میں مذکور ہے کہ راوی کہتا ہے کہ میں خدمتِ بابرکت امام رضا علیہ السلام میں حاضر تھا، اتنے میں علی بن حمزہ و ابن سراج و ابن مکاری حضرت کی خدمت میں آئے۔ علی نے ذکر کرنے اس گفتگو کے بعد جوابِ امامت میں حضرت سے واقع ہوئی، عرض کیا ہم نے آپ کے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ تبخیر و تکفین امام کی امامی کرتا ہے (لہذا آپ نے بغداد کے قید خانہ میں اپنے باپ کی تبخیر و تکفین کی نہ کر کی) حضرت نے فرمایا بتلاؤ کہ حسین ابن علی امام تھے یا نہ تھے؟ کہا امام تھے، حضرت نے پوچھا پس ان کی تبخیر کس نے کی۔ کہا امام زین العابدین علیہ السلام نے۔ حضرت نے فرمایا وہ تو ابن زیاد کی قید میں تھے۔ اس نے کہا قید سے تشریف لائے، اور کسی کو خبر نہ ہوئی اور بعد تبخیر پھر گئے۔ حضرت نے فرمایا پس جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے یہ امر ہوا کہ بلا میں تشریف لائے اور اپنے باپ کی تبخیر و تکفین کی۔ اسی طرح صاحب الامر علیہ السلام سے بھی ممکن ہے کہ بغداد میں آئیں اور اپنے باپ کی تبخیر و تکفین کریں۔ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ پوری حدیث باب الرد علی واقفہ میں مذکور ہے۔

کتاب کافی میں عبد اللہ ازدی سے مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسین علیہ السلام جب اشقیاء نے قصد کیا کہ نعشِ مہر پر گھوڑے دوڑائیں اور بدنِ نازنین سبطِ سید المرسلین کو پالیاں ہم اس پاں کریں اس وقت فتنہ نے خدمتِ حضرت زینب میں عرض کیا اے سیدہ سفینہ غلام آزاد کردہ جناب رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کشتی جب دریا میں ٹوٹ گئی اور وہ ایک جزیرہ میں پہنچا، اتفاقاً وہاں ایک شیر دیکھا، اس نے شیر سے خطاب کر کے کہا، میں آزاد کردہ رسولِ خدا ہوں۔ اس شیر نے جو نبی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سنا تو وہ سفینہ کے آگے ہمہ کرتا ہوا چلا اور اس کو راہ بتلا دی اور خود ایک طرف بیٹھ گیا، مجھ کو بھی اجازت دیجئے کہ شیر کے پاس جاؤں اور اس کو مطلع کروں کہ فرزندِ رسول کا لاشہ یہ ملعون پال کرنے والے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ کہہ کر فتنہ شیر کے پاس گئیں اور کہا یا ابا سحار! یہ شیر شیر نے سر اٹھایا، فتنہ نے کہا تو جانتا ہے کہ یہ لوگ جسدا اہل امام حسین کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ کی لاش کو گھوڑوں سے پال کریں گے۔ راوی کہتا ہے شیر یہ بات سن کر حلا، یہاں تک کہ قریب نبش اہل کے پہنچا اور اپنے ہاتھ لاشہ پر

پرایک بلانزل ہوئی ہے کہ اس کے بعد کبھی یہ لوگ خوشی نہ دیکھیں گے۔ ان تک کہ قائم آل محمد
ظاہر ہوں اور اپنے اہل و عیال سے انتقام لیں، اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے خائف و ہراساں ہوئے
اور کہا یقیناً کوئی حادثہ دنیا میں حادث ہوا ہے جو ہم کو معلوم نہیں ہے۔ جب خبر شہادت تیار شد
ان کو پہنچی حساب کیا تو معلوم ہوا جس شب کہ یہ آواز سنی تھی وہ شب شہادت تھی، اور اسی دن کو امام تشنہ
کام شہید ہوئے تھے۔

داوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ بنگ حضرت اور ہلوگ اس خوف و مصیبت میں مبتلا رہیں گے؟
فرمایا کہ اس وقت تک کہ ستر فرزند ایک باپ کے ہلاک ہوں گے اور وقت ستر کا پہنچے۔ اس وقت بہت
سی علامتیں پے درپے ظاہر ہوں گی جو شخص اس زمانے کو پائے گا اس کی آنکھ خشک ہوگی۔ پس جس وقت
امام مظلوم کو شہید کیا تو ایک شخص آیا اور اس نے لشکر کے درمیان ایک فوج مارا، لوگوں نے اس کو سنا کیا
اس نے کہا میں کس طرح چپ رہوں، میں اپنی آنکھوں سے پیغمبر خدا کو دیکھ رہا ہوں، آپ کبھی زمین کو دیکھتے
ہیں اور کبھی تمہارے جنگ و جدال پر نظر کرتے ہیں۔ میں اپنے اوپر خوف کرتا ہوں کہ مبادا اہل زمین پر نفرن
کریں یا دین میں کبھی تمہارے ہمراہ ہلاک ہو جاؤں۔ یہ سن کر کچھ لوگ کہنے لگے کہ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ مشتبہ
ہو گئے اور انھوں نے کہا ہم نے غضب کیا کہ سید جو انان جہاں کو پسر سنیہ کے واسطے قتل کر ڈالا۔

سداوی کہتا ہے میں نے عرض کیا خدا ہو میری جان آپ پر وہ شخص کون تھا؟ حضرت نے فرمایا وہ جبریل تھا
اور اگر خدا کا اذن ملتا تو وہ ایسا نعرہ مارتے کہ ان اشیاء کی نجس روئیں فوراً واصل جہنم ہو جاتیں، لیکن
ان کو جہالت ملی ہے کہ گناہ زیادہ کریں اور ان کے لئے عقاب و عذاب ہیما ہے۔ میں نے عرض کیا میری
جان تیرا جان ہو کیا فرماتے ہیں آپ اس شخص کے حق میں جو زیارت حسین علیہ السلام کی استطاعت رکھتا ہو
اور نہ کرے۔ حضرت نے فرمایا، اس شخص نے پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہم کو زندہ کیا اور حقیر و
خفیف جانا، اور جو شخص کو زیارت حضرت کی کرے حق تعالیٰ اس کے حوائج کا کفیل ہوتا ہے اور اس کے مطالب
جہات دنیوی بر لاتا ہے اور اس کو روزی عطا کرتا ہے۔ جو کچھ زیارت میں خرچ ہوتا ہے اس کا عوض
عنایت کرتا ہے اور سچا پس برس کے گناہ عفو فرماتا ہے۔ پس جس وقت مراجعت کرے گا کوئی گناہ
نامہ اعمال میں باقی نہ رہے گا جو بخشنا نہ جائے اور اگر سفر میں اس کو سفر آخرت نصیب ہوتا ہے تو اس پر
آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اس کی قبر میں رُزق بہشت اس کے لئے کھولتے ہیں اور قیامت
روح اس کی مسرور رہتی ہے اور اگر صحیح و سالم رہے تو اس کے لئے دروازہ رزق کا کھولا جاتا ہے، اور
ہر درجہ کے بدلے جو اس نے سفر زیارت میں خرچ کیا ہزار درجہ مقرر کئے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ نے تیری

ظرف نگاہ و مرحمت کی ہے اور اس کو تیرے واسطے ذخیرہ کیا ہے اور حق تعالیٰ کا شکر ہے۔

کتاب مناقب میں مذکور ہے کہ کتاب احمر میں اوزعی سے نقل کیا ہے کہ جب امام زین العابدین
علیہ السلام شام میں یزید کے پاس گئے اس بلون نے ایک خطیب کو حکم دیا کہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر
منبر پر جا اور اس کے آبا و اجداد کے افعال و کردارنا شائستہ اور جو نافرمانی و سرکشی کہ انھوں نے ہمارے
ساتھ کی ہے بیان کر، خطیب یہ سن کر منبر پر گیا اور اس نے کوئی بدی و عیب باقی نہ رکھا جو (معاذ اللہ)
الطبیہ کے لئے بیان نہ کیا ہو، جب خطیب منبر سے اترتا اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کھڑے
ہوئے، پہلے تعریف و ثناء خداوند عالم بیان کی پھر درود و سلام رسول خدا پر بھیجا۔ پھر فرمایا معاشرۃ الناس
مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي وَمَنْ كَرِهَنِي فَقَدْ كَرِهَنِي قَاتِلَا عَرَفَنِي لَفْسِي. لوگو! جو مجھ کو جانتا ہے وہ جانتا
ہے جو نہیں جانتا اُسے میں اپنے کو پہچنولے دیتا ہوں۔ اَنَا ابْنُ مَكَّةَ وَهِيَ مَكَّةُ مِنِّي كَأَفْرَنْدِہوں،
اَنَا ابْنُ الْعَرَّةِ وَالْقَصَا، میں مردہ و صفا کا فرزند ہوں۔ اَنَا ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى، میں محمد مصطفیٰ
کا فرزند ہوں۔ اَنَا ابْنُ مَنْ لَا يَحْيَى، میں اُس کا فرزند ہوں جو پوشیدہ نہیں ہے۔ اَنَا ابْنُ مَنْ عَلَى
فَأَسْتَعْلَى جَعَلَنِي هَذَا الْمُنْتَحَى، میں اُس کا فرزند ہوں جو بلند ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ سجدۃ المنتہی سے
بھی آگے بڑھ گیا۔ وَكَانَ مِنْ بَرِيَّةِ قَاتِلِ قَوْسَيْنِ أَفْرَادِي، اور اپنے رب کے اس کا فاصلہ دو کمانوں
بھی کم رہ گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ صَلَّى بِمَلَايِكَةِ السَّمَاءِ مَعْنِي صَنَعِي، میں اس کا فرزند ہوں جس کے پیچھے ملائکہ
آسمان نے دو دروگت نماز پڑھی۔ اَنَا ابْنُ مَنْ أَسْرَى بِهِ مِنَ السَّجْدِ الْحَرَامِ إِلَى السَّجْدِ الْإِقْبَعِي
میں اس کا فرزند ہوں جس کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب لے جایا گیا۔ اَنَا ابْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُتَقِي، میں علی
مرتضیٰ کی نثانی ہوں۔ اَنَا ابْنُ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ، میں فاطمہ زہرا کا لال ہوں۔ اَنَا ابْنُ خَدِيجَةَ
الْكُتُبِي، میں خدیجہ الکبریٰ کی یادگار ہوں۔ اَنَا ابْنُ الْمُقْتُولِ ظَلَمًا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کو بوجہ جفا
قتل کر ڈالا گیا اَنَا ابْنُ الْبَعْرِ وَزِلَاسِ مِنَ الْقَفَا، میں اُس کا فرزند ہوں جس کو پس گردن سے دھک کیا
کیا گیا۔ اَنَا ابْنُ الْعَطْشَانِ حَتَّى قَفَعِي، میں اُس پیاسے کا فرزند ہوں جس کو آخر دم تک پانی کا قطرہ نہ ملا
اَنَا ابْنُ طَبِيعِ كَرْبَلَا، میں اس کا فرزند ہوں جو کربلا کی ریتی پر خاک و خون میں لوٹا۔ اَنَا ابْنُ السَّلُوبِ
الْعَامَّةِ وَالزَّيْدَا، میں اس کا فرزند ہوں جس کا عامہ و بردا بعد شہادت لوٹ لیا گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ بَكَتْ
عَلَيْهِ مَلَايِكَةُ السَّمَاءِ، میں اس کا فرزند ہوں جس پر ملائکہ آسمانی نے گریہ کیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ
تَلَحَّتْ عَلَيْهِ الْجِنَّ فِي الْأَرْضِ وَالطَّيْرُ فِي الْهَوَا، میں اس کا فرزند ہوں جس پر جنوں نے زمین پر،
مرغان ہولنے فضا میں فوج کیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ رَأَسَهُ عَلَى السَّيِّانِ يَهْدِي، میں اس کا فرزند ہوں جس کا

سیراٹھ سیرہ پر رکھ کر تھکے طور پر پیش کیا گیا۔ اَنَا ابْنُ مَنْ حَرَمَهُ مِنَ الْعِرَاقِ اِلَى النَّهْرِ تَسْبِي
میں اُس کا فرزند ہوں جس کے اہل حرم عراق سے شام تک قیدی بنا کر لے جائے گئے اس کے بعد
فرماتے ہیں (يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَلَهُ الْحَمْدُ اِبْتِلَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِبِلَا وَحَسْبِ حَيْثُ
جَعَلَ وَابِيَّةَ الْهُدَى وَالْعَدْلِ وَالْتَقَى فَيْسَنَا وَجَعَلَ وَابِيَّةَ الْفَضْلَةِ وَالسَّوْدِي فِي
غَيْرِنَا۔ اے لوگو! شکر ہے خدا کا کہ اُس نے ہم اہلبیت کا اچھی طرح امتحان لیا، اور ہم کو ہدایت
عدل و تقویٰ کا علم عنایت کیا ہے جس طرح ہمارے حریف کو گمراہی و ہلاکت کا نشان دیا ہے۔ فَضَّلْنَا
أَهْلَ الْبَيْتِ بِسِتِّ خِصَالٍ۔ ہم اہلبیت کو اللہ نے چھ خصوصیتوں سے ممتاز کیا ہے۔ فَضَّلْنَا بِالْعِلْمِ
وَالْحِلْمِ وَالشَّجَاعَةِ وَالْمَلَحَةِ وَالْحَبَّةِ الْخَلَّةِ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ اس نے ہم کو علم و حلم و شجاعت و سخاوت
اور مؤمنین کے دلوں میں ہماری محبت و عزت دے کر ہم کو فضیلت دی ہے۔ وَ اَنَا تَامَا لَمْ يُؤْتِ
أَحَدٌ اِمْرَأَةً الْعَالَمِينَ مِنْ قَبْلِنَا۔ اور ہم کو وہ کچھ دیا ہے جو ہم سے پیشتر عالمین میں سے کسی کو
نہیں دیا تھا فَخَلَّفَ الْمَلَائِكَةُ وَتَنَزَّلَ الْكُتُبُ۔ ہم میں ملائکہ کی آمد و رفت ہے اور ہم میں
کتب آسمانی نازل ہوتی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ اسی قسم کے کلمات حضرت فرماتے رہے تا ایک مؤذن
نے تعبیر کی، حضرت نے فرمایا میں کو ابی دیتا ہوں اس چیز کی جس کی تو کو ابی دیتا ہے، پس مؤذن نے
جس وقت کہا اَمْتَهَلْ اَنْ مُحَمَّدًا اَرْسُولَ اللَّهِ، حضرت نے فرمایا: اے یزید! محمد میرے جد ہیں یا
تیرے؟ اگر اپنا جد جانتا ہے تو جھوٹا ہے اور اگر میرا جد کہتا ہے، پس کیوں تو نے میرے باپ کو قتل کیا
اور اُن کے حرم کو قید کیا۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا: اَيُّهَا النَّاسُ! تم میں سے
کوئی ایسا ہے کہ اُس کا باپ و دادا پیغمبر خدا ہو؟ پس حدائے گریہ دیکھا اہل مجلس میں بلند ہوئی۔ اس وقت
ایک مرد نے شیعیان امام سے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ! کس طرح سے آپ نے بسری؟
اور وہ سنہال بن عمرو طائی اور بروایت دیگر کول صحابی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت
نے فرمایا: ہم نے اس طرح سے بسری جیسے بنی اسرائیل نے آل فرعون میں بسری تھی کہ وہ ان کے فرزندوں
کو ذبح کرتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ عرب و عجم پر فخر کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں اور
قریش تمام عرب پر فخر و مباہات کرتے ہیں کہ محمد ہم میں سے ہیں، اور اولاد محمد کا یہ حال ہے کہ وہ سب
بے یار و مددگار تباہ و برباد ہیں۔ میں اپنے دشمنوں کی کثرت و غلبہ اہل اپنی پریشانی و پرانگندی کی اللہ

دوسری روایت کی بنا پر چھی چیز جو حضرت کے بیان کے مطابق اہلبیت کو عطا کی ہوئی ہے وہ فصاحت
ہے مگر گذر چکا ہے۔ (جزائری)

شکایت کرتا ہوں۔

کتاب نسب میں سخی بن حنین سے روایت ہے کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام سے
کہا عجیب بات ہے کہ آپ کے باپ نے اپنے تمام بیٹوں کا نام علی رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میرے
باپ کو اپنے پدر بزرگوار سے یہ الف تھی اس لئے اس نام کو مکرر رکھا۔ اور کتاب اہل حرم میں مذکور ہے
کہ یزید نے جناب زینبؓ کہا کچھ کلام کرو۔ اس محدودہ نے حضرت سجادؓ کی طرف اشارہ کیا اور
کہا یہ بات کریں گے، پس حضرت نے یہ شعر پڑھے۔

لَا تَطْمَعُوا اَنْ يَهَيِّئُوا لَكُمْ مَكْمَلًا
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَا لَا نَحْبِيكُمْ
وَاَنْ نَكْفِيَ الْاَذَى عَنْكُمْ لَوْ ذُنُوبًا
وَلَا نَكْفِيكُمْ اَنْ لَا تُحْبِسُونَا

یعنی: "اے یزید! تو ہم سے اس کی امید نہ رکھ کہ تو تو ہماری توہین میں کوئی کوشش فرود گذشتہ نہ رکھے اور
ہم تیری عظیم کریں، تو ہم کو ہر طرح کی اذیت دے اور ہم تیرا کما ذکر کریں۔ خدا جانتا ہے کہ ہم تجھ کو دوست
نہیں رکھتے اور نہ تجھ کو اس پر ملامت کرتے ہیں کہ تو ہم کو کیوں دوست نہیں رکھتا۔ یزید نے کہا اے
لڑکے تو سچ کہتا ہے، لیکن تمہارے باپ اور دادا نے چاہا کہ امارت و ریاست ہم میں ہے۔ شکر ہے کہ حق
تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور خون ان کے بہائے۔ حضرت نے فرمایا: تیرے پیدا ہونے سے پہلے ہمیشہ سے
نبوت و امارت ہمارے باپ اور دادا کے واسطے تھی۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام
نے اپنی قرابت پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے یزید پر ظاہر کی، اس وقت یزید نے خادم کو حکم دیا
کہ ان کو باغ میں لے جا اور قتل کر اور وہیں دفن کر دے۔ خادم اُس مخدوم دو جہاں کو باغ میں لے گیا اور
قبر کھودنے میں مشغول ہوا اور جناب سید الساجدین نماز میں مشغول ہوئے، جب قبر تیار ہو گئی اور اس نے
آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور ایک ایسی ضرب لگی کہ منہ کے بل گر پڑا اور ایک
نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ پس خالد پسر یزید نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے باپ سے جا کر کہا۔ یزید نے یہ سن کر
کہا کہ جلاؤ کو وہاں گاڑ دیں اور زین العابدینؓ کو چھوڑ دیں۔ اس وقت امام زین العابدین علیہ السلام
دوبارہ وہاں قید کر دیئے گئے جہاں پر آج کل مسجد ہے۔

کتاب عیون الاحیاء والوفا میں فضل سے مروی ہے کہ اس نے کہا: میں نے سنا ہے امام رضا علیہ
السلام فرماتے تھے جب میرا نور امام حسین علیہ السلام کا شام میں یزید کے پاس گیا۔ شقی نے... کہ میرا نور
نیچے رکھ کر اوپر دسترخوان بچھایا اور اس ملعون نے اپنے رفقاء کے ساتھ کھانا کھایا اور شراب پی۔ جب
فارغ ہوا تو حکم دیا کہ سر امام کو طشت میں رکھ کر سخت کے نیچے رکھیں اور وہ ملعون خود سخت پر بیٹھا اور

وعدہ کیا تھا دفن کروں (یعنی زیارت قبر جناب امیر المومنین علیہ السلام) میں نے کہا: جی ہاں! پس جناب امام جعفر صادقؑ اور اسماعیل سوادہ ہونے اور میں بھی سوار ہوتا، ایک مقام ٹوہ میں جو درمیان حیرہ و نجف ہے گزرے پس وہ دونوں بزرگوار اترے اور میں بھی اترتا۔ پس جناب امام جعفر صادقؑ نے اور اسماعیل نے سناڑ پڑھی اور میں نے بھی متابعت کی۔ پس حضرت نے اسماعیل سے کہا: اٹھ اور اپنے جدِ مظلوم امام حسینؑ پر سلام کر، میں نے عرض کیا قربان ہو جان میری، کیا امام حسین علیہ السلام کر بلا میں نہیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا: کر بلا میں ہیں لیکن ان کا سر مبارک جب شام لے گئے تو ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص نے وہ سر اقدس چرا کر پہلے حضرت امیر المومنینؑ میں دفن کر دیا۔ ایضاً کتاب کامل الزیارات میں امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: جب ابن زیاد ملعون نے سر امام حسین علیہ السلام کو شام بھیجا تو اس کو دوبارہ کوفہ واپس کر دیا گیا۔ ابن زیاد نے کہا اس کو کوفہ سے باہر لے جاؤ تاکہ اہل کوفہ اس پر گرویدہ اور مفتون نہ ہوں پس حق تعالیٰ نے اس سر مہر کو نزدیک امیر المومنینؑ کے پہنچایا پس سر اقدس ساتھ جسم اور جسم ساتھ سر کے ہے۔ مولف رحمہ اللہ نے فقرہ آخر کے کئی احتمال لکھے ہیں۔ پہلے یہ کہ اگرچہ سر اطر نظر ہوا ہواں مدفون ہے لیکن کر بلا میں بدن کے ساتھ ملحق ہوا۔ دوسرے یہ کہ سر بدن کے ساتھ آسمان کی طرف چلا گیا جیسا کہ بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ تیسرے یہ کہ جناب امیر کا بدن اس سر مہر کے اپنے بدن کے مثل ہے کیونکہ دونوں ایک ہی نور سے مخلوق ہوئے ہیں اس سبب سے حضرت نے فرمایا کہ سر ساتھ بدن اور بدن ساتھ سر کے ہے، واللہ اعلم۔ پھر مصنف نے فرمایا کہ تہذیب و کافی میں دیگر احادیث اس مضمون کے وارد ہوئے ہیں کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام اپنے والد بزرگوار کی قبر کے نزدیک مدفون ہے۔

کتاب کامل الزیارات میں الزامہ سے منقول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو کبھی کبھی میرے پدر بزرگوار کی زیارت کو جاتا ہے حالانکہ تو بادشاہ کے پاس رہتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہمارے ساتھ دوستی رکھے اور ہماری بزرگی سمجھے اور ہمارے ان فضائل و حقوق کا اقرار کرے جو اس امت پر واجب ہیں۔ میں نے کہا قسم بخدا میں اس عمل سے سولے خوشنودی خدا و رسولؐ کچھ نہیں چاہتا اور کسی کے عطف و غفلت کی پرواہ نہیں کرتا، اور جو تکالیف اس کے سبب سے مجھے پہنچتی ہیں مجھ پر دشوار نہیں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا ابوہنی ہے۔ میں نے بھی عرض کیا قسم بخدا ابوہنی ہے۔ حضرت نے بھی اس کلمہ کا تین مرتبہ اعادہ فرمایا، اور میں نے بھی۔ تب حضرت نے فرمایا تجھ کو بشارت ہو! تجھ کو بشارت ہو! تجھ کو بشارت ہو! اب میں تجھ سے

اور امام حسینؑ کے عشاق غائب زینبؑ کی بیگم گویاں

شرط کی کہ میں شریعت کیا، اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے پدر بزرگوار اور جدِ نامدار کا مذاق اڑاتا تھا اور منہا تھا اور جب حریف سے بازی جیت لیتا تھا تو تین مرتبہ شراب پیتا تھا اور لمبھٹ اس کا متصل طشت زمین پر پھینکتا تھا۔ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہمارا شیعہ ہو اس کو چاہیے کہ شراب و شطرنج سے پرہیز کرے، اور جو شخص نقاط و شطرنج دیکھے امام حسینؑ کو یاد کرے اور بیزیرہ الی زیاد پر لعنت کرے کہ حق تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخورائے گا اگرچہ وہ مانند ستارہ ہائے آسمان کے ہوں۔ ایضاً کتاب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ نقاط اسلام میں پہلے جس شخص کے لئے بنایا گیا وہ بیزیرہ ملعون تھا۔ جب اس کی محفل میں لائے وہ شتی و دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا جو امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس پر بچھایا گیا تھا، وہ ملعون خود بھی پیتا تھا، اور اپنے یاروں کو بھی پلاتا تھا اور کہتا تھا یہ کہ یہ شراب مبارک ہے اور اس کی برکت یہ ہے کہ ہم اسے پیتے ہیں اور ہمارے دسں کا سر ہمارے سامنے ہے اور اس پر دسترخوان رکھا گیا ہے اور ہم کھانا کھا رہے ہیں اور ہمارے دل مطمئن ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا جو شخص ہمارا محب اور شیعہ ہو اس کو لازم ہے کہ وہ نقاط سے احتیاط کرے، کیونکہ یہ شراب ہمارے اعدا کی ہے۔

بصائر اللہ، حجات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام بیزیرہ کے پاس صبح اہلبیتؑ الجار گئے تو اس ملعون نے ان اسب کو ایک خرابہ میں اتارا۔ یہ دیکھ کر اہلبیتؑ الجار آپس میں کہنے لگے کہ ہم کو اس لئے اس ویرانہ میں قید کیا ہے کہ چھت اس کی ہم پر گرے اور ہم ہلاک ہو جائیں۔ نگہبانوں نے یہ بات سن کر زبان روئی آپس میں کہا کہ دیکھو یہ لوگ گھر کے گرنے کا خوف کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ کل قتل کر دیئے جائیں گے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی ہم میں سے سوا میرے روی زبان نہ جانتا تھا۔

کتاب احادی میں ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام زین العابدینؑ بعد شہادت پدر بزرگوار داخل دمشق ہوئے۔ ابراہیم بن طلحہ اپنے سر کو ڈھانچے محل پر سوار سامنے آیا اور اس نے حضرت سے کہا، اے علی بتلاؤ! کون غالب آیا؟ حضرت نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہے کہ معلوم کرے کون غالب ہوا تو بوقت نماز اذان و اقامت کہہ اور دیکھ کس کی آواز قیامت تک بلند رہے گی۔

کامل الزیارات میں بیزیرہ بن عمرو بن طلحہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے میں ایک روز مقام حیرہ میں خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا، حضرت نے فرمایا کہ کیا تجھے منظور ہے کہ میں نے جو

ایک حدیث جو کمزور نافرمانی سے ہے بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب ہم کر بلا میں بلائے عظیم میں گرفتار ہوئے اور میرے والد بزرگوار اپنے یار و انصار اور بھائی بیٹوں کے ہمراہ صحرائے کر بلا میں شہید ہوئے اور آپ کے حرم محترم اسیر حفا ہوئے اور شتران بے کجادہ پر سوار کئے گئے اور متوجہ کوئٹہ ہوئے اس وقت میں بہ نگاہ حسرت اپنے باپ بھائیوں کی برہنہ لاشوں کو دیکھ رہا تھا، جو زمین گرم کر بلا پر بے کسی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں، اس کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے، یہ حالت میری پھوپھی زینبؓ نے دیکھی، آپ نے فرمایا اے میرے باپ، دادا، بھائی کی یادگار! میں دیکھتی ہوں کہ تیری روح جسم سے مفارقت کیا چاہتی ہے۔ میں نے کہا کچھ مجھ جان امیری یہ حالت کیوں نہ ہو دراصل ایک میرے آقا حسینؑ بھائی اور سچا اور نبی عم سب خاک و خون میں غلطان برہنہ بے گور و کفن پڑے ہیں اور کوئی ان کے قریب نہیں جاتا تو کیا یہ لوگ دلم سے ہیں جناب زینبؓ نے کہا یہ امر تجھ کو غمگین نہ کرے قسم ہے خدا کی ایک عہد رسول خدا سے تیرے جد، باپ، چچا کے لئے ہوا تھا اور حق تعالیٰ نے اس اُمت کے کچھ لوگوں سے، جن کو زمین کے فراعنہ نہیں جانتے، مگر آسمان والے ان کو خوب جانتے پہچانتے ہیں، یہ عہد لیا ہے کہ وہ ان خاک پر بکھرے ہوئے اعضاء کو اور ان خون میں آغشتہ لاشوں کو اکٹھا کر کے دفن کریں گے، اور تیرے باپ سید الشہداءؑ کے مزار پر ایک ایسا علم نصب کریں گے جو ہر مرد و روز و شب سر بلند رہے گا۔ ائمہ کفر و ضلالت ہر چند اس کو سرنگوں کرنا چاہیں گے مگر ان کی کوششوں کا اٹا اثر یہ ہوگا کہ یہ علم سر بلند تر اور اس مزار کا نشان روشن تر ہوتا جائے گا۔ میں نے کہا وہ عہد کون سا ہے۔ جناب زینبؓ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اُمّ امین نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت ختمی مرتبت خانہ حضرت فاطمہ زہراؑ میں تشریف لائے۔ شہزادی نے آپ کے لئے حریرہ تیار کیا، اور امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کے سامنے ایک طبق میں کھجوریں پیش کیں، میں بھی ایک کاسہ میں تھوڑا دودھ اور مکھن لے آئی۔ چنانچہ سرور عالم، میری شہزادی، امیر المومنین و حسینؑ سب نے وہ حریرہ و کھجوریں اور دودھ و مکھن نوش فرمایا۔ جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دسترخوان سے بلند ہوئے تو حضرت علی مرتضیٰؑ نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا، رسول اللہ نے ہاتھ دھو کر چہرہ مبارک پر پل لیا پھر آپ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے چہروں پر محبت بھری نظر ڈالی اور آپ کے چہرہ انور سے خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ پھر آپ نے جانب آسمان نگاہ کی۔ تھوڑی دیر دیکھتے رہے، پھر قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیے، پھر سجدہ خالق میں گر گئے اور یہ آواز بلند و نامرود صراحت کیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا، آپ بھی نگاہیں زمین کی جانب تھیں، اور

آنکھوں سے آنسو مسلسل دھار برس رہے تھے۔ آپ کا یہ حال دیکھ کر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام سخت بے چین ہو گئے اور میں بھی پریشان ہو گئی۔ مگر آپ کی ہیبت کی وجہ سے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس گریہ و بکا کا سبب دریافت کر سکے۔ جب حضرت کا گریہ کسی طرح نہ رکا تو علیؑ و فاطمہؑ نے پوچھا، یا رسول اللہ! آپ کے رونے کا کیا سبب ہے آپ کی حالت نے ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا اے برادر! میں تم لوگوں کو دیکھ کر اس وقت کمال سرور ہوا۔ اور خاتم بن عبد الوارث کی حدیث کے مطابق حضرت نے فرمایا: اے میرے حبیب! تم لوگوں کو دیکھ کر اس وقت مجھ کو وہ خوشی لاحق ہوئی جیسی اس سے پیشتر کبھی نہیں ہوتی تھی۔ میں تم سب کو دیکھ خوش ہو رہا تھا۔ اور تمہارے وجود کی اللہ نے مجھے جو نعمت عطا کی ہے اس پر اس کا حمد و شکر بجالا رہا تھا، اتنے میں ہیرنیل امین نازل ہوئے، اور انھوں نے کہا خداوند عالم جو تمہارے دل میں ہے اس سے واقف ہے اور تمہارے اس سرور کو دیکھ رہا ہے جو تم کو اپنی بیٹی بھائی اور دونوں نواسوں کو دیکھ کر لاحق ہوا ہے۔ لہذا اس نے اس نعمت کو آپ کے لئے مکمل کیا اور اس عطیہ میں اور اضافہ فرمایا۔ یہ اس منی کہ مجھے یہ مزہ دے کر بھیجا ہے کہ یہ لوگ اور ان کی ذریت ان کے محب اور شہید کے سب آپ کے ساتھ جنت میں وہاں ہوں گے جہاں آپ ہوں گے، آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوگی، ان کی زندگی وہاں اسی طرح ہوگی جس طرح تمہاری زندگی، اور یہ اسی طرح مورد انعام و اکرام باری تعالیٰ ہوں گے جس طرح تم ہو گے، اور ان کو خدا کی بارگاہ سے اتنا لے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری رضا سے بھی بڑھ کر عطا ہوگا۔ اور یہ سب نوازش ان پر اس بنا پر ہوگی کہ دار دنیا میں ان پر بڑی بلائیں نازل ہوں گی، اور دیکھ لے لوگوں کے ہاتھوں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن وہ خود کو تمہاری نکت کی طرف منسوب کرتے ہوں گے اور تمہاری اُمت ہونے کے دعویدار ہوں گے۔ مصائب جھیلنا پڑیں گے، ان لوگوں کے ہاتھوں تمہارے تمام اہلیت اس طرح قتل کر دیئے جائیں گے کہ ان کے مقتل جدا جدا ہوں گے، قبریں بھی دور دور ہوں گی۔ اللہ نے آپ کے لئے اور ان کے لئے یہی اختیار کیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، خدا نے میرے اہلیت کے لئے جو کچھ اختیار فرمایا اس کو سن کر میں نے اُس کی حمد کی اور اُس کی رضا پر تم لوگوں کے لئے بھی ہوا۔ پھر ہیرنیل امین نے مجھ سے کہا: اے محمد! تمہارا یہ بھائی تمہارے بے مظلوم واقع ہوگا۔ تمہاری اُمت اس پر سرکشی کرے گی، تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں یہ بڑی سختیاں جھیلے گا ازاں بعد ایک شخص بدترین خلاق جو مثل بے کسندہ ناقہ صاخر ہے اس سرزمین میں جو اس کا دارالہجرت ہوگا اس کو قتل کرے گا۔ یہ سرزمین اس کی اور اس کی اولاد کے شیعوں کا ٹھکانا ہوگی جہاں وہ سب مہبت لائے بغیر تعالیٰ و مصائب

ہوں گے اور آپ کا یہ نواسہ (حسین) اپنے اہلبیت اور نیکو کارانِ امت کی ایک جماعت کے ساتھ کنارہ
نہزات، اس سرزمین پر قتل کر دیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔ اس سرزمین کی وجہ سے تمہارے اور تمہاری
ذریعت کے اعدا پر اس دن شدید عذاب ہوگا جس دن کہ عذاب و حسرتوں کی کوئی انتہاء ہوگی، اس
کے بعد جبریلؑ نے کہا: وَهِيَ أَظْهَرُ بَقَاعِ الْأَرْضِ وَأَعْظَمُهَا حَرَمًا وَلَهَا لَيْلٌ بَطْعَاءُ الْحَنَّةِ
یہ زمین تمام زمینوں سے پاکیزہ تر، محترم تر ہے اور یہ محلِ جنت کا ایک حصہ ہے۔ پس جب وہ روز ہوگا
جس میں تمہارا یہ محبوب نواسہ اور اس کے گھر والے قتل کئے جائیں گے اور یحیٰی و کافروں کے لشکر ان کو ہر
طرف گھیرے ہوں گے اس دن زمین و پہاڑ تمہارا اٹھیں گے، سمندر روں کی موجیں تسلط میں ہوں گی، ساقوں
آسمان اور اُن کے رہنے والے بچان میں آجائیں گے اور اس طرح اپنے غم و غصہ اور غضب کا اظہار کریں گے
جو تمہاری اور تمہاری اولاد پر ظلم و ستم اور ان کی بہتک حرمت کی وجہ سے ہوگا، اس روز کائنات کی کوئی
چیز ایسی نہ ہوگی جو خداوندِ عالم سے اہلبیتِ مظلوم جو خلقِ خدا پر اس کی محبت میں کی نصرت کے لئے اجازت
نہ طلب کرے۔ اس وقت خداوندِ عالم ان سے فرمائے گا کہ میں زمین و زمان کا حقیقی بادشاہ اور قادرِ مطلق
ہوں، نہ مجھ سے کوئی بھاگ سکتا ہے نہ میرے انتقام کو کوئی روک سکتا ہے۔ مجھ اپنی عزت و جلال کی قسم
جن لوگوں نے میرے برگزیدہ پیغمبر پر ظلم کیا اور اس کی بہتک حرمت کی اور اس کی عزت کو قتل کیا اور
اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پس پشت ڈالا اور اس کے اہلبیت پر ظلم کیا، ان پر ایسا عذاب کروں گا کہ
تمام عالم میں کسی پر نہ ہوگا اس وقت تمام زمین و آسمان کے رہنے والے ان لوگوں پر لعنت کریں گے،
جنہوں نے تمہاری عزت پر ظلم کیا ہے اور اُن کی محرمات ضائع کی، اور جب یہ برگزیدہ ہستی اس قتل کا ہوا
میں پہنچیں گی تو خداوندِ عالم خود اپنے دستِ قدرت سے ان کی رو میں قبض فرمائے گا۔ اور ساتویں آسمان سے
بہت سے فرشتے ہاتھوں میں یاقوت و زمرد کے برتن لئے ہوئے جن میں، سمجھات ہوگا اور قلم ہائے بہشت اور
خوشبو ہائے جنت لے کر نازل ہوں گے اور اُن کے لاشوں کو آبِ حیات سے غسل دے کر قلم ہائے بہشت سے کفن
دیں گے، خوشبوؤں سے مزین کریں گے اور پھر بستر ہو کر ان پر نماز پڑھیں گے اور اس کے بعد حق تعالیٰ ایک
قوم کو تمہاری امت سے اٹھائے گا وہ کافر نہیں ہیں، اور نہ مشرک ہیں گے اس قتل میں اور نہ وہ قول و
فعل و نیت سے مشرک ہیں گے، وہ اُن کے جسد ہائے ملہ کو دفن کریں گے اور ایک نشانی قبر پر یہ الشہداء
کی اس صحرا میں قائم کریں گے تاکہ وہ نشانی ہو نجات کی مومنین کے واسطے، اور ہزار فرشتے ہر آسمان سے
شب و روز نازل ہوا کریں گے اور فریج مبارک کو احاطہ کریں گے اور درود اُس پر بھیجیں گے اور اُس کے
زائرین کے لیے تسبیح و استغفار کریں گے، اور جو لوگ تمہاری امت سے تمہارے تقرب اور رضائے خدا کیلئے

یہاں آئیں گے فرشتے ان سب کے نام اور اُن کے گیارہ واقف اور اہل دیار کے نام لکھیں گے۔ وَلَيُؤْتِيَهُمْ
فِي وَجْهِهِمْ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذَا نَسْرُ الْقَبْرِ خَيْرُ الشَّهَدَاءِ وَابْنُ خَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ
اور ان کے چہرہ پر عرشِ الہی کے نور سے لکھ دیں گے کہ یہ پیغمبرِ شہداء اور فرزندِ خیرِ انبیاء کی قبر کا امر ہے۔
جب قیامت کا روز ہوگا تو وہ نور اس طرح چمکے گا کہ سب کی آنکھوں میں چکا چوند ہو جائے گی اور اس نور
سے وہ عرصہ عشر میں پہچانے جائیں گے۔ گویا میں دیکھتا ہوں اے محمدؐ کہ تم میرے اور میکائیل کے درمیان
کھڑے ہو اور علیؑ آگے آگے ہیں اور بے شمار فرشتے ہمارے ساتھ ہیں اور ہم جس کے چہرہ پر یہ نور دیکھتے ہیں اس کو
خلق سے جدا کر لیتے ہیں اور اس روز کے ہول و شدت سے نجات دیتے ہیں اور یہ عنایات حق تعالیٰ کی اس
شخص کے حال پر ہیں جو تمہاری اور تمہارے بھائی اور نواسوں کی زیارت محض برائے خدا کرے۔ کچھ دنوں
کے بعد کچھ بد بخت انسان جو مستحقِ غضب اور عذاب الہی ہیں اس قریب منور کے ملانے کے درپے ہوں گے۔
پس حق تعالیٰ ان کو اس بات پر قدرت نہ دے گا۔ پھر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان باتوں
نے مجھے دلایا اور تم لگیں کیا۔ جنابِ زینبؓ فرماتی ہیں کہ جب ابنِ جحش ملعون نے میرے پرہیزگار کو
ضربت لگائی اور اُن کی اثار موت پہنچیں یہ حدیث بہ زبانِ اُمّ ایمن میں نے بیان کی اور عرض کیا کہ چاہتی ہوں
یہ حدیث آپ کی زبان سے سنوں فرمایا اے بیٹی! حدیث یوں ہی ہے، جیسے اُمّ ایمن نے نقل کی۔ گویا
میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری بہنیں اس شہر میں اسیر اور قیدی ہیں اور لوگوں سے خائف و ترساں ہیں۔
لے دختر! تم پر لازم ہے کہ قدمِ جاوہ صبر و شکر سے باہر نہ رکھنا۔ قسم اس کی جس نے انس و جن کو
پیدا کیا ہے کہ آج روضہٴ زمیں میں کوئی تمہارے اور تمہارے شیعوں کے سوا خدا کا دوست نہیں ہے۔
اور جس وقت کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث ہم سے بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ
اس روز شیطان رجیم کبکبا خوشی اُڑے گا اور اپنے گروہ کے ساتھ زمین پر دوڑے گا اور کہے گا کہ لے
گروہ شیاطین! ہم ذریعتِ آدم سے اپنے مطلب کو پہنچے اور ان کے ہلاک کرنے میں انتہا کر دی، اور
ان سب کو ہم نے مستحقِ آتشِ جہنم گردانا سو اُن لوگوں کے جو متوسل بہ اہلبیت ہیں۔ پس تم لوگ
فرزندِ آدم کو ان کے بارے میں بہکا کر داور ان کی عداوت پر ترغیب دیا کرو تاکہ گمراہی و کفر
خلق مستحکم ہو جائے اور کوئی ان میں سے نجات نہ پائے اور شیطان دروغ گوئے سچ کہا کہ تم لوگوں
کی عداوت کے ساتھ کوئی عمل صالح نفع نہیں دیتا۔ اور تمہاری محبت میں کوئی گناہ سوائے کبیرہ ضرر
نہیں پہنچاتا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جب یہ حدیث بیان کر چکے تو فرمایا
کہ اس حدیث کو یاد رکھو اگر ایک سال اس کی طلب میں تو مسافرت کرتا تب بھی کم تھا۔

قطب راوندی نے خرائج میں سلیمان بن ہران عمنس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے ایک سال میں نے اشدن طواف خانہ کعبہ میں ایک شخص کو دیکھا وہ اس طرح سے دعا کرتا تھا کہ خدا یا میرے گناہوں کو بخش دے اور میں یقین جانتا ہوں کہ تونہ بخشے گا۔ میں اس کلام کو سن کر لرز گیا اور میں نے کہا اے مرد تو حرم خدا و رسول میں ایسے آیام متبرک اور ماہ بزرگ میں کیوں حق تعالیٰ کی مغفرت سے ناامید ہوتا ہے۔ اُس نے کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے۔ میں نے کہا تمہارے گناہوں سے زیادہ بڑا ہے! اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا بیان کر۔ اُس نے کہا حرم کعبہ سے باہر چل۔ ہم آپس میں باہر گئے تو اُس نے کہا کہ میں لشکر تحسین عمر بن سعد میں اُن چالیس آدمیوں میں تھا جو میرا ام حسین علیہ السلام کو فدے لے کر یزید کے پاس گئے تھے۔ راہ شام میں متصل ایک دیر بھرائی کے اترے اور وہ سہرا سے ساتھ نیزہ پر تھا اور نگہبان ساتھ تھے، ہم بیٹھے تھے اور کھانے میں مشغول تھے ناگاہ ایک ہاتھ دیر کی دیوار سے نکلا اور اس نے یہ شعر کہا:

أَتَزْجُو أُمَّتَهُ قَتَلْتُ حُسَيْنًا شَفَاعَةَ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ

ایا جس اُمت نے حسین کو قتل کیا کیا وہ روز قیامت اس کے جد سے شفاعت کی امید دار ہو سکتی ہے، وہ شقی کہتا ہے کہ ہم اس حالت سے نہایت خوفناک ہوئے اور بعض لوگوں نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ہاتھ کو کٹیں لیکن وہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم کھانا کھانے میں مشغول ہوئے کہ ایک بدر ہاتھ پھر نمودار ہوا اور یہ شعر نکھا:

قَلَا وَاللَّهِ لَيْسَ لِهَؤُلَاءِ شَفِيعٌ وَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الْعَذَابِ

پس خدا کی قسم شفاعت کرنے والا اُن کا کوئی نہیں ہے اور وہ روز قیامت گرفتار عذاب ہونگے۔ پھر بعض لوگ اُس ہاتھ کی جانب گئے اور وہ غائب ہو گیا۔ پھر ہم کھانے کی طرف متوجہ ہوئے اس بعد پھر وہ ہاتھ نکلا اور یہ شعر نکھا کہ:

وَقَدْ قَتَلُوا الْحُسَيْنَ بِحُكْمِ جَوْيَا وَخَالَفَ حُكْمَهُمُ حُكْمُ الْكِتَابِ

اور امام حسین علیہ السلام کو حکم ظلم و ستم قتل کیا اور حکم ان کا خلاف حکم کتاب مجید تھا۔ پس میں نے کھانا موقوف کیا کیونکہ مجھ کو گوارا نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک راہب نے اُس دیر سے ستر نکالا اور دیکھا کہ میرا اور امام حسین علیہ السلام سے ایک نور سا طلوع ہے اور اُس نے ہمارے لشکر کو دیکھا کہ پس راہب نے نگہبانوں سے کہا کہ تم کہہ دے کہ اُنہوں نے کہا عراق سے آئے ہیں۔ ہم لوگ حسین سے لڑنے گئے تھے۔

راہب نے کہا، کوئی جیسا فرزند فاطمہ تمہارے پیغمبر کا نواسہ اور تمہارے پیغمبر کے ابن عم کا بیٹا!

انہوں نے کہا ہاں! اس نے کہا اے تم پر واللہ اگر عیسیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا ہم اس کو آنکھوں پر بٹھاتے، پھر اس راہب نے کہا میری ایک بات مان لو۔ اپنے سردار سے کہو کہ میرے پاس دس ہزار درہم ہیں، اپنے ابا و اجداد سے میراث میں نے پائی ہے اس کو تمہارا امیر مجھ سے لے لے اور یہ ستر تھوڑی دیر کے لئے مجھ کو دیدے جب تم لوگ جانے لگو گے میں اسے واپس کر دوں گا۔ عمر سعد نے قبول کر لیا اور کہا کہ ستر حوالے کر دو۔ یہ لوگ راہب کے پاس آئے اور مال طلب کیا، اُس نے دو ہریان پانچ پانچ ہزار درہم کی ان کے آگے رکھیں عمر سعد نے صرافت کو بلوا کر روپے پر کھولے اور دار و دھ کے پاس رکھوا دیئے اور ہر اقدس راہب کو دلوا دیا۔ راہب نے میرا ہر کوئے کر دھویا اور پاک کیا اور مشک و کافور مل کر حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر ایک حجرے میں رکھا اور فوج و گریہ شروع کیا مسلسل روتا رہتا ایسا کہ ہمارے لوگوں نے مطلب کیا۔ پس مخاطب ہر انور ہو کر کہنے لگا کہ اے ستر خدا میں اپنی جان کے علاوہ کچھ نہیں رکھا فردے قیامت اپنے جد پیغمبر خدا کی رو برد گواہی دینا کہ میں کلمہ گو ہوں۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے تعالیٰ ایک ہے اور محمد مصطفیٰ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اے حسین تمہارے سامنے میں مسلمان ہوتا ہوں اور میں تمہارا غلام ہوں، اور ان لوگوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے رئیس سے ایک بات کہوں اور سراسر کے حوالہ کر دوں، پس عمر سعد کے نزدیک گیا اور اُسے خدا کا واسطہ دیا کہ اس ستر کو ذلت و خواری سے نہ لے جا اور صندوق سے باہر نہ نکال۔ اس لحون نے اس وقت قبول کر لیا۔ پس راہب نے میرا اقدس دیدیا اور خود دیر سے اتر کر کوہستان میں جا چھپا اور سجادہ نشین و مشغول عبادت رب العالمین ہوا، اور ادھر عمر سعد وہاں سے چلا اور سراسر کو اسی ذلت و بے اقدانی سے ساتھ لیا، جب دمشق کے نزدیک پہنچا تو اپنے آدمیوں سے کہا منزل کرو اور غارن سے ہیامیاں طلب کیں جب کھولیں تو دیکھا کہ وہ درہم ٹھیکریاں ہو گئے تھے اور سکہ ان کا ایک طرف یہ لکھا تھا۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ عَاقِلًا عَصَا يَعْمَلُ الطَّاغُوتُ (سورہ ابراہیم ۲۲) اور دوسری جانب یہ لکھا تھا تَسْبِيحُ الْعَذَابِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيْ مَقْلَبٌ يَنْقَلِبُونَ یعنی سجدہ تعالیٰ کو ظالموں کے افعال و اطوار سے غافل نہ جان اور قریب ہے کہ ظالمین معلوم کریں گے کہ بازگشت ان کی کہاں ہوگی۔ عمر سعد نے کہا اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَا جِعُونَ۔ دنیا و آخرت دونوں خراب و راسخاں ہوئے۔ پھر اپنے غلاموں سے کہا کہ انھیں نہریں ڈال دو۔

عمر سعد دوسرے روز دمشق میں داخل ہوا اور میرا نور یزید کے پاس لے گیا جب قاتل حسین یزید کے پاس گیا اُس نے یہ شعر پڑھے:

إِسْلَامًا كَانَ فِضْلُهُ وَكَهَبًا ۖ اِنِّي قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَ

قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ اَمَّا وَ اَبَا

میرے پالان شتر کو سیم و زر سے بھر دیا میں نے ایک بڑے بادشاہ کو قتل کیا ہے جو حسب و نسب میں سب سے بہتر تھا۔ یزید نے پس منکر کہا "اس کو قتل کرو" اور کہا "اگر تو جانتا تھا کہ حسینؑ لب میں بہترین خلائق ہیں تو تو نے انھیں کیوں قتل کیا۔ پس میرا نور کو ایک طشت میں رکھوایا اور حضرت کے دندان مبارک کو دیکھ کر اشارہ پڑھنے لگا (جن کا ذکر سابقاً گذر چکا ہے) اس وقت یزید بن ابرہہ وہاں آئے اور دیکھا میرا نور کو یزید نے طشت میں رکھا ہے اور چھڑی دندان مبارک پر لگا تا ہے۔ پس یزید نے کہا اس لکڑی کو اٹھا لے، میں نے بارہا پیچہ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے کہ وہ ان دانتوں کو چومتے تھے۔ یزید نے کہا اگر تو بڑھا اور سٹھپایا سوا نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کر دیتا۔

اس وقت ایک یہودی جو اپنی قوم کا سردار تھا یزید کے دربار میں آیا۔ اس نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ یزید نے کہا "ایک خارجی کا" اس نے پوچھا "وہ کون ہے؟" کہا "حسینؑ" کہا "کس کا بیٹا؟" کہا "علیؑ کا" کہا "اس کی ماں کون ہے؟" کہا "فاطمہؑ" کہا "کون فاطمہ؟" یزید نے جواب دیا "رسولؐ کی بیٹی" یہودی نے کہا "تمہارے رسولؐ کی بیٹی؟ یزید نے کہا "ہاں" اس نے کہا خدا تجھے جزائے نیرزدے کل تمہارے پیغمبر موجود تھے اور آج تم نے ان کے نواسے کو قتل کیا۔ وائے تم پر میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں باوجودیکہ تیس پشتوں سے زیادہ گزر چکی ہیں جب یہو و مجھ کو دیکھتے ہیں نہایت تعظیم و توقیر تو واضح و فروتنی کرتے ہیں۔ بعدہ جانب طشت متوجہ ہوا اور میرا مبارک کے لیے لے اور گھر پہنچا دین پر لٹا اور چلا گیا۔ یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا اور قتل کر ڈالا۔ پھر جس مکان میں شراب پیتا تھا اس کے مقابل ایک قبۃ تھا، وہاں شہزاد کے سر رکھوائے اور مجھ کو معین کیا۔

میرے دل میں یہ سب باتیں تھیں جس کی وجہ سے میری نیند جلتی رہی جب دوسری شب ہوئی آدمی رات کو ایک آواز آسمان سے آئی کوئی کہتا تھا کہ اے آدم نیچے آؤ۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ ہمراہ بہت سے فرشتوں کے اترے، پھر ایک صدا سنی کہ اے ابراہیمؑ نیچے آؤ اور عیسیٰؑ اللہ ہمراہ بہت سے ملائکہ کے نازل ہوئے پھر ندا دی کہ اے موسیٰؑ نازل ہو عیسیٰؑ فرشتوں کے ساتھ نیچے آئے پھر ندا آئی کہ اے عیسیٰؑ زمین پر آؤ روح اللہ بہت فرشتوں کے ساتھ آگے اس مرتبہ آواز عظیم سنی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے پس حبیب اللہ نے ملائکہ کثیر کے ہمراہ نازل فرمایا اور سب فرشتوں نے اس کو گھر لیا اور پیغمبر قبیل داخل آئے اور سر رکھا لیا ایک روایت میں کہ حضرت یزیدؑ و مرثد بن ابی سفیان کے پیچھے اور سر مبارک

یزید سے حضرت کی گود میں گرا۔ حضرت نے سر کو لے لیا اور حضرت آدمؑ کے پاس گئے اور کہا اے پدر بزرگوار! دیکھئے میرے بیٹے کے ساتھ میرے جبر کیا سلوک کیا گیا۔ مروی کہتا ہے اس بات کے سننے سے میرے بدن کے رنگے ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت حضرت نے جبریل سے عرض کیا کہ میں نظر لہ پر لوکل ہوں فرمایاے تو زمین کو ہلا دوں اور ایک نور ایسا ماروں کہ یہ اشتیاق ہلاک ہو جائیں حضرت نے منہج فرمایا: روح الامیں نے عرض کیا، یا محمدؐ ان چالیس لونوں کو جو میرا قدس پر سین ہیں ہلاک کرنے کی اجازت دیجئے۔ حضرت نے اجازت دی، اور جبریل امین ہر ایک کو بغض آتشیں بھونکتے تھے۔ پھر وہ میرے پاس آئے اور کہا تو دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔ پیغمبر نے فرمایا اس کو چھوڑ دو، خدا اس کو نہ بخشے، مجھ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے چنانچہ مرثد بن ابی سفیان نے اس تاریخ سے ناپید ہوا اور حال اس کا معلوم نہ ہوا، اور سر مبارک جانب راستے گیا، اور اپنی حکومت کو پہنچنے پر پایا کہ حق تعالیٰ نے اس کو ہلاک کیا۔ سلیمانؑ غش کہتا ہے، جب وہ یافعل کرچکا تو میں نے ہلاک ہو میرے پاس سے مبادا میں تیری آگ میں جل جاؤں، اور وہاں سے میں چلا آیا، معلوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہوا۔

قطب راوندی نے کتاب خراج میں منہال بن عمر سے روایت کی وہ کہتا ہے مجھ احیق کا سر میں نے دمشق میں دیکھا اور ایک شخص سامنے میرا مبارک کے سورہ کہت پڑھ رہا تھا جب اس نے یہ آیت پڑھی کہ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَتَّخِذَ الْكَافِرِينَ اَوْلِيَاءَ لَوْ اَنَّ الْيَتَامَانَ كَانُوا مَلَائِكَةً جَبَّارًا يَكْتُمُونَ تو کو صاحب کہت اور صاحب تقیم ہمارے خانیوں سے عجیب تھے، اس وقت میری زندگی رسالت پہنچی بقدرت کاملہ الہی گواہ ہوا اور بعضا حاجت لبان (طلاقت بیان) کہا کہ میرا قتل ہونا اور میرے سر کا یزید پر رکھا جانا اصحاب کہت سے عجیب تر ہے۔

کتاب محاسن میں عمر بن علی بن حسینؑ سے مروی ہے کہ جب امام حسینؑ علیہ السلام شہید ہوئے، زمانہ نبی ہاشم نے سیاہ پٹے اور پلاس کا لباس پہنا اور سر دی گری سے کچھ پروانہ کرتے تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ان کے واسطے طعام عزا تیار کرتے تھے۔

کتاب محاسن عقید علیہ الرحمہ میں عبداللہ بن عامر سے منقول ہے کہ جب خبر شہادت امام مدینہ منورہ پہنچی اسرار بن عقیل بن ابی طالب چند عورتوں کے ہمراہ کلیں اور قریہ منورہ و درو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گود میں فرما دی کہ یزیدؑ کی بعد از ان متوجہ جہا جہاں وانصار ہو کہ کسی شریک میں مضمون پڑھو کہ تم کیا کہیں گے اس وقت جبکہ برفوزہ حساب جناب رسالت تم سے خطاب کر رہے تھے کہ او کہیں گے کہ میری اولاد کو تم نے چھوڑ دیا تھا تب ہو گئے تھے، ان کو تم نے ظالموں کے ہاتھوں میں سپرد کر دیا۔ اب

بروز قیامت تم میں سے کسی کی شفاعت نہ ہو سکی اور سچی بات سننے کے قابل ہوتی ہے اور حق دلی امر کے پاس جمع ہوتا ہے اور فرامیں گے آیا میری عترت اہل کون ظالمان جفاکار کے حوالہ کر دیا پس کوئی تم میں سے برائے شفاعت نزدیک جناب احدیت گئے نہ کیا جائے گا کوئی شخص روز عاشورہ اجل سے نہ بچا۔ راوی کہتا ہے کہ اس فوج کو سنکر اس قدر گریہ بکا ہوا کہ اس سے زیادہ گریہ بھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

کتاب تہذیب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مسجدیں امام حسین علیہ السلام کے قتل کی خوشی میں تجدید کی گئیں، مسجد اشعث و مسجد جریر و مسجد سبک و مسجد شبث رنجی۔

بعض تالیفات میں روایت ہے کہ ایک نصرانی سفیر بادشاہ روم یزید شوم کے پاس آیا، اس وقت میرا اہل امام حسین علیہ السلام اس کی محفل میں تھا۔ نصرانی نے جب میرا نام دیکھا تو شور و ناہ بلند کیا تاہم اس کے محاسن انکسوں سے تر ہو گئے۔ پھر اس نے کہا اے یزید میں میں حیات منورہ کا ساتھی مدینہ میں بعض تجارت آیا تھا۔ میں نے چاہا کہ کچھ خدمت کے واسطے لے جاؤں۔ اصحاب سے پوچھا کیا چیز جناب سالکین کو محبوب و مرغوب ہے لوگوں نے کہا خوشبو حضرت دوست رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مشک کے دو نانہ اور تھوڑا سا عطر شہب لیا اور حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اُس روز پیر اپنی زوجہ اہم سلف کے گھر میں تھے۔ عرض جب میں نے جمال بالکمال حضرت کا مشاہدہ کیا چہرہ نورانی سے ایک نور ساطع نظر آیا اور دل کو فرحت تازہ اور مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور خود بخود محبت و الفت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی میرے دل میں آئی، میں نے سلام کیا اور مشک و عطر حضرت کے سامنے رکھا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ایک ہدیہ محقر ہے جو حضرت کی خدمت میں لایا ہوں۔ فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ عبدالشمس۔ فرمایا اپنا نام بدل ڈال میں تیرا نام عبدالوہاب رکھتا ہوں۔ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیرا تنفع بھی قبول کروں۔ میں نے حضرت کی طرٹ بغور نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ آپ ہی وہ رسول برحق ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو دی تھی اور کہا تھا کہ: اِنی عبد بنی اسرائیل و رسول یا قی من بعدی اسمہ احمد۔ میں بشارت دیتا ہوں تم کو ایک پیغمبر کی جو میرے بعد مبعوث ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پس میں اسی وقت ایمان لیا اور روم کو مراجعت کی اور اپنے اسلام کو لوگوں سے چھپاتا رہا یہاں تک کہ اس بات کو ایک مدت گزر گئی، میں چار بیٹیوں اور چار بیٹوں کے ساتھ مسلمان ہوں اور بادشاہ روم کا وزیر ہوں اور کوئی عیسائی میرے حال سے مطلع نہیں، اور میں نے یزید کو جس روز میں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں شرف اندوز ہوا آپ فائدہ اہم سلف میں تھے۔ جس بزرگوار کا سر

تیرے روبرو رکھا ہے اس کو کس میں نے دیکھا تھا۔ یہ حجرہ کے دروازے سے نانا کے پاس آیا پیغمبر خدا نے اس بچہ کو دیکھتے ہی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا اے محبوب میرے آ! اور آغوش میں لے لیا اور گود میں بٹھایا اور اس کے لبوں کو چومنے لگے۔ آپ امام حسین کے دانستوں کو جو سستے تھے اور فرماتے تھے اے حسین! دور ہے رحمت الہی سے جو تجھے قتل کرے اور جو تیرے قتل میں مدد کرے، یہ فرماتے تھے اور روتے تھے۔ دوسرے روز میں پیغمبر خدا کے ساتھ مسجد میں تھا کہ حسین اپنے بھائی حسن کے ساتھ آکر کھنے لگے یا بڑا! ہم دونوں بھائی آپس میں زور آزمائی کرنا چاہتے ہیں کہ معلوم کریں کہ کس کا زور زیادہ ہے، پیغمبر خدا نے فرمایا اے میرے محبوب تم ایسا نہ کرو بلکہ تم دونوں جاؤ اور کچھ لکھو جس کا خطا اچھا ہوگا اس کا زور زیادہ ہے۔ پس دونوں نور دیدہ رسول گئے اور ایک ایک سطح لائے وہ سختی حضرت پیغمبر خدا کے ہاتھ میں دی، جناب رسول خدا تھوڑی دیر دونوں کی طرف دیکھتے رہے اور نہ چاہا کہ کسی کا دل ٹوٹے

کہا اے پیارو! اپنے باپ کے پاس جاؤ وہ تمہارا فیصلہ کر دیں اور دیکھیں کہ کس کا خطا اچھا ہے۔ یہ سنکر دونوں شہزادے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں گئے اور پیغمبر خدا بھی ساتھ تشریف لے گئے جب فائدہ فاطمہ میں داخل ہوئے تھوڑی دیر کے بعد پیغمبر خدا باہر آئے اور سلمان فارسی بھی باہر نکلے میری شفا سلمان کی دوستی اور محبت تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ ان صاحبزادوں کے والد ماجد نے کیا کہا اور کس کا خطا اچھا تھا؟ سلمان نے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی کے خط کو ترجیح نہ دی اس واسطے کہ خیال کیا اگر حسن کے خط کو اچھا کہوں گا حسین غلگین ہوں گے اور اگر حسین کے خط کو بہتر کہوں گا حسین ملول ہوں گے۔ پس ان کو ان کے باپ کے پاس بھیجا۔ میں نے بھائے سلمان! تمہیں قسم دیتا ہوں اُس دوستی اور برادری کی جو ہمارے اور تمہارے درمیان میں ہے کہو کہ ان کے باپ نے کیا کہا؟ تب سلمان نے بیان کیا کہ جس وقت وہ دونوں گل گلزار نبوت اپنے والد ماجد کی خدمت میں گئے تو آپ نے انور ان کے حال میں نظر کیا، آپ کا دل بھی متاثر ہوا اور نہ چاہا کہ ایک کا دل توڑیں کہا اپنی ماں کے پاس جاؤ وہ تمہارے درمیان حکم کریں۔ پس وہ نبی زاد اپنی ماں کے پاس گئے اور سختی پیش کی اور کہا اے اناں! ہمارے نانا نے ہم کو کھنے کا حکم دیا اور فرمایا جس کا خط اچھا ہو اُس کا زور قوت زیادہ ہے پس ہم دونوں نے کھا اور حضرت کے پاس لے گئے، پس ہم دونوں کو بابا کے پاس بھیجا انھوں نے بھی کچھ نہ کہا، اب آپ کے پاس بھیجا ہے۔ جناب فاطمہ نے یہ سنکر تامل کیا اور دل میں کہا ان کے نانا نے اور باپ نے دل شکنی ان کی نہ چاہی میں کیا کروں، بلکہ کس طرح ان کا فیصلہ کروں۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میرے نور چشمو! میں اپنے موتیوں کا ہاتھارے سروں کے اوپر توڑتی ہوں۔ پس تم میں سے جو اس کے موتی زیادہ بچے گا اسی کا خط اچھا ہے اور اسی کا زور زیادہ ہے۔ سلمان کہتے ہیں کہ اس ہار

میں سات موتی تھے، پس آپ نے دونوں بچوں کے سر پر وہ ہار توڑا اور امان علیہ السلام نے تین موتی اٹھائے اور تین موتی حسینؑ نے ایک موتی پڑا دیا۔ دونوں نے چاہا کہ اس موتی کو اٹھائیں کہ جبرئیل حکیم رب جلیل زمین پر نازل ہوئے اور اپنے بازو سے اس موتی کے دو حصے کر دیئے چنانچہ ان دو گویہ صدف عصمت اور شب چراغ اکلیل امامت نے ایک ایک حصہ اٹھالیا۔ اے یزید! دیکھ رسول اللہ! ان کی دل شکنی کے خوف سے ایک کے خط کو دوسرے پر ترجیح نہ دی اور اسی طرح جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور سیدہ نساء عالمین نے اور اسی طرح خداوند جہاں آفرین اور مالک آسمان وزمین نے بھی ان کی خاطر دلی میں دانہ مروارید کو شش کیا اور تو یہ سلوک پیغمبر کے نواسے کے ساتھ کرتا ہے۔ والے تجھ پر اور تیرے دین پر! بعدہ نصرانی نے اچھ کو سر کو گود میں لیا اور بوسے دیئے اور اٹک ہائے ابد ارشیم گہر بارے سے برائے اور کہتا تھا کہ حسینؑ اپنے جد محمد مصطفیٰ اور والد علی مرتضیٰ اور والدہ فاطمہ زہرا کے سامنے میری گواہی دینا۔

اہلبیت سے مروی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اور غش مبارک خاک کربلا میں پڑی تھی اور خون منحل فوارہ حلقوم بریدہ سے جاری تھا، ایک جانور سفید اڑتا ہوا آیا اور حضرت کا خون اپنے بدن پر ملا، جب اڑا تو وہ خون اس کے بال و پر سے ٹپکتا تھا، وہ طائر جب اور پرندوں کے پاس پہنچا اور ان سب کو شاہجائے درخت پر سایہ میں دیکھا کہ فکر آب و دانہ میں مشغول ہیں، ان سے کہا کہ وائے تم پر! ہم دنیا کے لہو و لب میں مصروف ہو اور حسین علیہ السلام کربلا میں اس لوں اور دھوپ اور گرمی آفتاب میں زمین گرم پر لب تشنہ ذبح کے پڑے ہیں اور خاک و خون میں غلطاں ہیں اور فوارہ ہائے خون آپ کے بدن سے رواں ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام طیور جانب کربلا روانہ ہوئے، جب اس دشت بلاغ میں پہنچے اور اپنے سید و مولا اور سردار و آقا امام حسین علیہ التہیۃ و الثناء کو اس حال میں دیکھا کہ جگر درد مند کیا اور دل تنگ آب ہو جائے، دیکھا کہ آپ کی نعش مبارک بے سرو بے عقل و کفن پڑی ہے جنگل کی ہوائے گرد کی چادر اس پر بچھا دی ہے اور وہ بدن نازنین جو زینت آفرین تیرا المسلمین تھا گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال ہوا ہے۔

و خوش صحر اس کے پر سر خوان ہیں اور جثات اس پر نوہ گریں ایک نور جسم اور سے صفو دشت پر پھیلا ہوا ہے اور زمین و آسمان کے مابین اس کی روشنی ہے۔ طیور نے یہ حال دیکھ کر فریاد و فغان اور گریہ و زاری کیا اور سب کے سب خون نازق میں غلطاں ہوئے اور اڑ کر ایک ایک سمت کو روانہ ہوئے اور باشندگان کربلا کو مطلع کیا، اتفاقاً ایک ان میں سے مدینہ منورہ پہنچا اور اس نے روئے مبارک خاتم الانبیاء کا طوطا کیا اور قہاریات خون اس کے پردوں سے ٹپکتے تھے اور وہ شیون کرتا تھا کہ آگاہ ہو حسینؑ کربلا میں شہید ہوئے، خبردار حسینؑ کی کربلا میں ذبح کئے گئے، وہاں کے سب طائر جمع ہوئے اور انھوں نے بھی فرزند سید عالم کا نوہ و ماتم کیا، اہل مدینہ

خون حسینؑ سے زخم پر پوری کا شفا پانا

یہ حال ان بے زبانوں کا دیکھتے تھے اور اس جانور کے پردوں سے خون ٹپکتا پاتے تھے لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا تا انکہ حب خبر قتل امام حسین علیہ السلام پہنچی معلوم ہوا کہ وہ طائر مقبول پیکر کو خبر شہادت جگر گوشہ بتول اور نور دیدہ رسولؐ سے اطلاع دیتا تھا۔ مقبول ہے کہ ان دونوں ایک مرد یہودی مدینہ میں تھا جس کی بیٹی اندھی، بہری، لولی، لنگڑی اور کورھی اور زمین گیر تھی، یہودی نے اس کو شہر کے باہر ایک باغ میں رکھا تھا، طائر مذکور اسی باغ میں ایک درخت پر آکے بیٹھا اور تمام شب گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری کرتا رہا۔ یہودی اس روز بھی کام کو شہر گیا تو گویا تھکات کو کسی سبک باغ میں نہ آسکا تھا وہ لڑکی سبب تنہائی اور باپ کی جلائی کے تمام شب بیدار و بیقرار رہی کیونکہ اسکے باپ کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو اسے کھانا سناٹا تھا اور اسے تسلی و تسنی دیتا تھا تب اسے نیند آتی تھی غرض صبح کو آواز حزن اس جانور کی لڑکی نے سنی، افتان و خیزاں اس درخت کے نیچے گئی اور طائر کے ہالہائے تنگین کا اپنے دل محروں سے جواب دیتی تھی۔ اس اثنا میں ایک قطرہ خون اس طائر کے پر سے ٹپکا اور اس کی آنکھ پر پڑا، آنکھ فوراً کھل گئی بعدہ ایک قطرہ دوسری آنکھ پر گرا اور وہ بھی روشن ہو گئی۔ اسی طرح ایک اور قطرہ اسھوں پر پڑا اور ایک قطرہ پاؤں پر گرا اور اسے اور پاؤں اچھے ہو گئے، اور جب قطرہ گزرتا تھا وہ تمام بدن میں مل لیتی تھی، تھوڑی دیر میں وہ لڑکی بالکل بالکل صحیح و سالم ہو گئی۔ صبح کو جب اس کا باپ آیا دیکھا کیا ہے کہ ایک لڑکی باغ میں پھر رہی ہے، اس نے نہ پہچانا پوچھا کہ میری ایک لڑکی اس باغ میں تھی جو چل پھرہ سکتی تھی۔ لڑکی نے کہا میں ہی تیری لڑکی ہوں۔ یہودی نے یہ سنا اتنا تعجب کیا کہ غش کو گیا، جب موش میں آیا اٹھا اور لڑکی نے پورا واقعہ بیان کیا۔ پھر وہ اپنے باپ کو اس طائر کے پاس لے گئی۔ دیکھا کہ ایک جانور درخت پر بیٹھا ہے اور صیبت امام تشنہ و سمن پر نالہ و شیون کر رہا ہے۔ یہودی نے اس سے خطاب کر کے کہا کہ تجھ کو قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے کہ بقدرت الہی گویا سو اور بتلاوے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ سن کر وہ طائر حکم خدا گویا ہوا اور اس نے کہا کہ میں ایک روز بوقت دوپہر دو سبک طائروں کے ہمراہ آشیانہ میں بیٹھا تھا، ایک بلایک طائر ہمارے پاس آ کر کھنے لگا، اے جانور! تم بے فکر خوش و خرم ہو اور رسول خدا کا نواسہ حسینؑ زمین گرم کربلا پر پڑا ہے۔ اور اس کا سر مبارک تیرے پاس اٹھا گیا ہے اور حرم محترم پابرہمنہ و بے ردا و چادر امیر قوم شمر ہوئے ہیں۔ جب ہم نے یہ باتیں درد آک اس کی زبان سے سنیں بیتا پانہ سب اڑ کر کربلا پہنچے، دیکھا نعش مبارک اپنے خون میں غلطاں ہے اور خون سے غسل ہوا ہے، اور جنگل، خاک نے کفن پہنایا ہے۔ ہم سب اس خون میں لوٹے لگے اور فریاد و ماتم کرنے لگے پھر ایک طائر ایک ایک سمت کو روانہ ہوا اور

میں یہاں آیا۔ یہودی یہ حال سکر حیران و متعجب ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر حسینؑ خدا کے نزدیک صاحبِ قدر و منزلت نہ ہوتا خون اس کا ہر درہ کی شفا نہ ہوتا۔ پھر وہ یہودی مسیح اپنی لڑکی کے سر پر ہوا اور پانچ سو خوشی و اقوام اس کے اسلام سے مشرف ہوئے۔

ایک مرد اسدی سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب لشکر بنی امیہ نے کوچ کیا، میں کنارِ نہرِ علقہ زراعت کرتا تھا، پس اس قدر عجائب میں نے وہاں دیکھا جن کا ذکر تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا۔ انجملہ ایک یہ ہے کہ جب وہاں ہوا چلتی تھی بوسے مشک و عنبر میرے مشام میں پہنچتی تھی اور جب ٹھہرتی تھی تو ستارے دکھائی دیتے تھے کہ آسمان سے زمین پر اتر رہے ہیں اور زمین سے آسمان پر جا رہے ہیں اور میں اپنے متعلقین کے ساتھ تنہا تھا اور کوئی نہ پاتا تھا کہ کیفیتِ ماجرا اس سے پوچھتا، وقتِ غروب آفتاب ایک شیرِ جانبِ قبلہ سے آتا تھا، میں اس کو دیکھ کر گھر پھرتا تھا، جب صبح ہوتی تھی اور آفتاب طلوع کرتا تھا میں گھر سے نکلتا تھا اس وقت شیرِ کوبہ کی طرف جاتا دیکھتا تھا، ایک دن مجھے خیال آیا کہ یہ لوگ خارجی تھے چھوٹے ابنِ زیاد پر غرور کیا تھا لیکن ان نعشوں سے عجیب کرامتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ آج رات کو دیکھنا چاہیے دیکھوں یہ شیر ان نعشوں کو چھیڑتا ہے یا نہیں۔ جب شام ہوئی تو حسبِ معمول شیر آیا، میں اس کی صورت دیکھ کر ڈرا اور دل میں کہا کہ اگر یہ آدمی کا گوشت کھاتا ہو گا تو ضرور میرا قصد کرے گا۔ پس رو برو اس کے کھڑا ہوا وہ لاشوں کے اوپر سے گزرتا تھا تا اینکه ایک نورانی لاشہ پر سے جو نور و ضیا میں مشابہ آفتابِ عالم تاب تھا، یہ شیر اس کے پاس گیا اور بیٹھ گیا، میں نے کہا اب یہ لاش کو کھائے گا لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس پر اپنا منہ تلے لگا اور نوچ کرنے لگا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ عجیب ماجرا ہے پس میں وہاں مزید گرانی کرتا رہا یہاں تک کہ رات خوب تاریک ہو گئی ناگاہ جنگل سے بہت سی شمشیں نمودار ہوئیں جن سے تمام صحرانوش و منور ہو گیا اور فریاد و نالہ و ماتم اور نوچ غم بلند ہوئی میں اس آواز کی تلاش میں چلا، معلوم ہوا کہ زمین کے نیچے ہے اور ایک ان نوچ کرنے والوں سے یہ کہتا تھا کہ وا حسینا و اماہ! یہ سنکر میرے بدن کے مد میں کھڑے ہو گئے۔ میں ان لوگوں کے نزدیک گیا اور ان کو قسم خدا و رسول دے کر پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم جنوں کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ تم کیا کرتی ہو، انھوں نے کہا ہم شبِ معنوعہ لائے امام حسین علیہ السلام کرتے ہیں، جن کو پنا سازج کیا گیا۔ میں نے کہا یہی حسینؑ میں جن کے پاس شیر بیٹھا ہے، کہا ہاں! پس میں وہاں سے روتا ہوا پھرا۔

منقول ہے کہ سکینہ دخترِ امام حسین علیہ السلام نے یزید سے کہا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے اگر تونے تو بیان کروں۔ کہا بیان کر۔ سکینہ نے کہا کہ شب کو بعدِ فریادِ ناز میں نے دعا میں پڑھیں

فعلی بن ابی طالب کا لڑکا

اور بہت روتی اور خستہ ہو گئی، ذرا آنکھ لگی تھی کہ میں نے دیکھا گویا آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور ایک نور آسمان سے زمین پر پہنچا ہے اور خورانِ جنت اتری ہیں اور ایک باغِ خرم و تر و تازہ وہاں ہے۔ اس کے درمیان ایک قصر ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ پانچ بزرگوار اس مکان میں داخل ہوئے ہیں ان کے ساتھ ایک خادم ہے، میں نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ اس نے کہا ترے باپ حسینؑ کا یعنی تعالیٰ نے ان کو ان کے صبر کے عوض میں بے شمار درجات عطا فرمائے ہیں۔ میں نے کہا یہ بزرگوار کون ہیں؟ کہا اول آدم صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے نوح علیہ السلام، تیسرے ابراہیم علیہ السلام، چوتھے موسیٰ علیہ السلام، پانچویں پانچ بزرگ کون ہیں جو اپنے محاسن ہاتھ میں لے ہوئے غمگین و محزون ہیں اور گرہ و نالہ کرتے ہیں۔ کہا اے سکینہ تم ان کو نہیں جانتی ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا یہ تمہارے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے کہا یہ سب بزرگوار کہاں جاتے ہیں، کہا تمہارے باپ حسینؑ کے پاس جاتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا جدِ عالی کے پاس جا کر دل کا احوال بیان کروں گی۔ پس وہ حضرت آگے چلے گئے اور میں نہ پہنچ سکی اور منتظر ہوئی۔ اسی اثنا میں اپنے جدِ علی ابن ابی طالبؑ کو میں نے دیکھا کہ تھک میں تلوار تلے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے فریاد کی یا جدادہ! میرے باپ آپ کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ پس حضرت بہت رنجے اور مجھ کو سینہ سے لگایا اور کہا، اے بیٹی! صبر و شکیبائی اختیار کر اور مدد و اعانت جنابِ احمدیت کی کی جانب سے ہے پھر تشریف لے گئے اور میں نہ جانتی تھی کہ کہاں جاتے ہیں۔ پس میں متعجب کھڑی رہی، ناگاہ آسمان کے دروازے کھلے اور میں نے دیکھا کہ فرشتے میرے باپ کے سر پر نور پر اتر رہے ہیں اور اوپر جا رہے ہیں۔ سراوی کہتا ہے کہ یزید علیہ نے جب بیچر سوزِ خواب سنا تو اپنے منہ پر طمانچہ بندنے لگا، ظالم کہتا تھا ہالی و اللہ حسینؑ یعنی میں نے حسینؑ کو کیوں قتل کیا؟ اور ایک روایت میں یوں وارد ہے کہ سکینہ نے کہا بعدِ میرے سامنے ایک بزرگوار آئے جن کا چہرہ چودھویں کی رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، میں نے خادم سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا تمہارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے حضرت کے قریب جا کر عرض کیا یا جدادہ! قسم خدا کہ ہمارے مردوں کو قتل کیا گیا اور ہمارے خون بہائے گئے اور ہماری حرمت ضائع کی گئی اور شتران بے کجاہ پر سوار کیا گیا اور یزید کے پاس لے گئے۔ پس حضرت نے مجھے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور آدم و نوح اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، دیکھتے ہو کہ میری امت نے میرے فرزند کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا۔ بعد ازاں اس خادم نے کہا اے سکینہ فریاد و فغان کم کر کہ تو نے رسول اللہؐ کو رلایا، پھر خادم میرا ہاتھ پکڑ کر قصر میں لے گیا وہاں پانچ بیسیاں باوقار و حشمت دیکھیں جن کے چہروں سے نورِ صالح تھا، ان کے درمیان ایک خاتون بزرگ

صاحبہ شکوہ و تہل بال پریشاں کھے سیاہ کپڑے پہنے تھیں اُن کے ہاتھ میں ایک خون بھرا گزتا تھا، جس وقت وہ بی بی کھڑی ہوتی تھیں سب بیبیاں بھی کھڑی ہو جاتی تھیں۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ یہ بیبیاں کون ہیں؟ اس نے کہا کہ اے سکینہ یہ تو امام البشر ہیں اور یہ مریم دختر عمران ہیں اور یہ خدیجہ دختر خویلد ہیں اور یہ ہاجرہ اور یہ سارہ ہیں اور وہ جو گرتے خوں آلود ہاتھ میں لے رہی ہیں کے بیٹھے سے سب بیبیاں بیٹھ جاتی ہیں اور کھڑے ہونے سے سب کھڑی ہو جاتی ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہراؑ سیدہ عالم ہیں پس میں ان کے نزدیک گئی اور کہا اے دادی کچھ امیر سے بلا قتل ہوئے اور میں اس کمسنی میں یتیم ہو گئی۔ پس انھوں نے مجھے چھاتی سے لگایا اور ڈاڑھیں مار مار کر روئیں اور سب عورتیں روئیں اور سب نے کہا فاطمہ! حق تعالیٰ تمہارے اور میرے درمیان بروز جزا حکم کرے گا لکھا ہے یزید نے اس خواب کی کچھ افسانہ کی۔

میرزا زویہؑ سے منقول ہے وہ کہتی ہے کہ میں اپنی خواب گاہ میں تھی، میں نے دیکھا ایک دروازہ آسمان کا کھل گیا اور اُن کے میرا نام حسینؑ پر گروہ در گروہ اترتے تھے اور کہتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَنَی سَمُوۡلِ اللّٰہ اس اثنا میں ایک امیر نمودار ہوا اس میں بہت آدمی تھے اور ایک بزرگوار با چہرہ نمایاں در خسارہ درخشاں ان کے درمیان تھے وہ دوڑتے ہوئے حسینؑ کے سر کی طرف آئے اور جھک کر دندان حسینؑ چومنے لگے، کہتے تھے اے میرے عزیز تجھ کو قتل کیا تمھو کو نہ پہچانا، تمھو کو پانی تک نہ دیا۔ اے میرے عزیز زہراؑ میں تیرا ہر رسول خدا میں اور یہ تیرا پاپ علی مرتضیٰؑ ہے اور یہ تیرا بھائی حسن مجتبیٰؑ اور یہ تیرا چچا جعفر طیارؑ اور یہ عقیلؑ اور یہ عمرؑ و عثمانؑ ہیں۔ اسی طرح ایک ایک کا نام اپنے اہلیت سے لیتے تھے۔ مہند گیتی ہے میں اس خواب کو دیکھ کر بہت ڈری اور عالم پریشانی میں آ رہی ہوں، ناگہاں ایک نور دیکھا کہ میرا نام حسین علیہ السلام پر پھیلا ہے پس میں نے یزید کو ڈھونڈ لیا دیکھا کہ وہ ایک خانہ تاریک میں اپنا منہ دیوار کی طرف کئے ہوئے نہایت غم میں کھتا تھا کہ عالمی کلام حسینؑ مجھ کو حسینؑ سے کیا کام تھا۔ اس وقت میں نے اپنا خواب اس کے سامنے بیان کیا، وہ سرجھکے بیٹھا رہا۔ راوی کہتا ہے مجھ کو یزید نے جرم محترم کو بلایا اور پوچھا اگر منظور ہو یہاں اقامت کیجے ورنہ مدینہ کو مراجعت فرمائیں اب آپ کو میں صلہ اور جائزہ دیتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا اولاً ہم چاہتے ہیں کہ عزاداری جیسی میں نوصہ و اتہام کریں، کہا بہتر ہے اور ان کے واسطے مکانات خالی کر دیے اور کوئی عزت ناشی و تزیینی باقی نہ رہی جس نے سیاہ کپڑے پہنے نہ ہوں۔

منقول ہے کہ اہل حرم سات دن نوحہ و بکا میں مشغول رہے اور اُن ٹھوس دن ان کو بلوا کر رہے

اور سفر کرنے میں اختیار دیا انھوں نے مراجعت کو اختیار کیا، یزید نے آراستہ مجلس حاضر کیں، اور ریشمی فرشوں پر اموال اندیل دیئے اور جناب ام کلثوم سے کہا کہ جو مصائب آپ کو پہنچے ہیں ان کے بدلہ یہ اموال قبول کر لیں۔ جناب ام کلثوم نے یہ سن کر فرمایا کہ اے یزید! تو کتنا بے حیا اور ڈھیت ہے! تو نے میرے بھائی اور گھر والوں کو قتل کر ڈالا اس پر ان کا خون بہا دیتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ام کلثوم جب مدینہ جانے لگیں تو روتی تھیں اور یہ اشعار دلفکار پڑھتی تھیں۔

- (۱) مَوَدِنَتَہٗ جَدِّ نَا لَا لَقَبَ لَہَا (۲) فَا لَحَسْرَاتٍ وَّ اَلَا حُزْنَ جِئْنَا
- (۳) اَلَا ہَا خَبِرَ مَرْسُوْلُ اللّٰہِ عَنَّا (۴) بَا نَا قَدْ فُجِعْنَا فَا اَبِیْنَا
- (۵) وَاِنَّ رَجَالَکَ بِالْقَطْعِ صَرَعُوْا (۶) بِلَا مَرُوْسٍ قَدْ ذُبُوْا الْبَنَیْنَا
- (۷) وَاَخْبِرْ جَدَّ نَا اَنَّا اَسِرْنَا (۸) وَ لَعَدَ الْاَسَیْرَ یَا جَدَّ اَسْبِیْنَا
- (۹) وَ مَرَّ طُفْکَ یَا مَرْسُوْلُ اللّٰہِ اَضْعُوْا (۱۰) عَدَا یَا بِالْظُّفْرِ مِ مَسْکَبِیْنَا
- (۱۱) وَ قَدْ ذُبُوْا الْحُسَیْنَ وَ لَمْ یَرَا عَا (۱۲) جَنَا بَلَّکَ یَا مَرْسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا
- (۱۳) فَلَوْ نَظَرْتُ عَمِیُوْنُکَ لِاَلْاَسَارِی (۱۴) عَلَیْ اَقْتَابِ الْجَعَالِ تَحْمِلِیْنَا
- (۱۵) مَرْسُوْلُ اللّٰہِ لَعَدَ الصُّوْنِ صَارَتْ (۱۶) عَمِیُوْنُ النَّاسِ کَا طِیْرَةٍ اِلَیْنَا
- (۱۷) وَ کُنْتُ تَحُوْطًا حَتّٰی تَوَلَّیْتُ (۱۸) عَمِیُوْنُکَ فَا لَمَرَّتِ الْاَعْدَا عَلَیْنَا
- (۱۹) اَفَا طَمَعُ لَوْ نَظَرْتُ اِلَی السَّبَابِیَا (۲۰) بَنَا تُدْرِکُ فِی الْاَسْلَافِ وَ مَشَدَّتْ مِیْنَا
- (۲۱) اَفَا طَمَعُ لَوْ نَظَرْتُ اِلَی الْحِیَا مِی (۲۲) وَ لَوْ اَبْسَرْتُ مَرْیُوْنَ الْعَا بِلِیْنَا
- (۲۳) اَفَا طَمَعُ لَوْ تَرَ اَیْمِیْنَا سَقَا رِی (۲۴) وَ مِنْ سَهْرِ الْاَلِیَا قَدْ عَمِیْنَا
- (۲۵) اَفَا طَمَعُ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَدَا ی (۲۶) وَلَا قَبِیْرًا وَ مَا قَدْ لَقِیْنَا
- (۲۷) فَلَوْ اَمَتَ حَیَاتُکَ لَمْ تَزَلِی (۲۸) اِلَی یَوْمِ الْقِیَمِہِ تَنْدَبِیْنَا
- (۲۹) وَ عَرُوْجَ بِالْبَقِیْعِ وَ قِیْفَ وَ تَا دِی (۳۰) اِنَّ حَبِیْبَ رَبِّ الْعَا لَمِیْنَا
- (۳۱) وَ قُلْ یَا عَمْرُوْا بِالْحَسَنِ الْمُرْکُی (۳۲) عَمَّالِ اَحَبَّ اَکْثَمُوْا فَا یَعِیْنَا
- (۳۳) اَیْیَا عَمَّا ہَا اِنَّ اَحَا لَکَ اَضْحٰی (۳۴) بَعِیْدًا عَنْکَ بِالْمَقْصَا رِیْنَا
- (۳۵) بِلَا رَأْسٍ تَنُوْحُ عَلَیْہِ جَهْرًا (۳۶) طُیُوْرًا وَ النُّوْحُوْشُ الْمُوْهِشِیْنَا
- (۳۷) وَ لَوْ عَا یَدْتَ یَا مَوْلا ی سَا قُوَا (۳۸) حَرِّمَہَا لَا یَجِدُوْنَ لَہَا مُعِیْنَا
- (۳۹) عَلَی مَشْرِی النَّیَاقِ بِلَا وَطَا ی (۴۰) وَ شَا هَدَتْ الْعَمَّالَ مَکْشِفِیْنَا

(۲۱) مَدِينَةً جَدِيًّا لَا تَقْبَلِينَا
(۲۲) خَرَجْنَا مِنْكَ بِالْأَهْلِيْنَ جَمْعًا
(۲۳) وَلَكِنَّا فِي الْخُرُوجِ بِجَمْعٍ شَمْلٍ
(۲۴) وَكُنَّا فِي أَمَانٍ اللَّهُ جَهْرًا
(۲۵) وَمَوْلَانَا الْحُسَيْنُ لَنَا أُنِيسٌ
(۲۶) فَتَحْنُ الظَّالِمَاتُ بِلَا كَفِيلٍ
(۲۷) وَتَحْنُ السَّائِرَاتُ عَلَى الْمُطَايَا
(۲۸) وَتَحْنُ مَنَاتُ لَيْسَ وَطَنُ
(۲۹) وَتَحْنُ الطَّاهِرَاتُ بِلَا خِفَاءٍ
(۳۰) وَتَحْنُ الظَّاهِرَاتُ عَلَى السَّلَايَا
(۳۱) أَلَا يَا جَدُّنَا قَتَلُوا حُسَيْنًا
(۳۲) أَلَا يَا جَدُّنَا بَلَغَتْ عِدَانَا
(۳۳) لَقَدْ هَمَّكُوا النَّسَاءَ وَحَمَلُوهَا
(۳۴) وَرَبَّنَّ أَخْرِجُوها مِنْ جَاهَا
(۳۵) سَكِينَتَهُ قَسَتْكِ مِنْ خَيْرٍ وَجَدٍ
(۳۶) وَتَرَيْنَ الْعَابِدِينَ يَفْسِدُونَ
(۳۷) فَبَعْدَ هَمٍّ عَلَى الْبَدَنِيَّاتِ

وہی قصتی مع شرح حالی

أَلَا يَا سَامِعُونَ أَبْكُوا عَلَيْنَا

ترجمہ : (۱) اے ہمارے نانا کے مدینہ تو ہم کو قبول نہ کر کیونکہ ہم غم و اندوہ لے کر آئے ہیں (۲) اے مدینہ رسول خدا کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض کر کہ ہم اپنے والد بزرگوار کی مصیبت میں گرفتار ہوئے (۳) اے مدینہ ہمارے نوکر بلا میں بے سر پڑے ہیں اور فرزند ہمارے ذبح ہو گئے (۴) ہمارے جد کو خبر کر کہ ہم گرفتار کر کے قیدی بن گئے (۵) اے خدا کے رسول! آپ کا خاندان کہ بلا میں بے گور و کفن پڑا ہے، ان کے کپڑے نکال چھین لئے گئے (۶) اور حسین کو شہید کیا اور آپ کی رعایت ہمارے باب میں کی (۷) اے رسول اللہ! کاش آپ اپنی آنکھوں سے ان قیدیوں کو پلان شتر پر سوار دیکھتے (۸) یا رسول اللہ!

پر وہ وحجاب کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ لوگ ہمارے تماشے کے لئے آئے (۹) یا رسول اللہ! آپ ہماری حفاظت و نگہداشت فرماتے تھے، آپ کے بعد دشمنوں نے ہم پر یوم کیا ہے (۱۰) اے فاطمہ! کاش آپ اپنی بیٹیوں کو دیکھتیں کہ کس طرح شہر بشہر اسیر کر کے پھرائی گئیں (۱۱) اے فاطمہ! کاش ہم ہمہ گشتوں کی طرف آپ دیکھتیں اور کاش زین العابدین کی حالت کو ملاحظہ فرمائیں (۱۲) اے فاطمہ! کاش آپ دیکھتیں کہ راتوں کی بیداری نے ہم کو اندھا کر دیا (۱۳) اے فاطمہ! جو مصائب ہم نے دشمنوں کے ہاتھوں برداشت کئے ہیں ان مظالم سے کہیں سوا ہیں جو آپ نے اپنے دشمنوں سے اٹھائے تھے (۱۴) اے فاطمہ! اگر آپ زندہ ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوہ کرتیں (۱۵) ذرا بیچ میں جا کر فرزند حبیب خدا کو بچاؤ (۱۶) اور کہو کہ اے چاچا حسن! تجھی آپ کے بھائی کے عیال و اطفال مار ڈالے گئے (۱۷) اے چچا! آپ کا بچا یا آپ سے دور کر بلا کی ریگ پر (۱۸) بغیر سر کے آرام کر رہا ہے جس پر پرندہ و درندہ نوہ بجا کر رہے ہیں (۱۹-۲۰) اے آقا! کاش کو آپ وہ منظر دیکھتے جبکہ بے یار و مددگار الجرم کو شتران بے کبادہ پر تشہیر کیا جا رہا تھا اس وقت آپ اپنے عیال و اطفال کو سر پر بندہ دیکھتے (۲۱) اے ہمارے نانا کے مدینے! اب سمجھ میں رہنے کے قابل نہیں رہے کیونکہ بڑے رنج و غم کو لے کر آئے ہیں (۲۲) جب ہم سمجھ سے نکلے تھے تو تمام اہل و عیال کے ساتھ نکلے تھے اور اب جیلے ہیں تو نہ مردوں کا سایہ ہمارے سروں پر ہے نہ بچے ہماری گردنوں میں ہیں (۲۳) مدینہ سے نکلے وقت ہم سب کٹھا ہو کر نکلے تھے لیکن جب جیلے تو سر پر بندہ ہو چکے تھے ہماری چادریں چھینی جا چکی تھیں (۲۴) مدینہ سے نکلے وقت ہم اللہ کی امان میں تھے جب جیلے تو خائف و ترساں ہیں (۲۵) جب ہم نکلے تھے ہمارا والی و وارث حسین ہمارے سر پر موجود تھا اور اب ان کو کر بلا میں دفن کر کے آ رہے ہیں (۲۶) ہم وہ خاندان بر باد ہیں جن کا کوئی کفیل نہیں ہے۔ ہم اپنے بھائی کے نوہ گر ہیں (۲۷) ہم وہ ہیں جن کو شتران پر بندہ پر درہ و در پھرایا گیا (۲۸) ہم یلین و گھ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ کی نوہ گر ہیں (۲۹) ہم وہ پاکیزہ عورتاں ہیں جن کی طہارت پر وہ خفا میں نہیں ہے۔ ہم خالص برگزیدہ ہیں (۳۰) ہم بلاؤں پر صبر کرنے والے ہیں۔ ہم صدق و صفا والے ہیں (۳۱) اے نانا! آپ کی امت نے حسین کو مار ڈالا اور آپ کی کوئی رعایت نہ کی (۳۲) اے نانا! دشمن اپنی مراد کو پہنچ گئے اور ہمارے باپے میں انھوں نے اپنی شہ قحط کی انتہا کر دی (۳۳) انھوں نے عورتوں کی بچھرتی کی اور بے ظلم و قہران کو اونیٹوں پر پھرایا (۳۴) انھوں نے زینب کو خیمے سے باہر نکالا فاطمہ گریاں ہیں (۳۵) سکینہ سوزشِ غم سے فریاد کیاں ہے اور پروردگار عالم کو مدد کے لئے پکار رہی ہے (۳۶) خیانت کاروں نے زین العابدین کو ذلت کے ساتھ

باب ۳

ان چیزوں کے بیان میں جو بشہادتِ امام حسینؑ مانند گریسمان زمین و کسموہ خورشید ظاہر ہوئیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں مروی ہے کہ ایک شخص دشمنانِ خدا و رسولؐ سے جنابِ امیرِ علیہ السلام کے سامنے سے گذرا حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مِنْظُورِينَ۔ یعنی ان پر آسمان و زمین نہ روئے اور ان کو عہلت نہ ملی۔ بعدہ امام حسین علیہ السلام اُن حضرت کے سامنے گئے، ان کو دیکھ کر فرمایا، لیکن اس پر آسمان و زمین روئیں گے اور نسر مایا زمین و آسمان نہیں روئے مگر کئی بن ذکر کیا اور حسین بن علیؑ پر۔

کتابِ قرب الاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا حسین کی زیارت کو جاؤ اور ان پر ظلم نہ کرو کیونکہ وہ سردارِ جوانانِ بہشت اور سردارِ جوانانِ شہداءِ شیعہ کبھی بن ذکر کیا ہیں اور ان دونوں پر زمین و آسمان نے گریہ کیا اور حدیث ابنِ شیبہ میں امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ زمین و آسمان نے حسین کے شہید ہونے پر گریہ کیا۔

شیخ ابو جعفر طوسی نے کتابِ امالی میں ابی فاختہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں درابو سلمہ سراج اور یونس بن یقوب اور فضل بن یسار خدمتِ سراپا برکتِ امام محمد باقرؑ میں حاضر تھے، میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں میں اہلِ خلافت کی مجلسوں میں جاتا ہوں پس میں اس وقت آپ کا خیال کرتا ہوں اُس حالت میں کیا پڑھنا چاہیے۔ حضرت نے فرمایا جس وقت تو ان کی محفل میں جائے تو اس طرح پڑھ اَللّٰهُمَّ اَمِّرَ نَا الْوَحَاءَ وَالشُّرُوْرَ تَوَلَّيْنِے مطلب کو پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا میں فدا ہوں جب امام حسینؑ کو یاد کروں کیا کہوں؟ فرمایا میں مرتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ بعد ازیں حضرت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے بہشتِ طبقہ آسمان و بہشتِ طبقہ زمین اور جو کچھ کہ ان کے درمیان میں تھا اور جو کچھ کہ بہشت و دوزخ میں تھا اور جو کچھ کہ دیکھا جاتا ہے اور جو کچھ کہ نہیں دیکھا جاتا سب اُن حضرت پر رونے لگے تین چیزیں نہ روئیں۔ میں نے کہا فدا ہوں، وہ تین چیزیں کون سی ہیں جو اُن حضرت پر نہ روئیں؟ فرمایا بقرہ و دمشق و اولادِ حکم بن ابی عاص۔

کہا یا ابا عبد اللہ! اگرچہ ان لوگوں نے آپ کے حق کو غصب کیا، لیکن آپ کے دین کو متغیر نہ کر سکے۔ اس کے بعد ایک شعر بدین مضمون پڑھتا ہوا وہاں سے پھرا کہ جو بزرگوار ہستی کر بلا میں تھے اپنے آبائے کرام کی راہ پر چلے۔

کتابِ مذکور میں بسنادِ متعددہ منقول ہے جب خبرِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام شہروں میں شائع ہوئی ایک لاکھ عورتیں حضرت کی زیارت کو گئیں، ان میں سے کئی کے اولاد نہ ہوتی تھی۔ پس بہرکتِ زیارتِ فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب صاحبِ اولاد ہوئیں۔

اور کس علامت سے لوگوں نے اس شب کو حضرت کا قتل ہونا معلوم کیا، حضرت نے جواب میں فرمایا کہ شب قتل علیؑ تا وقت صبح جس پتھر کو اٹھایا جاتا تھا کہ اس کے نیچے تازہ خون بہتا تھا، اور شب قتل ہارون و موسیٰ علیہما السلام کی بھی یہی کیفیت تھی، جس رات حضرت یوشع بن نون مارے گئے، جس رات حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھائے گئے، جس شب ان کے وحشی شمعون بن حنون کو قتل کیا گیا زمین سے خون اُبلتا تھا، اور اسی طرح شب شہادت حضرت علیؑ اور شب شہادت حضرت امام حسین بن علیؑ علیہما السلام زمین سے خون اُبلتا تھا اور لوگوں کو خبر ہو گئی۔ ہشام اس کلام سے غصہ میں آیا اور اُس کا رنگ متغیر ہو گیا اور اُس نے میرے والد ماجد کے قتل کا ارادہ کیا۔ میرے والد علیؑ وفا نے فرمایا کہ اے ہشام! خلق پر امام کی اطاعت و خیر خواہی واجب ہے، اور میں نے تیرے سوال کے جواب میں محبت علیؑ کا اظہار کیا اس کا سبب یہ ہے کہ میں ان کو اپنا امام مقرر فی الطاعة جانتا ہوں اور بتجہ کو کبھی لازم ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ ہشام نے کہا آپ اپنے متعلقین کی طرف محبت کر سکتے ہیں پس حضرت روانہ ہوئے اور ہشام نے اس وقت حضرت سے کہا کہ مجھ سے کہ بلاام الحیات یہ حدیث تمہی سے نہ کہوں گا۔ اس حدیث کو راوی نے بسط و طول کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کتاب ہذا کو میں ساکنان بیت المقدس میں سے ایک شخص سے مروی ہے وہ کہتا ہے ہم سب لوگ بیت المقدس اور اس کے اطراف میں شب شہادت امام حسین علیہ السلام کو پہچان گئے لوگوں نے پوچھا کس طرح سے اُس نے کہا کہ اُس شب جس جگہ سے پتھر اٹھایا دھپلا اٹھایا اس کے نیچے خون جوش مارتا تھا اور تمام دیواریں سرخ ہو گئی تھیں اور تین روز برابر آسمان سے خون برستا رہا اور شب کو یہ منادی سنی کہ کوئی شخص یہ اشعار پڑھتا تھا۔

أَتَرْجُو أَنَّمَا قَتَلْتُ حَسِينًا شِفَاعَتَهُ جَدِّهِ يَوْمَ الْحِسَابِ
مَعَاذَ اللَّهِ لَا تَلْتَمِزُ يَفِينًا شِفَاعَتَهُ أَحْمَدُ ذَا بِي تُرَابِ
قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا وَخَيْرَ النَّسَبِ طَرًّا وَالشَّكَا بِ

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے امام حسینؑ کو قتل کیا ہے ان کے جد کی شفاعت کی امیدوار ہو سکتی ہے؟ خدا کی پناہ! تمہارا جرم اتنا سنگین ہے کہ تم کو حضرت رسالتکتاب اور البوترا ب کی شفاعت نصیب ہوگی؟ کیونکہ تم نے اس کو قتل کیا ہے جو ہر اُس شخص سے جو سواری پر سوار ہو اور ہر لوڑھے اور جوان سے بہتر تھا، اُس کے بعد راوی کہتا ہے کہ تین روز سورج کو گھن رہا اور تارے دن کو نکلتے تھے، تھوٹے عرصہ کے بعد خبر قتل شہید کر بلا ہم کو پہنچی اور ہم کو معلوم ہوا کہ یہ حوادث اسی روز واقع ہوئے تھے۔

کتاب اہالی اور علل الشرائع میں جیلہ کبیر سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے میثم تمارؓ جو عمان ویران حیدر کراڑے تھے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی کہ یہ امت فرزند پیغمبر کو محرم کی دوسویں تاریخ کو قتل کرے گی اور دشمنان خدا اُس روز کو روزِ برکت قرار دیں گے اور یہ امر مولے والا ہے اور حق تعالیٰ کے علم میں گذرا ہے اور یہ ایک عہد ہے جو حق تعالیٰ نے جناب امیر علیہ السلام سے لیا ہے اور میں نے اپنے مولا علیؑ کی زبانِ معجز بیان سے سنا ہے اور انھوں نے فرمایا کہ تاجی کائنات حتیٰ کہ وحوش صحرائیں، پھلیاں دریا میں اور طیور ہوا میں اس شہید مظلوم پر رویں گے اور چاند و سورج اور ستارے اور آسمان و زمین اور مومنین اور مشرکے آسمان و زمین کے اور رضوان و مالک اور عامل عرش بریں اس پر گریہ کریں گے اور آسمان سے خون اور لکھ برسے گی۔ پھر آپ نے آپ نے فرمایا کہ لعنت خدا قاتلانِ حسینؑ پر واجب ہوئی ہے جبکہ مشرکوں اور یہودیوں اور فرنگیوں اور مجوس پر واجب ہوئی۔ جیلہ کبیر ہے میں نے میثم سے کہا کہ لوگ کس طرح سے روزِ قتل حسینؑ کو روزِ برکت قرار دیں گے۔ یہ سن کر وہ روئے اور کہا ایک حدیث مخالفین نے وضع کی ہے کہ اس روز توبہ آدم و داؤد علیہما السلام کی مقبول ہوئی اور یونسؑ مچھلی کے شکم سے نکلے حالانکہ یہ باتیں ماہِ ذوالحجہ میں واقع ہوئی تھیں اور گمان کرتے ہیں کہ کتنی نوحؑ آج کے دن جو دی پر پڑھری حالانکہ یہ امر ذی الحجہ کی اٹھارویں کو ہوا تھا اور سمجھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے واسطے دریا اس روز شفق ہوا حالانکہ یہ واقعہ ربیع الاول میں ہوا تھا، بعدہ میثمؓ نے کہا اے جیلہ جان تو کو حسین بن علیؑ بروز قیامت سزا دیں گے اور اصحاب حضرت سب شہداء سے بہتر ہیں۔ اے جیلہ جب تو دیکھے کہ آفتاب سرخ ہوا اور بزرگ خون تازہ ہو گیا۔ جان تو کو حسینؑ شہید ہوئے جیلہ کبیر ہے کہ ایک روز میں لگی اور میں نے دھوپ کو دیوار پر مانند رنگین چادر کے سرخ دیکھا۔ پس میں رونے پڑنے لگی اور کہنے لگی کہ بخدا حسین بن علیؑ قتل ہوئے۔

کتاب کاهل الزیارات میں ابوالصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک میرے والد بزرگوار کو دینہ کو شام بلوایا پس حضرت حسبِ طلب ہشام متوجہ شام ہوئے۔ جب ہشام کے پاس پہنچے تو اس نے کہا یا اباجعفر! آپ کو ایک ایسے مسئلہ کے دریافت کے لئے بلوایا ہے جس کے کبیرے سوا کسی شخص نے آپ سے نہ پوچھا ہوگا اور کبھی کو سوا آپ کے اس قابل نہیں پاتا ہوں کہ اس کا درست جواب دے۔ حضرت نے فرمایا پوچھ جو تیرا جی چاہے۔ ہشام نے کہا بتلائیے جو شخص شبِ قتل علیؑ علیہ السلام کو فہ میں موجود نہ تھا اس کو حضرت کے قتل سے کس طرح خبر ہو گئی۔

سے روئی اور آفتاب اس طرح رویا کہ اس کو چالیس دن گن رہا اور اس کی رنگت سرخ ہو گئی، اور ہمارے ریزہ و پرانگندہ ہو گئے اور دریا جوش میں آئے اور فرشتے چالیس دن اُس جناب پر روئے اور ہماری عورتوں میں سے کبھی نے اس وقت تک سر میں خضاب نہ کیا اور تیل نہ ڈالا اور کھٹکی نہ کی اور سرمہ نہ لگایا جب تک عبید اللہ بن زیاد کا سرمہ آیا اور اُس کے بعد کبھی ہم اُن حضرت پر گریہ نہ کیا کرتے رہے اور ہمارے جد امام زین العابدین علیہ السلام جب اُس جناب کو یاد کرتے تھے اس قدر روتے تھے کہ آپ کے محاسن شریف اشک سے تر ہو جاتے تھے اور جو شخص دیکھتا تھا اُسے جسم آتا تھا اور اُن کے رونے سے روتا تھا اور جو فرشتے حضرت حجج امام حسین علیہ السلام کے قریب ہیں اس جناب پر روتے ہیں اور اُن کے رونے سے اور فرشتے جو آسمان اور درمیان آسمان و زمین کے ہیں وہ بھی روتے ہیں اور جب روج پاک امام حسین علیہ السلام کے بدن مہر سے جدا ہوئی تو جہنم نے ایک ایسی صیغ ماری کہ قریب تھا شفق ہو جائے اور جس وقت کہ روج جس عبید اللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ کی لکلی تھی جہنم نے ایسا نعرہ مارا تھا کہ اگر اس خازن حکم خدا اس کو نہ روکتے یقیناً ساکنانِ زمین کو جلا دیتی اور اگر اجازت ملتی سب کو نکل جاتی لیکن دوزخ تحت حکم الہی ہے اور اُس کے دروازے بند ہیں اور دوزخ نے اپنے خازنوں کی نافرمانی بارہائی گمراہ کو اس کے روکنے کی طاقت نہ رہی تاہیں کہ جبریل امین کے اپنے بازو سے اُس کا شعلہ روکا اُس وقت وہ ساکن ہوئی اور دوزخ امام حسین پر گریہ و نوحہ کرتی تھی اور ان کے قاتلوں پر جوش و خروش کا مظاہرہ کرتی تھی، اگر محبت ہائے الہی دوسے زمین پر نہ ہوں زمین اپنے ساکنوں کو ہلاک کرنے میں کافی ہے اور زلزلے زیادہ نہیں ہوں گے مگر جب قیامت نزدیک پہنچے گی، اور کوئی آنکھ و اشک پیش خدا اُس آنکھ سے زیادہ محبوب نہیں ہے کہ جو امام حسین پر روئے اور اشک جاری کرے اور جو شخص حضرت کے لئے روتا ہے حضرت فاطمہ زہرا کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور اُن کی مدد کرتا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان کرتا ہے اور ہمارا حق ادا کرتا ہے اور روزِ قیامت سب کی آنکھیں گریاں ہوں گی لیکن جو لوگ کہ میرے جد کی مصیبت پر روئے ہیں ان کی آنکھیں خشک اور پھرے شگفتہ اور لباش ہونگے اور جس وقت کہ لوگ خوف و خطر اور ہولِ روزِ محشر میں مبتلا ہوں گے امام حسین پر رونے والے حق تعالیٰ کی پناہ میں ہوں گے جب خلقِ حساب کے واسطے حاضر کی جائے گی اس وقت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرش کے نیچے اور سایہ رب العالمین میں داخل ہوں گے

کتابِ ہذا کو میں زہری سے منقول ہے کہ اُس نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے کوئی سنگریزہ بیت المقدس میں ایسا نہ تھا کہ اس کے نیچے خونِ تازہ نہ پایا گیا ہو، اور عسر سعد سے بھی اسی طرح نقل ہے۔

کتابِ ہذا کو میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انس و جن و وحوش و طيور امام حسین بن علی علیہما السلام پر زار زار روئے اور محمد بن حسین سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ کتابِ ہذا کو میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں حسین پر یہ جانبِ پشت کو فہ شہید ہوگا بخدا میں دیکھتا ہوں کہ قسم قسم کے جانور ان وحشی اسکی قبر کی طرف اپنی گردنیں اٹھائے اس پر گریہ و نوحہ کرتے ہیں اور صبح سے شام تک روتے ہیں جب یہ امر عظیم واقع ہوگا تم کو لازم ہے کہ ترک زیارت کر کے اس پر ظلم نہ کرنا۔

کتابِ ہذا کو میں حسین بن ثور اور ابنِ طیبان و ابی سلمہ سراج سے مروی ہے یہ سب کہتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے ساتوں طبقِ آسمان کے اور ساتوں طبقِ زمین کے اور جو کچھ ان کے درمیان اور جو ان کے اوپر ہے اور جو مخلوقات بہشت میں ہے اور جو مخلوقات دوزخ میں ہے اور جو چیز دیکھنے میں نہیں آتی ہے یہ سب حضرت پر روئے اور محمد بن حسین سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

کتابِ ہذا کو میں یونس و ابی سلمہ سراج و مفضل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب امام جعفر صادق سے ہم نے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تمام مخلوقات خدا ان حضرات پر روئی مگر تین چیزیں نہیں روئیں میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان۔

کتابِ ہذا کو میں حسین بن زور سے منقول ہے کہ اس نے کہا میں اور طیبان اور مفضل اور ابوسراج پیرایہ شبستان حقائق امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے، اس وقت یونس بول رہے تھے، وہ سن میں ہم سے زیادہ تھے پھر رادی ایک طو لانی حدیث ذکر کر کے کہتا ہے کہ بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وہی ارشاد فرمایا جس کا ذکر سابقہ حدیث میں گذر چکا ہے۔

کتابِ ہذا کو میں زرارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے زرارہ آسمان چالیس دن حسین پر خون رویا اور زمین چالیس دن سیاہ اشکوں

اور ان کو حساب کی کچھ پروا نہ ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ اور یہ قبول نہ کر گئے اور مجلس سید الشہداء علیہ السلام کو بہشت پر ترجیح دیں گے اور بہشت کی حوریں ان کو پیام بھیجیں گی اور ولدانِ مخلصین اشتیاق و انتظار ظاہر کریں گے مگر یہ لوگ بہ سبب اس بزرگی اور خوشی کے جو اس مجلس میں پائیں گے حور و غلمان کی طرف رُخ نہ کریں گے اور ان کے دشمنوں کی پیشانی پکڑ کر جہنم کی طرف کھینچا جائے گا۔ وہ لوگ کہیں گے کہ کوئی ہمارا شفاعت کرنے والا نہیں ہے اور نہ کوئی ہمارا دوست ہے جو اس وقت مصیبت میں کام آئے اور وہ مراتب و درجات ان لوگوں کے دیکھیں گے مگر نزدیک نہیں پہنچ سکیں گے اور فرشتے ان کی ازواجِ مطہرہ کا پیامِ شوق اور خازنانِ بہشت کا کلامِ ذوق لادیں گے اور جو نعمتیں بہشتِ غیر سرشت میں ان کے لئے مقرر ہیں ان کا ان کے روبرو ذکر کریں گے مگر وہ جواب دیں گے کہ لا الہ الا تعالیٰ ہم بہشت میں آئیں۔ پس فرشتے یہ جواب وہاں پہنچا دیں گے اور حورانِ جہاں ان کے درجات کا حال سنکر اور اس مجلس و قرب و منزلتِ امام حسین معلوم کر کے زیادہ مشتاق ہوں گی اور وہ شکر خداوندِ عالمیان ادا کریں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے خدا کا کہ ہم کو اُس نے روز کے مصائب و شدائد سے محفوظ رکھا اور جس چیز سے کہ ہم ڈرتے تھے نجات دی، پھر ان کے لئے سواریاں حاضر کی جائیں گی، پس وہ سوار ہوں گے اور شکر الہی اور درود رسالتِ پناہی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بجالاتے ہوئے بہشتِ بریں میں اپنے درجات و منازل میں پہنچیں گے۔

کتابِ ہذا کو میں ابوبصیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں خدمتِ امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر تھا کہ حضرت کا ایک صاحبزادہ آپ کے پاس آیا حضرت نے اس کو مرحبا کہہ کر سینہ سے لگایا اور پیار کیا اور فرمایا ہذا اُن لوگوں کو حقیر و ذلیل کرے جنہوں نے تم کو ذلیل و حقیر کیا اور خدا انتقام لے اُن لوگوں سے جنہوں نے تمہارے ساتھ عداوت و کینہ رکھا اور خدا چھوڑ دے ان لوگوں کو جنہوں نے تم کو چھوڑ دیا، اور لعنت کرے ان پر جنہوں نے تم کو شہید کیا، اور خدا یار و مددگار اور نگہبان ہے۔ کس قدر درنا عورتوں کا اور انبیاء اور مومنین اور شہداء اور ملائکہ آسمان کا تمہارے اوپر ہوتا رہا ہے۔ اے ابوبصیر! میں جب ذریعہٴ حسین کو دیکھتا ہوں میل و حال اس قدر متغیر ہوتا ہے کہ میں بسبب اس جو دوستم کے جوآنکے پدرِ عالی مقدار پر کئے گئے ان کو یاد کر کے ضبط نہیں کر سکتا۔ اے ابوبصیر! جب فاطمہؑ حسینؑ پر روتی ہیں اور نالہ و فریاد کرتی ہیں تو جہنم سے آوازِ خروش بلند ہوتی ہے اور جب خازنانِ

دوزخ آواز اس مخدومہ عالم کی سنتے ہیں جہنم کو روکتے ہیں کہ مبادا شعلہ زن ہو اور اس کا دھواں باہر نکلے اور تمام اہل زمین کی آنکھیں جلادے جب تک سیدہ عالم، عالم گریہ و بکا میں رہتی ہیں تو فرشتے محافظت دوزخ کرتے رہتے ہیں اور شعلہ ہائے جہنم کو پھیرتے رہتے ہیں اور ڈرائی کو بند کر دیتے ہیں تاکہ ساکنانِ زمین محفوظ رہیں اور دوزخ ساکن نہیں ہوتی جب تک کہ وہ سیدہ عالم چپ نہ ہو جائیں اور قریب ہوتا ہے کہ تمام سمندر جوش باریں اور متلاطم ہو کر ایک دوسرے سے مل جائیں لیکن ہر قطرہ دریا پر ایک فرشتہ موکل ہے جب یہ فرشتے اس مخدومہ جہاں کی آواز سنتے ہیں، دریاؤں کو روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اور بازوؤں سے اُن کا جوش تھامے رہتے تاکہ اہل زمین غرق نہ ہو جائیں اور تمام ملائکہ ہمیشہ ترساں اور ہراساں اور ان مخدومہ کے رونے سے گریاں و نالاں رہے ہیں اور تضرع و زاری درگا و باری میں کرتے ہیں اور بخوفِ عذاب اہل زمین تسبیح و تہلیل کی آوازیں بلند کرتے ہیں، اور اگر ان میں سے ایک کی آواز ساکنانِ زمین کو پہنچے تو وہ بے ہوش ہو جائیں اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیں اور زمین کو زلزلہ آجائے۔ میں نے عرصہ کچھ مولا! میں آپ پر فدا ہوں، یہ امر عظیم ہے، فرمایا جو میں نے ذکر نہیں کیا اس سے بھی زیادہ عظیم ہے۔ پس فرمایا اے ابوبصیر! کیا تو نہیں چاہتا ان لوگوں سے جو جو گریہ و زاری میں فاطمہؑ کی مدد کرتے ہیں، پس یہ کلمہ سنکر میں رونے لگا اور اس قدر رونا کہ بات نہ کر سکتا تھا۔ بعد ازاں حضرت نماز کے لئے اُٹھے اور دعائیں مشغول ہوئے، میں حضرت کو اس حال میں چھوڑ کر جدا ہوا اور کھانا نہ کھا سکا رات کو مجھے نیند بھی نہ آئی دوسرے دن ترساں و ہراساں حضرت کی خدمت میں گیا جب میں نے دیکھا کہ وہ جناب ساکن ہیں تو میں بھی ساکن ہوا اور شکر جناب باری کیا کہ اس بارے کوئی عذاب نازل نہیں ہوا۔

کتابِ ہذا کو میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین علیہ السلام برآمد ہوئے اور مسجد میں اصحابِ اطیاب کے جھرمٹ میں آکر بیٹھے اس وقت امام حسینؑ اپنے پدرِ بزرگوار کے روبرو کھڑے ہوئے، حضرت نے اپنے دستِ شفقت ان کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا اے میرے فرزند حق تعالیٰ نے ایک جماعت کا ذکر قرآن مجید میں اس عبادت سے بیان فرمایا کہ قَمَّابُکُمْ عَلَیْہِمُ السَّمَاءُ الْاَرْضُ وَمَا کُلُوْا مِنْظَرٍ یَّیُّطُ کَآسَمَانِ وَزَمَیْنِ اِنْ پَرِیْہِ رَوَیْنِ گے اور ان کو جہالت نہ ملے گی، بخدا کہ تجھے قتل کریں گے۔ اور آسمان و زمین تیرے اوپر رومیں گے، اور ابن ابی خطاب سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

پر آسمان وزمین روئے۔ اور روایت عبدالصمد بن محمد دابن بزیج میں بھی اسی طرح منقول ہے۔
مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت نے جو یہ فرمایا کہ یہ بات اس شخص نے غلط
کہی ہے ازراہ تفتیہ کے فرمایا۔

کتاب مذکور میں حسین بن زیاد نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اپنے
فرمایا کہ قاتل یحییٰ بن زکریا ولد الزنا تھا اور قاتل حسینؑ بھی ولد الزنا تھا، اور آسمان کسی پر نہ رویا
تھا مگر یحییٰ اور حسینؑ پر، میں نے عرض کی آسمان کس طرح رویا، فرمایا آفتاب مگر فی ہر طلوع کرتا
تھا اور سرخی میں غروب کرتا تھا۔

کتاب مذکور میں داؤد فرقہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کی
دولت سر میں بیٹھا تھا ایک کبوتر رابعی حضرت کے مکان میں بول رہا تھا اور میں دیکھ رہا تھا
حضرت دیر تک میری طرف نظر کرتے رہے اس کے بعد فرمایا تو جانتا ہے یہ جانور
کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں بجز کچھ نہیں جانتا فرمایا قاتلان حسینؑ پر نغزین
کرتا ہے، پھر فرمایا اس جانور کو پالا کرو۔ اور جامورانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

کتاب مناقب میں نصرہ ازویہ سے مروی ہے وہ کہتی ہے کہ وقت شہادت امام حسین علیہ السلام
آسمان سے آتان خون برسا کہ کپڑے رنگین ہو گئے اور ہمارے برتن خون سے لبریز ہو گئے اور قرطہ
بن عبداللہ کہتا ہے کہ ایک روز دو پہر کو بارش ہوئی جس سے سفید کپڑا سرخ ہو گیا۔ میں نے
دیکھا وہ خون تھا جب اونٹ پانی پینے کے لئے صحران کو گئے پانی سب خون ہو گیا تھا معلوم ہوا
کہ وہ روز شہادت حسین علیہ السلام تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان حسینؑ پر
چالیس دن خون رویا۔ اور زرارہ نے بھی ان حضرت نے نقل کیا ہے کہ فرماتے تھے آسمان یحییٰ بن
زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر چالیس روز رویا اور سوان کے کسی پر نہیں رویا میں نے کہا آسمان کا

علامہ مجلس علیہ الرحمہ نے اگرچہ اس روایت کو تفتیہ پر محمول فرمایا ہے مگر میرے نزدیک اس کے دو معنی اور ہو سکتے ہیں۔
ایک یہ کہ زیارت امام حسین علیہ السلام حج و عمرہ واجب کے برابر نہیں ہے (یعنی اس کی مشقت نہیں ہے) اگرچہ ثواب میں
اس سے زیادہ ہے جس طرح جواب سلام واجب ہے مگر ابتداء سلام (جو مستحب ہے) اس کا ثواب ۹۹ درجہ زیادہ ہے۔
دوسرے کہ حضرت کی زیارت کا ثواب صرف ایک حج و عمرہ کے برابر نہیں ہے بلکہ دس حجوں اور عمروں کے برابر
ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بجا لائے گئے ہوں جیسا کہ فریقین شیعہ سنی کی کتابوں سے
ثابت ہے، لہذا امام کی نفی (یعنی ایک حج و عمرہ کے برابر نہیں ہے) درست ہے۔

جزاثری

کتاب مذکور میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ
آسمان وزمین امام حسین علیہ السلام کے شہید ہونے سے روئے اور سرخ ہو گئے اور کسی آسمان و
زمین کسی شخص کے لئے نہیں روئے ہیں مگر یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ شہید کر بلا کے لئے۔

کتاب مذکور میں علی بن مسہر قرشی سے نقل ہے وہ کہتا ہے میری دادی امام حسین علیہ السلام
کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھیں وہ بیان کرتی تھیں کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد ایک سال
لو جیسے آسمان خون کے مانند سرخ رہا۔ اس طرح سے کہ آسمان دکھائی نہ دیتا تھا۔

کتاب مذکور میں عبدالخالق بن عبد ربہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے امام جعفر صادق
علیہ السلام سے میں نے سنا کہ وہ فرماتے تھے لَنْ يَجْعَلَ لَكَ مِنْ قَبْلِ سَمِيٍّ اَنْ يَحْسِنَ اَبْنُ عَلِيٍّ كَاكُوْنِي
سَمِيٍّ وَهَمْنًا يَشْتَرِهُوَ اَتَحْتَا، یہ یحییٰ بن زکریا کا کوئی ہم نام تھا اور آسمان کسی پر نہیں رویا صرف
ان دو شخصوں پر چالیس دن روتا رہا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا آسمان کارون کیا ہے؟ فرمایا
اسماقی لوقت طلوع وغروب سرخ ہوتا تھا۔

کتاب مذکور میں مروی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خاک سرخ
برسی۔

کتاب مذکور میں علی بن احسینؑ سے منقول ہے کہ آسمان جب خلق ہوا نہیں رویا مگر
یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر، راوی نے پوچھا آسمان کارون کیا ہے، فرمایا جب کوئی کپڑا
زیر آسمان رکھ دیتے تھے لہو کے دھبے اُس پر پڑ جاتے تھے۔

کتاب مذکور میں حنان سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام
سے عرض کیا کہ زیارت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کیونکہ میں نے بعض
لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت کی زیارت ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ہے۔ حضرت نے فرمایا تعجب
نہ کر جس نے یہ کہا ہے درست نہیں کہا لیکن حضرت کی زیارت کیا کرو اور اُس جناب پر چھان نہ کر کہ وہ
سردار جوانان بہشت اور سردار جوانان شہداء اور شبیر کیمی بن زکریا ہیں اور ان دونوں بزرگوں

لے اس معنی کی متعدد روایات ہمارے متفرق طرق و اسناد سے مروی ہیں۔ مگر ہونے کی وجہ سے ان کو حذف
کیا گیا ہے۔ جزاثری

مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ شہادت امام حسین علیہ السلام سے قبل شاید آسمان کے کنارے
طلوع وغروب کے وقت اس قدر سرخ نہیں ہوتے تھے جتنا کہ اس وقت کے بعد سے ہونے لگے۔ جزاثری

رونا کیا ہے؟ فرمایا آفتاب بزمِ سرخ طلوع و غروب کرتا تھا اور امّ سلیم سے روایت ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے اتنا خون برسا کہ دیواریں اور گھر سرخ ہو گئے، اور کتاب الہانہ میں ایک روایت ایسی مذکور ہے اور تفسیر قشیری میں سدی سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے آسمان نے ان حضرت پر گریہ کیا اور اس کے رونے کی علامت یہ تھی کہ اس کے کنارے سرخ ہو گئے تھے۔ محمد بن سیرین نے کہا ہے ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آسمان پر شفق پیش از شہادت امام حسین علیہ السلام ظاہر نہ ہوتی تھی، اور تاریخ نسوی میں محمد سے مروی ہے انھوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ سرخی افق کی کس سبب سے ہے۔ پھر خود ہی کہا کہ روز شہادت امام حسین ظاہر ہوئی ہے اور صاحب مناقب نے ابویسی ترمذی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور مناقب میں اسود بن قیس نے روایت کی ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے ایک سرخی جانب مشرق سے اور ایک جانب مغرب ظاہر ہوئی اور بیچ آسمان میں دونوں مل گئیں۔ چھ مہینے یہی حال رہا اور تاریخ نسوی میں ابوقبیل سے مروی ہے کہ جب حسین علیہ السلام شہید ہوئے سورج کو گھن لگا حتیٰ کہ سترے دن کو بوقت دوپہر ظاہر ہو گئے اور ہم لوگوں کو لگان ہوا کہ قیامت برپا ہو گئی اور ابن لہیعہ نے ابن قبیل سے اسی طرح روایت ہے۔ علی بن مسھر نے اپنی جدہ سے نقل کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ میں شہادت امام حسین علیہ السلام میں سیانی لڑی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ حسینؑ کی شہادت کے وقت آسمان کچھ دن ہمزنگ خون رہا۔ اور نضرہ ازویہ سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے آسمان سے خون برسا اور صبح کو تمام چیزیں خون سے بھری پائیں، اور افریقان سے مروی ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ تین دن تاریکی رہی اور جو شخص آپؑ کی زعفران منہ پر لگا تا تھا جل جاتا تھا اور جو پتھر بیت المقدس اٹھاتے تھے اس کے نیچے خون تازہ پاتے تھے۔

مناقب میں حرز خامس صحیح مسلم سے اس آیت کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَكَانُوا مُصْطَفِينَ ہ جب حسینؑ شہید ہوئے آسمان رو یا اور اُس کا رونا اس کا سرخ ہونا ہے۔ اور ثعلبی میں اپنی تفسیر میں اس آیت کی روایت کی ہے کہ شفق کی سرخی قبل قتل امام حسین علیہ السلام نہ تھی۔ ایضاً ثعلبی نے اس حدیث مرفوعہ ذکر کی ہے کہ آیام قتل حسینؑ خون برسا۔

شیخ ابو جعفر طوسی علیہ الرحمہ نے اعلیٰ میں عمار بن ابی عمارہ سے نقل کیا ہے کہ روز قتل

حسینؑ خون تازہ آسمان سے برسا۔ ایضاً۔ امالی ابن بابویہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حسینؑ کو صحرے کر بلا میں زخمی و مجروح کیا گیا اور وہ ستمگر سرکاٹنے کے لئے حضرت کے قریب گئے، تو ایک منادی نے جناب اہدیت کی طرف سے عرش پر سے اہل زمین کو ندا کی لئے امت سید کار اپنے پیغمبر کے بعد تم نے ان کے اہلیت پر ظلم و ستم کے حق تعالیٰ تم کو توفیق عید قربان و عید رمضان کی نہ دے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ بخدا توفیق نہیں پاتے اور ہمیشہ توفیق نہ پائیں گے جب تک کہ قائم آل محمد ظاہر نہ ہو۔ کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ مؤلف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ ان کے توفیق نہ پانا، یا بسبب اشتباہ ہلال کے ہے کہ اکثر اوقات ان مہینوں میں چاند مشتبہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر علماء یہی معنی سمجھے ہیں یا اس راہ سے ہے کہ امام حق ظاہر نہیں اس لئے نماز عید کامل نہیں ہوتی یا اشتراط امام کے قول کی بنا پر معتقد نہیں ہوتی، یا یہ معنی کے جائیں کہ یہ حکم اہل خلافت کے واسطے مخصوص ہے کہ وہ توفیق عیدین نہ پائیں گے۔ مؤلف بکار علیہ الرحمہ نے آخری معنی کو اختیار کیا ہے۔

کتاب جد کو میں محمد بن اسماعیل رازی نے امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اہل باطل کے حق میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ان کو توفیق روزہ کی نہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا ان کے حق میں فرشتوں کی بد دعا قبول ہوئی ہے۔ میں نے عرض کی وہ کس طرح میں آپ پر فرما ہوں۔ فرمایا کہ حبیب حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کیا تو ایک فرشتہ نے ندا کی کہ لے امت جفا کار قاتل عترت احمد مختار حق تعالیٰ تم کو روزہ اور فطرہ کی توفیق نہ دے۔ ایک اور حدیث میں بجائے صوم و فطر فطر و اضحیٰ مذکور ہے۔

ایضاً کتاب امالی ابن بابویہ میں فضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اُن حضرت نے اپنے جد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام ایک روز اپنے بھائی حسن علیہ السلام کے پاس گئے اور ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ امام حسنؑ نے پوچھا یا ابا عبد اللہ کیوں روتے ہو؟ امام حسینؑ نے کہا اُس ظلم کو یاد کر کے روتا ہوں جو آپ پر ہوگا۔ امام حسنؑ نے کہا ظلم جو مجھ پر ہوگا وہ اسی قدر ہے کہ مجھ کو زہر دیں گے اور اسی سے میں وفات پاؤں گا لیکن کوئی مصیبت تمھاری شہادت کے برابر نہیں ہے۔ یا ابا عبد اللہ! تیس ہزار نامزد جو اپنے کو ہمارے جد کی امت جانتے ہوں گے اور وہ دین اسلام کے مدعی ہوں گے۔ تمھارا خون بہانے اور اہل حرم

کی بہتک حرمت کرنے اور ان کا مال و اسباب لوٹنے کے لئے کربتہ ہوں گے اُس وقت بنی امیہ لعنت ابدی میں گرفتار ہوں گے اور تمہارے لئے آسمان خون اور راکھ برسا کر دے گا اور تمام چیزیں حتیٰ کہ چرند جنگل میں، مچھلیاں دریا میں تم پر گریہ کریں گی۔

کتاب کامل الزیارات میں عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جن ایام میں عثمان بن عفان نے ابوذر غفاری علیہ الرحمہ کو مدینہ سے ربذہ بھیجا لوگوں نے ان بزرگوار کو تسلی دینے کے لئے کہا کہ اے ابوذر! تم کو بشارت ہو کیونکہ راہ خدا میں آپ پر جو مصیبت بھی نازل ہو تو ڈری ہے۔ یہ سنکر جناب ابوذر نے جواب دیا ہاں! یہ کچھ نہیں ہے لیکن تمہارا کیا حال ہو گا جب سین بن عسلیٰ قتل کئے جائیں گے یا ذبح کئے جائیں گے۔ قسم خدا کی کوئی حادثہ بعد از شہادت سردار اوصیا اس سے زیادہ عظیم نہ ہو گا اور حق تعالیٰ اپنے غضب کی شمشیر اس امت پر اس طرح کھینچے گا کہ پھر کبھی اسے نیام میں نہ کرے گا اور ایک عوض لینے والا اُس کی اولاد میں پیدا کرے گا وہ لوگوں سے بدلہ لے گا۔ پھر ابوذر نے فرمایا: ایہا الناس اگر تم کو اس انقلاب عظیم کی اطلاع ہو جو وقت شہادت حسینؑ زمین و آسمان، دریاؤں اور پہاڑوں میں ظاہر ہو گا تو تم اتنا گریہ کرو کہ تمہاری جانیں نکل جائیں، جس آسمان سے روج مہر امام حسینؑ گذرے گی ستر ہزار فرشتے دشت سے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور شدت خوف سے ان کے بدن قیامت تک کانپتے رہیں گے اور جواب ہو ا میں اُڑتا ہے اور عدد و برق رکھتا ہے وہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کرتا ہے اور ہر روز روج پاک حسینؑ کی اپنے جد کے پاس جائے گی اور دونوں آپس میں ملاقات کریں گے۔

بَاب

ملائکہ کا حسین علیہ السلام کی مدد کو آنا اور آپ کی شہادت پر گریہ زاری کرنا اور تمام انبیاء اور فاطمہ زہرا کا نوہ و ماتم

شیخ ابن بابویہ علیہ الرحمہ نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ چار ہزار فرشتے امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے آسمان سے نازل ہوئے لیکن حضرت نے اُن کو لڑنے کی اجازت نہ دی وہ واپس چلے گئے، پھر اُس وقت نازل ہوئے جب حضرت شہید ہو چکے تھے اس وقت سے تا قیامت وہ حسینؑ پر زویدہ مو خاک بسر گریہ و بکا کرتے رہیں گے اُن کا سردار ایک فرشتہ ہے جس کو منصور کہتے ہیں۔ ایضاً کتاب کامل الزیارات میں بسند دیگر ابی الخطاب سے اسی طرح روایت ہے۔

اصالی شیخ طوسیؒ میں محمد بن حمران سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام پر وہ حادثہ عظیم واقع ہوا فرشتوں نے جناب باری میں تضرع و زاری کی کہ پروردگار! ان اہل جفا نے تیرے برگزیدہ اور تیرے پیغمبر کے فرزند حسینؑ پر ظلم و ستم کیا اُس وقت جناب اہدیت نے نشان ظفر نشان حضرت صاحب الزماںؑ کے فرشتوں کو دکھلائے اور فرمایا میں اس شخص کے ہاتھوں سے خون حسینؑ کا انتقام لوں گا۔

کتاب علل الشرائع میں ثمالی سے روایت ہے اُس نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی یا بن رسول اللہ! آیا آپ امام بحق نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کی پس امام دوازدم کو کس واسطے قائم کہتے ہیں اور کسی امام کو قائم نہیں کہتے ہیں۔ فرمایا جب میرے جد حسینؑ شہید ہوئے فرشتوں نے جناب اہدیت میں رور و کر عرض کی کہ اے مہبود! تو ایسے شفیق سے تغافل فرماتا ہے جس نے بہترین مخلوقات کو مارا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ان کو وحی کی کہ ساکن رہو، قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی میں ان سے انتقام لوں گا ہر چند بعد مدت عمل میں آئے گا، بعد اُہ جناب اہدیت نے نسل حسینؑ سے نو اماموں کی صورتیں فرشتوں کو دکھلائیں اور تمام ملائکہ ان کے جمال باکمال کے مشاہدہ سے مسرور و مخطوط ہوئے۔ ان صورتوں میں سے ایک کو ملائکہ نے دیکھا کہ

حالت نماز میں قائم ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو قائم ہے اس کے ہاتھوں سے میں حسین کے خون کا بدلہ لوں گا۔

کتاب کا اصل لزیمات میں روایت ہے کہ جو فرشتہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اُس نے حضرت کو شہادت امام حسین علیہ السلام کی خبر دی تھی وہ فرشتہ دریاؤں کا تھا اور یہ اس طرح سے ہوا تھا کہ ایک فرشتہ فرشتگانِ جنت سے اُتر اپنے بازو کھول کر ایک نعرہ مارا کہ اے سالکانِ دریا لباسِ غم پہنو! کیونکہ جگر گوشہ رسولؐ ذبح کیا جائے گا۔ پھر وہ اس مقامِ مقدس کی خاک پاک اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ پس کوئی فرشتہ باقی نہ رہا جس نے اُس مٹی کو نہ سونگھا ہو اور ہر فرشتہ کے پاس اُس خاک کا نشان باقی رہا اور ہر ایک نے قاتلانِ امام پر اور ان کے تابعین پر لعنت کی۔

کتاب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ تم لوگ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو نہیں جاتے، چار ہزار فرشتے تار و ز قیامت ان کی ضربِ تیغِ مقدس کے قریب بگیاں بیٹھے ہیں۔

کتاب مذکور میں بسند دیگر ان حضرت سے اسی طرح روایت ہے۔ ایضاً کتاب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، فرمایا کہ چار ہزار فرشتے گردِ خاک آلود اور زو لیدہ موتا و ز قیامت حسینؑ کی مصیبت میں روتے رہیں گے۔

کتاب مذکور میں ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے خدا کی طرف سے مومل ہیں جو حضرت کے یوم شہادت سے جب تک خدا چاہے حضرت پر درود و سلام بھیجتے رہیں گے اور خاک آلودہ اور زو لیدہ موتا رہیں گے۔ ایضاً کتاب حاسن میں ابو بصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتے غبار آلودہ و زو لیدہ موتا امام حسین علیہ السلام کی قبر پر تاقیامت گریہ کرتے رہیں گے اور جو شخص حضرت کی زیارت کو آتا ہے اُس کا استقبال کرتے ہیں اور جو زائر بیمار ہو جاتا ہے اس کی عیادت کرتے ہیں اور جو زائر مر جاتا ہے اُس کے جنازہ کی شالیت کرتے ہیں اور اُس کے واسطے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ایضاً کتاب مذکور میں عبداللک بن مقرن نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے، آپ نے فرمایا جب تم زیارت امام حسینؑ

لے اس مطلب کی کثرت روایات وارد ہوئی ہیں جن کے اسناد مختلف مطلب واحد ہے لہذا ان کو بہت سے مکرار مطلب ترک کیا گیا۔ جزا ثری

کو جاؤ تو لازم ہے اس وقت خاموش رہو اور سیکار کی باتیں نہ کرو کیونکہ حرمِ حسینؑ میں فرشتہائے پاسبانِ شب و روزان فرشتوں کے پاس آتے ہیں جو قبر حسین علیہ السلام کے نگہبان ہیں اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں مگر فرشتہائے پاسبانِ حرم بسبب شدتِ گریہ و لکا ان کو جواب نہیں دیتے ہیں پس یہ منتظر رہتے ہیں تاہینکہ زوالِ آفتاب ہوتا ہے یا صبح ہو جاتی ہے اُس وقت وہ بات کرتے ہیں اور آسمان کی خبریں پوچھتے ہیں لیکن ان درود قوتوں کے درمیان کوئی بات نہیں کرتے اور ایک گھڑی بھی گریہ زاری سے نہیں رکتے نہ آرام کرتے ہیں وہ تم کو دیکھتے رہتے ہیں اور جو کچھ دعائیں پڑھتے ہو سنتے ہیں وہ میں نے عرض کہ وہ فرشتوں سے کیا پوچھتے ہیں! اور کون سے فرشتے پوچھتے ہیں! آیا جو قبرِ مقدس پر مومل ہیں وہ پوچھتے ہیں! یا جو نگہبانِ روز و شب ہیں! حضرت نے فرمایا جو فرشتے مومل قبر شریف ہیں وہ نگہبانوں سے پوچھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے اور یہ ہمیشہ آسمان پر آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ اسمعیل فرشتے سے جو ہوا پر مومل ہے ملاقات کرتے ہیں اور بسا اوقات جہاں رسالت آتے و فاطمہ زہراؑ و حسینؑ علیہم السلام سید الشہداء اور جو امہ نجباء اس دار بقا میں تشریف فرما ہیں اُن کی خدمت میں باریاب ہوتے ہیں۔ پس حضراتِ معصومینؑ ان ملائکہ سے بہت سی چیزیں پوچھتے ہیں اور جو لوگ حائرِ حسینی میں حاضر ہیں اُن کا استفسار حال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو اپنی دعا کی خوشخبری دو پس یہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کس طرح بشارت دیں وہ تو ہمارا کلام نہیں سنتے۔ پس حضراتِ معصومینؑ فرماتے ہیں کہ تم ان کے واسطے برکتیں بدیہ کرو اور ان کے لئے دعائے نیکو بھی خوشخبری ہے اور جب یہ مراجعت کرنے لگیں اپنے بازوؤں سے ان کو احاطہ کر دنا کہ یہ تمہاری آہٹ پائیں اور ہم اپنے محبوبوں کو اس کے سپرد کرتے ہیں جس کے پاس کوئی امانت ضائع نہیں ہوتی اور اگر لوگوں کو حسینؑ کی زیارت کا ثواب معلوم ہو جائے تو اُس کے لئے آپس میں قتال کرنے لگیں اور اپنا مال اس راہ میں سیمیں آگاہ ہو کہ جب حضرت فاطمہ زہراؑ ان کی طرف نگاہ کرتی ہیں اور ہزارِ سبعہ اور ہزار صدیق اور ہزار شہید اور ہزار فرشتے ان کے ہمراہ روتے ہیں، اور اس عزا داری میں ان کے شرکیہ مددگار ہوتے ہیں اور وہ مخدومہ اس طرح فریاد و فغان کرتی ہیں کہ تمام فرشتے ان کے ساتھ روتے ہیں اور اور آپ ساکت نہیں ہوتیں تاہینکہ پیغمبرِ خدا تشریف فرما ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں، اے بیٹی! تو نے تمام اہل آسمان کو اتنا رلایا کہ ملائکہ نے عبادت چھوڑ دی، پس کرتا کہ میثولی ذکر الہی ہوں اور حق تعالیٰ تیرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے اور وہ مخدومہ روضہ حسینؑ میں تم لوگوں پر نظر رحمت کرتی ہیں اور دعائے خیر اُن کے لئے کرتی ہیں پس آنحضرتؐ کی زیارت میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے

میکونکہ اس کے حسنات و درجات بے شمار ہیں۔

ایضاً کتاب مذکور میں ابو عبیدہ بن جراح سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپ پر فدا ہوں آپ حضرات کی بقا کا زمانہ اس دار فناء میں بہت کم ہوتا ہے اور واقعات آپ کی بہت قریب اور نزدیک ہوتی ہیں حالانکہ احتیاجِ خلافت آپ کی طرف بہت ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر ایک کے واسطے ایک صحیفہ اور نامہ ہوتا ہے۔ اس میں جس چیز کی احتیاج امام کو ادامِ نجات ہوتی ہے لکھی ہوتی ہے اور جن چیزوں کا اس کو حکم ہوتا ہے جب وہ ختم ہو جاتی ہیں، امام جانتا ہے کہ اُس کی عمر تمام ہوئی پس جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب آتے ہیں اور خبر وفات اس کی ظاہر کرتے ہیں اور جو درجات و منازل اس کے لئے خدا کے نزدیک ہیں اس کو بتاتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے جب اپنا صحیفہ پڑھا اُس صحیفہ میں جو چیزیں کہ آنے والی تھیں اور جو امر کہ باقی رہنے والے تھے وہ سب مرقوم تھے، اور وہ امر جو باقی رہے تھے یہ تھے کہ فرشتوں نے جنابِ احدیت سے حضرت کی مدد کی اجازت طلب کی چنانچہ یہ باذنِ خدا اس وقت نیچے اترے اور اُس وقت پہنچے جب آپ شہید ہو چکے تھے۔ پس فرشتوں نے دعا کی کہ خداوند! تو نے ہم کو اترنے کی اور مدد کرنے کی اجازت دی، جب ہم نیچے اترے تو نے حسین کو اپنے جوارِ رحمت میں ساکن کیا۔ پس حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ تم اس مرقوم کو مجاور ہو جب حسین کو دیکھو کہ قبر سے نکلے اس وقت ان کی مدد کرنا اب ان کی مصیبت اور اپنی کم فہمی پر گریاں و نالائیاں رہو اور تم اُن کی عزاداری کے لئے مخصوص کئے گئے ہو قرآنِ الہی اللہ حسرتِ ناصحی سے روتے ہیں اور جب حضرت رجعت کریں گے یہ انصار و مددگار ہوں گے کتاب کافی میں جویر سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

ایضاً کتاب کامل الزیارات میں صفوان بن جلال سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے راہِ مدینہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یا بن رسول اللہ! کیا سبب ہے کہ میں ہمیشہ آپ کو غمگین و ملول و شکستہ پاتا ہوں۔ فرمایا کہ جو کچھ میں سنتا ہوں اگر تو سنتا تو اس امر کے پوچھنے سے باز رہتا۔ میں نے عرض کیا آپ کیا چیز سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے کان میں ان فرشتوں کے رونے کی آواز آتی ہے جو حسین کی فریاد کے گرد ہیں، وہ قاتلانِ حسینِ مظلوم پر لعنت کرتے ہیں، میں جنوں کے لوحِ سنتا ہوں۔ پس کون شخص ہوگا جو ان حالات کو دیکھے اور کھانا اور سونا اس کو گوارا ہو۔

کامل الزیارات میں اسحق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں نے عرض کی کہ میں شبِ عرفہ حاضر حسین علیہ السلام میں تھا اور نماز پڑھ رہا تھا میں نے اُس جگہ سچا پس ہزار کے قریب خوش رو نو جوان دیکھے سب نے رات کو نماز پڑھی صبح کو میں سجدہ میں تھا جب میں نے سر اٹھایا ان میں سے کسی کو نہ پایا حضرت نے فرمایا جب امام حسین علیہ السلام صحرائے کربلا میں گرفتارِ اشقیاء تھے اس وقت سچا پس ہزار فرشتے حضرت پر گزر کر جانبِ آسمان گئے تھے پس حق تعالیٰ نے اُن سے خطاب کیا کہ تم میرے حبیب کے نواسہ پر بوقتِ شہادت گزرے اور تم نے اس کی مدد نہ کی اب زمین پر جاؤ اور اُس کی قبر پر باروزِ قیامت ثرولیدہ ہو اور غبارِ آلودہ رہو۔

ایضاً کتاب مذکور میں ابان بن تغلبہ کا ثور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا چار ہزار فرشتے امام حسین علیہ السلام کی مدد کے لئے آسمان سے اُترے مگر امام حسین نے ان کو نصرت کرنے کی اجازت نہ دی، وہ واپس چلے گئے جب دوبارہ نیچے اُترے اُس وقت حضرت شہید ہو چکے تھے۔ پس وہ فرشتے غبارِ آلودہ بال پریشاں کئے ہوئے نزدیکِ قبر اُٹھتے ہیں تا قیامت حضرت پر روتے رہیں گے۔ اُن کا سر و راکھ فرشتہ ہے جس کا نام منصوبہ ہے، جو زائرِ زیارت کے لئے جاتا ہے۔ فرشتے اُس کا استقبال کرتے ہیں جب زائرِ نخصت ہوتا ہے یہ اُس کی مشایعت کرتے ہیں، اگر بیمار ہوتا ہے اسکی عیادت کرتے ہیں اور اگر وفات پاتا ہے تو اس کے جنازہ پر نماز پڑھتے ہیں اور اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور یہ سب منتظرِ ظہور امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام ہیں۔

کتاب مناقب و جامع توہمذی و کتاب سدی و فضائلِ سحانی میں اُم سلمہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضرت کا سر مبارک گردوغبار میں آٹا ہوا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میں ابھی مقل حسین میں حاضر تھا۔

ابن فورک نے فصول میں اور ابو یعلیٰ نے مسند میں اور عامری نے ابانہ میں بسندِ ہائے کثیرہ روایت کی ہے کہ ایک روز حسین وقتِ وحی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت کی پشت مبارک پر سوار ہو گئے۔ اس وقت حضرت پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ جبرائیل نے پوچھا یا حضرت آپ حسین کو دوست رکھتے ہیں؟ فرمایا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے فرزندوں کو نہ چاہوں۔ جبرائیل امین نے عرض کیا آپ کی اُمت اس کو آپ کے بعد شہید کرے گی اور ہاتھ بڑھا کر ایک سفید

کتاب کافی میں کوام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (واقعہ کربلا سے متاثر ہو کر) قسم کھائی اور اپنے بھائی کے درمیان عہد کیا کہ تاقیام قائم آل محمدؑ ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی دن کو کھانا نہ کھاؤں گا۔ پس خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک شخص نے آپ کے شیعوں سے عہد کیا ہے دن کو کھانا نہ کھائے جب تک کہ قیام امام صاحب العصر نہ ہو۔ فرمایا اے کوام روزہ رکھو لیکن عیدین و ایام تشریق اور سفر اور مرض میں افطار کرو، جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے آسمان وزمین اور جو کچھ کہ ان کے درمیان ہے سب نے جناب کبریائی میں تالہ و استغاثہ کیا اور کہا کہ خداوند! ہم کو حکم دے کہ خلق کو ہلاک کر دیں کیونکہ انھوں نے تیری حرمت کو ہتک کیا اور تیرے اولیاء کو قتل کیا۔ پروردگار عالم نے وحی کی اے فرشتو! اور اے طبقہ ہائے آسمان! شہر اور ساکن رہو۔ بعد ازاں ایک حجاب کو ان کے اوپر کھولا، انھوں نے پس پردہ محمد مصطفیٰ اور بارہ وحی ان کے مشاہد کے پس حق تعالیٰ نے قائم آل محمدؑ کی طرف اشارہ کر کے تین بار فرمایا کہ اے آسمان وزمین اور اے فرشتو! اس شخص کے ہاتھ سے میں حسینؑ کی نصرت کروں گا۔

کتاب معراج میں عیش نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ان حضرت نے اپنے والد بزرگوار سے انھوں نے اپنے جد امجد سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شب مجھ کو آسمان پر لے گئے جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے صورت علی ابن ابی طالب کو مشاہدہ کیا۔ میں نے جبرئیل امین سے پوچھا یہ کیسی صورت ہے۔ جبرئیل نے کہا فرشتے زیارت علیؑ کے مشتاق ہوئے تھے، انھوں نے درگاہ علیؑ میں عرض کی کہ بار ابا! بنی آدم علیؑ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں یہیں بھی امام ہمام کی زیارت سے شاد کام رکھ۔ جناب احدیت نے ان کی آرزو کے مطابق اپنے نور سے صورت علیؑ علیہ السلام پیدا کی، پس روز و شب گویا علیؑ ان کے روبرو ہیں اور فرشتے صبح شام ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ عیش کہتا ہے کہ جب ابن مجسم لمون نے حضرت کے میراقدس پر ضرب لگائی ویسی ہی ضربت صورت آسمانی میں بھی ظاہر ہوئی، پس فرشتگان سملوات شام و سحر اس صورت نور پر نظر کر کے قاتل سنگم پر لعنت کرتے ہیں اور جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے فرشتوں نے نالہ و فغاں کیا اور آپ کی صورت مثالی کو پانچویں آسمان پر لے گئے اور اس کو حضرت علیؑ علیہ السلام کی شبیہ کے سامنے لا کر رکھا جس وقت کہ فرشتے اوپر سے نیچے آتے ہیں اور آسمان پنجم پر زیارت علیؑ و حسین علیہما السلام کے لئے اترتے

خاک ہاتھ میں لی اور کہا یہ وہ خاک ہے جس پر آپ کا فرزند شہید ہوگا اور اس کا نام طف ہے یعنی کنار دریا۔

ایضاً کتاب سالم بن جعد میں اس طرح مذکور ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا اور منادی نبی میں یوں ہے کہ یہ فرشتہ مینہ کا تھا اور احمد بن حنبل نے سند میں اس سے اور غزالی نے کیمیائے سعادت میں اور ابن بطہ نے کتاب الابانہ میں پندرہ سند سے روایت کی ہے و نیز ابن حسین تہمی نے بھی روایت کی ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں ایک روز میں سور ہاتھ ناگہاں ایک شور و فغاں اور غلغلہ اُم سلمہ کے گھر سے اٹھا آپ فرماتی تھیں اے دختر ابن عبد المطلب میری فریاد کو پہنچا اور میرے ساتھ گریہ و زاری کرو کہ تمہارا آقا جو سردار جوانان بہشت تھا قتل ہو گیا کسی نے پوچھا آپ کو کہاں سے معلوم ہوا۔ جناب اُم سلمہ نے فرمایا، میں نے ابھی ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائو بے پریشان و حال تباہ خواب میں دیکھا ہے، میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میرا فرزند حسینؑ صبح اپنے اہلیت کے اس وقت شہید ہوئے، اور میں ان سب کو دفن کر کے آراہوں پس میری آنکھ کھل گئی جب میں نے تربیت حسینؑ کو دیکھا تو وہ خون ہو گئی ہے یہ خاک جبرئیل امین کربلا سے لائے تھے اور جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی اور کہا تھا کہ جب یہ خون ہو جائے جلیے کہ آپ کا فرزند شہید ہوا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاک کو میرے پاس رکھوایا تھا کہ اس کو شیشہ میں رکھ چھوڑ دو جب یہ خاک خون ہو جائے تو جاننا کہ حسینؑ شہید ہوئے پس میں نے اس وقت اس شیشہ کو دیکھا اس میں خون تازہ جوش مدام ہے۔

کتاب اصابی منشاپوری میں مذکور ہے کہ زرہ ایک زن نوحہ گر تھی اُس نے حضرت سیدہ کو خواب میں دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک پر کھڑی روتی ہیں، پھر آپ نے مجھ کو یہ اشعار پڑھنے کا حکم فرمایا۔

أَيْهَا الْعَيْنَانِ فَيْضَا وَاسْتَيْقِلَا لَا تَعْظِيَا
وَأَبْكِيَا بِالطَّعْنِ مَيْتَا تَرِثُ الصَّدْمُ مَرَضِيضَا
لَمْ أَمْرِضْهُ قَتِيلَا لَا وَلَا كَانَ مَرِيضَا

(ترجمہ) اے میری دونوں آنکھو! سبیل اشک بہاؤ اور اس میں کمی نہ کرو، کربلا کے اس شہید پر رو دو جس کے سینہ کو گھوڑوں کی پاؤں سے کچلا گیا میں (عالم ظاہر میں) اس کے پاس نہ تھی جو اس کی تیار داری کرتی، و توارا گیا مریض نہ تھا۔

ہیں۔ یزید و ابن زیاد اور قاتلان حضرت پر تادم قیامت لعنت کرتے رہیں گے۔
راوی کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حدیث اسرار کنونہ
اور علوم مخزونہ سے ہے، جو شخص اس کے سننے کا اہل نہ ہو اس سے چھپا ناچاہیے۔

باب

جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے خواب کے بیان میں

مجاہد شیخ مفیدؒ اور امالی شیخ طوسیؒ میں غیاث بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہؓ روتی اور فریاد کرتی اٹھیں جب ان سے پوچھا گیا تو آپؐ فرمایا میرا
فرزند حسینؑ آج قتل ہو گیا جبے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی میں نے آپؐ کو
خواب میں بھی نہ دیکھا تھا مگر آج شب کو غمگین و ملول دیکھا۔ میں نے خواب میں عرض کیا یا رسول اللہ!
آپؐ کا کیا حال ہے، فرمایا آج کی رات کو قتل حسینؑ اؤس کے اصحاب کی قبریں تیار کر رہا ہوں۔

کتاب امالی شیخ ابن بابویہ میں وہب بن دہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح روایت کی
ہے۔ کتاب امالی میں فیہ طوسی علیہ الرحمہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز گھر میں سو رہا تھا
ناگاہ جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے صدائے فریاد بلند ہوئی یہ سن کر میں باہر نکلا اور اہل المؤمنین کے گھر پر آیا۔
میں نے دیکھا کہ مدینہ کے درون و باہر جمع ہیں میں نے نزدیک جا کر پوچھا اے اہل المؤمنین! آپؐ کس سے فریاد و فغان کر رہی ہیں؟
مگر آپؐ بھگو بھگو کر یا اور زبان نبیؐ کی طرف منہ کر کے فرمایا! سے دختر ابن عبد المطلب میری مدد کرو اور میرے رونے میں مسرتا
و دسم خلکی تمہارا سر ہر سید جو ان بہشت لوگوں سے سوئی اور گلِ غریبہ میں شہید ہوا میں نے کہا اے اہل المؤمنین! یہ خبر کو
کیسے معلوم ہوئی؟ فرمایا اس وقت پیغمبرؐ خدا کو میں نے خواب میں دیکھا بالی پریشان کئے با حال تہاہ
قشریت لائے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا، فرمایا کہ آج میرا فرزند حسینؑ اور اس کے اصحاب علیہ السلام
شہید ہو گئے اور میں ان کے دفن میں مصروف تھا اس وقت فارغ ہوا ہوں جب خواب سے
میں بیدار ہوئی گھرائی ہوئی سر اسیمہ جانب حجرہ دوڑی، مجھ کو کوئی ہوش نہ تھا، میں اُس خاک کی
طرف دوڑی جو جبریلؑ کر بلا سے لائے تھے، اور پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھی اور کہا
تھا کہ جب یہ لوہو ہو جائے تو سمجھنا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ یہ خاک حضرت نے مجھے دی تھی
اس وقت میں نے دیکھا شیشہ میں خون تازہ جوش مار رہا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ام سلمہؓ نے
اُس کو شیشی سے لے کر اپنے چہرہ پر ملا اور نوحہ و ماتم برپا کیا۔ آخر خبر پہنچی کہ امام حسینؑ علیہ السلام
اُسی دن شہید ہوئے، اور عمر بن ثابتؓ نے کہا ہے کہ ایک روز امام محمد باقر علیہ السلام کی دولت سرا میں
حاضر تھا اور اس حدیث کو بروایت سعید بن جبیرؓ میں نے ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھ

سے عسرو بن ابی سلمہ نے بھی اپنی ماں اُم سلمہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور پہلی روایت میں مذکور ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا دوسری رات کو میں نے بھی جناب رسالت پناہ کو زولیدہؓ اور غبار اُود دیکھا میں نے جب پوچھا، فرمایا تو نہیں جانتا کہ میں تین اور اس کے اصحاب کو دفن کر کے آیا ہوں۔

مسدیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا جبریلؑ ابن خدمت سید المرسلینؐ میں خاک شہیدین لائے تھے بعد اُمّام نے فرمایا کہ وہ خاک پاک اب ہمارے پاس ہے۔

بعض کتب مناقب میں عمارؓ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے بوقت دوپہر جناب سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں باموہائے زولیدہ اور صورت غبار اُود دیکھا آپ اپنے ہاتھ میں ایک شیشہ خون سے ملوئے ہیں، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ خون کیا ہے؟ فرمایا: یہ خون حسینؑ ہے آج تمام روز اس کو میں نے بھیج کیا پس ابن عباسؓ نے اس تاریخ کو ضبط کیا بعد معلوم ہوا کہ شہادت امام علیہ السلام اُسی روز واقع ہوئی تھی۔

سلمہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں جناب اُم سلمہؓ کے پاس گئی میں نے دیکھا کہ آپ دروہی ہیں میں نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا: میں نے پیغمبر خداؐ کو خواب میں اس صورت سے دیکھا کہ میرا مبارک اور خاص شریف گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ فرمایا ابھی میں قتل کا وحسینؑ میں تھا، اور وہیں سے آتا ہوں۔

حدائق نے کہا پیغمبر خداؐ نے اُم سلمہؓ کو ایک حسن میں کر ملائی خاک تھی، اور فرمایا جب یہ خاک خون تازہ ہو جائے اس وقت حسینؑ شہید ہوگا۔ سلمیٰ کہتی ہے کہ ایک روز خانہ اُم سلمہؓ سے زوہد نالہ بلند ہوا پس سب سے پہلے وہاں گئی اور اجرا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا مبارک گرد و غبار اُود ہے۔ میں نے کہا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا، لوگوں نے میرے فرزند دل بند پر چڑھائی کی اور اسے شہید کر ڈالا، میں اس کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھا۔ اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔ میں دوڑی اور شیشی دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ خون تازہ اس میں جوش اڑتا تھا۔ سلمیٰ کہتی ہے میں نے دیکھا اُم سلمہؓ اس شیشی کو آگے رکھے ہوئے تھیں۔ کتاب طوایف میں کتاب حج میں اصحیحین سے نقل ہے کہ لوگوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں روتے دیکھا، پوچھا کیا حال ہے رسول اللہ! فرمایا حسینؑ میرا فرزند دل بند ابھی شہید ہوا ہے۔

باب ۷

امام حسین علیہ السلام کی شہادت بخون کا لوحہ و ماتم

بعض معتبر کتابوں میں ہند بنت نبون سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج اصحاب اُمّ معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے، اس کی ایک لائے کو سفند نے حضرت کے دوہنے کی برکت سے بہت دودھ دیا چنانچہ یہ واقعہ لوگوں میں مشہور و معروف اس کے بعد حضرت نے حج اصحاب کے وہاں آرام کیا اس روز گرمی بشت تھی جب تازت آفتاب کم ہوئی حضرت فرشتے نواب اٹھے اور پانی منگوایا ہاتھ دھو کر کھلی کی، کنار خیمہ ایک عوچ کا درخت خلد درختا آپ نے تین مرتبہ اپنے ذہن مبارک سے اس کے نیچے کھلی کی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے، حضرت نے فرمایا اس درخت بہت سے امور عجیب ظاہر ہوں گے پس اصحاب نے سجدہ کیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ ہند کہتی ہے میں اور میرے خاندان کی دوسری لڑکیاں اس وقت تک نسا کی کیفیت سے ناواقف نہ تھیں اس لئے اس کو دیکھ کر ہم تعجب ہوئے جب صبح کو ہم اٹھے اس جگہ نظر کی تو دیکھا کہ وہ ایک نہایت بلند درخت ہو گیا اور اس کے کانٹے بھی گر گئے اور شاخیں نکل آئیں اور سبز و شاداب ہو گئیں، بعد پھل لایا، ہر پھل قد میں بڑے کمات جتنا، رنگ میں درس مہیا تھا جس کی خوشبو عنبہ جی تھی اور مزا شہد مہیا تھا۔ جو سب کو کا پیاسا اس کو کھانا سیر و سیراب ہو جاتا تھا اور جو بیمار کھاتا تھا شفا پاتا تھا اور جو محتاج و صاحب مطلب کھاتا تھا تو نگر ہو جاتا تھا اور مطلب اس کے برائے تھے اور جس اونٹ اونٹنی یا بکری کو کھلاتے تھے فریب و تیار و شیر دار ہو جاتی تھی اور جس روز و تاریخ سے کہ حضرت وہاں تشریف فرما ہوئے تھے ہم اپنے مال و اموال میں برکت اور زیادتی پاتے تھے جب ہمارے شہر میں ارزانی و آبدادی اور سبزہ بہت زیادہ ہوا ہم نے اس درخت کا نام "ہبارک" رکھا۔ در و نزدیک سے برابر لوگ ہمارے پاس آتے تھے اور اس درخت کے سایہ میں اترتے تھے اور اس کی پتیاں سفر کے لیے لے جاتے تھے اور جنگلوں میں جہاں ان کو کھانا پانی نہ ملتا تھا اس کو بجائے آب و طعام صرف کرتے تھے، کئی برس اسی طرح گزرے ناگاہ ایک روز ہم نے دیکھا کہ اس کے میوے گر گئے، پتے بھی جھڑ گئے۔ یہ حال دیکھ کر ہم سخت غمگین ہوئے، کئی روز کے بعد ہم کو خبر وحشت اثر و فائت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچی معلوم ہوا کہ جس دن درخت متغیر ہوا تھا اسی روز یہ واقعہ عظمیٰ اور مصیبت کبریٰ واقع ہوئی

لَمَّا أَزْمَرَكَ يَا حُسَيْنَ لَكَ الْعَذَاءُ قَوْمِي وَمَنْ عَطَفَتْ عَلَيْكَ يَزَامُرُ
وَلَكَ الْمَوَدَّةُ فِي قُلُوبِ ذَوِي الْمُنَهَى وَعَلَى عَذْرُوكِ مُعْتَقَةٌ وَدِيَمَاءُ
يَا بَنَ الشَّهِيدِ وَيَا شَهِيدَ أَعْمَهُ خَيْرَ الْعُمُومَةِ جَعْفَرَ الطَّيَّامِ

یعنی عراق میں جو بہترین قبر ہے اُس کی زیارت کرو اور اُس کا خیر سے منع کرنے والے گدھے کی مخالفت کرو۔
لے حسین! میری ساری قوم آپ پر فدا ہو جس پر آپ کی نظر توجہ ہو وہ لائق زیارت ہے (آپ کی شان تو
بلند ہے) صاحبانِ خرد و ہوش کے دل میں آپ کی محبت ہے اور آپ کے دشمن کے لئے ذلت و خواری
ہے۔ اے شہید کے فرزند شہید کہ بلا آپ کے چچا خیر الامام ہیں۔

ابن نمانے مشیر الاحزان میں لکھا ہے کہ جن اُس امام جن فلبشر پر نوحہ کرتے تھے اور بہتے اصحاب
رسالتک مثلاً مسور بن مخزومہ وغیرہ اُن کی فریاد بکانتے تھے۔ صاحبِ خیر نے حکمران سے لعل کی ہے
کہ لوگوں نے شبِ شہادت امام حسین علیہ السلام کسی کی آواز سنی لیکن کوئی دکھائی نہ دیتا تھا۔ اُس نے یہ
اشعار پڑھے: اَيُّهَا الْقَاتِلُونَ جَهْلًا خَسِينًا (یہ اشعار سابقہ گزر چکے ہیں) یعنی اے قاتلانِ حسین
ازراہِ جہل و گمراہی تم کو بشارت ہو کہ بروز قیامت عذابِ الہی میں گرفتار ہو گے۔ تہامی اہل آسمان
مگر وہ پیغمبران و فرشتگان ان شہدا کے حال پر گریہ کرتے ہیں اور تم بنیابانِ سلیمان و موسیٰ و عیسیٰ
ملعون ہوئے۔

مروی ہے کہ ایک اہلِ فتنہ کی آواز شب کو سنی گئی جو یہ شعر پڑھتا تھا:

إِنَّ الرِّمَاحَ الْوَارِدَاتِ صُدَّتْ هَذَا تَحَوُّ الْحُسَيْنِ تَقَاتِلَ التَّنْزِيلَ
وَيَهْلِكُونَ بِأَنْ قَتَلْتَ وَرَيْنَا قَتَلُوا بِكَ التَّكْبِيرَ وَ التَّهْلِيلَ
فَكَتَمْنَا قَتَلُوا أَبَاكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَوْ جَبْرِيلا

یعنی جو نیزے حسین کو مارے ہیں حقیقت میں وہ قرآن کو مارے ہیں اور یہ کفار حسین کو قتل کر کے خوشی میں کبیر
تہلیل کی آوازیں بلند کرتے ہیں حالانکہ ان کو نہیں معلوم کہ انھوں نے تکبیر و تہلیل کو قتل کیا اور گویا کہ
سید المرسلین اور جبریل امین کو شہید کیا۔

ابن جوڑی نے کتاب النور فی فضائل الایام و الشہور میں لکھا ہے کہ جن حضرت پر روتے تھے
اور رخساروں پر طمانے مارتے تھے اور انھوں نے فرزند رسول کے غم میں سیاہ لباس پہنتا تھا۔

کتاب الابانہ ابن بطہ میں مذکور ہے کہ نوحہ بنات سے یہ سنا گیا ہے

أَيَا عَيْنٍ جَوْدِي وَلَا تَجْمِدِي أَيْهَا لَيْكِ الشَّيْدِي وَجُودِي عَلَى أَيْهَا لَيْكِ الشَّيْدِي

تھی، بعد اُس درخت نے پھر میوہ دیا جو پہلے میووں کی طرح بڑا اور خوش مزاج تھا۔ وہ درخت
اس کے بعد تیس برس تک ایک حال پر رہا، ناگاہ ایک روز صبح کو ہم نے دیکھا کہ اس درخت میں تمام
کانٹے پیدا ہو گئے اور اُس کے پتے گر گئے اور ڈالیوں میں تر و تازگی باقی نہیں رہی اور میوے بھی
سب گر گئے ہیں۔ تھوڑی مدت کے بعد خبر وفات جناب امیر المؤمنین علیہ السلام آئی۔ پھر اس میں میوہ ملے
نہ لگا۔ لیکن ہم اور دیگر قبیلہ ہائے عرب ہمیشہ اس کے پتے توڑ کر بیماروں کو دوا میں دیتے تھے اور اُن سے
علاج کرتے تھے۔ ایک عرصہ اس حال پر گذرا پھر ایک صبح کو ہم اٹھے اور دیکھا کہ اس درخت سے خونِ تازہ
نکل کر زمین پر بہ رہا ہے۔ اُس کے پتے بھی کھلا گئے اور ہر پتے سے خونِ تازہ کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔
ہم نے کہا! یقیناً کوئی بڑا واقعہ واقع ہوا ہے۔ تمام شب ہم سب غلین و ہراساں رہے اور کئی اہم خبر کے
منتظر تھے۔ جب رات کی تاریکی چھائی تو اس درخت کے نیچے سے نالہ و شیون کی آوازیں آنا شروع
ہوئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی عورت یہ کہہ کر رو رہی ہے یا بَنَ الشَّيْبِي وَيَا بَنَ الْوَصِي وَيَا مِين
بَقِيَّةِ سَادَاتِنَا الْأَكْرَمِينَ۔ اے فرزندِ نبی و وصی! اے یادگارِ ساداتِ کرام۔ اور اسی قسم کی آوازیں
اور صدا میں بلند تھیں جو ہماری سمجھ میں نہ آتی تھیں۔ کچھ عرصہ کے بعد خبر ہوشدار و آواز کو ہم کو پہنچی،
پھر وہ درخت بالکل خشک ہو گیا اور شاخیں اُس کی ہوا اور بارش کی وجہ سے ٹوٹ گئیں اور اس کا مطلق
نشان باقی نہ رہا۔

عبداللہ بن محمد انصاری کہتا ہے کہ مدینہ منورہ میں مجھ سے وعلی خزاہی سے ملاقات ہوئی اُن سے
جب یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے بھی اس کی صحت بیان کی اور کہا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے،
انھوں نے اپنی ماں سیدہ و دختر مالک خزاہی سے روایت کی ہے کہ عہدِ جناب امیر علیہ السلام میں میں نے
اس درخت کو دیکھا تھا اور اُس کا میوہ کھایا تھا اور اُس شب جنات کا نوحہ سنا تھا، ان کو زمانِ جن کا
یہ شعر بھی یاد تھا۔

يَا بَنَ الشَّهِيدِ وَيَا شَهِيدَ أَعْمَهُ خَيْرَ الْعُمُومَةِ جَعْفَرَ الطَّيَّامِ

عَجَبٌ لِمَقْصُولِ أَصَابِكَ حَدُّهُ فِي الْوَجْهِ مِنْكَ وَقَدْ عَكَ عِبَارِ

اے فرزندِ شہید! اے وہ شہید جن کے چچا بہترین امام حضرت جعفر طیار تھے۔ تعجب ہے اُس مشیرِ برائاں پر
جن نے تیرے چہرے کو زخمی کیا اور اب وہ چہرہ عیار آلود ہے۔ اس کے بعد وعلی کہتے ہیں کہ اس شعر کو
میں نے اپنے اشعار میں لکھیں بھی کیلئے اور وہ یہ ہے۔

ذُرْخَبَرِ قَبْرِ بِالْعِدَاقِ يَزَامُرُ وَأَعْصِي الْحِمَارَ فَمَنْ نَهَاكَ جِمَارُ

وَلَا بُكَيْتَكَ مَا جَرَى عَرَقٌ وَمَا حَمَلَ الشَّجَرُ

یعنی لے آئے! آنسو بہا کیونکہ خبر شہادت برحق ہوئی۔ پس فاطمہؑ پر روزِ وفات کے کنارہ ایسا اترا کہ پھر وہاں سے نہ نکلا۔ جب سے یہ خبر پہنچی ہے جن اس پر گریہ کر رہے ہیں۔ ہائے یکسی خبر ہے کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب مارے گئے۔ اے حسینؑ میں آپ پر صبح و شام روؤں گا اور اس وقت تک روں گا جب تک کہ رگوں میں خون کی روانی اور درختوں میں برگ و بار باقی ہیں۔ ۸

کتاب امالی ابن بابویہ میں حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے اُس نے کہا ایک روز اُم سلمہؓ زوجہ پیغمبرؐ خدا نے کہا جب سے پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔ میں نے جنات کی آواز نہ سنی تھی آج کی شب نوہر جنات میں نے سنائیں ہے مجھ کو میرا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ ایک جنتیہ کو میں نے سنا وہ یہ بین کرتی تھی: ۹

أَلَا يَا عَيْنُ أَنْهَمِي بِجَهْدٍ فَمَنْ يَسْكِي عَلَى الشَّهْدَاءِ لَعْدِي

عَلَى سَرَهْطٍ تَقْوُدُهُمُ الْمَنَآيَا إِلَى مُتَجَبَّرِي مَلَكٍ عَبْدٍ

یعنی لے آئے! خوب گریہ کر کیونکہ میسر علاوہ اس وقت اور کون ہے جو ان شہیدوں پر گریہ کرے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو موت لے جا رہی ہے ایک ظالم کے پاس، غلام کی سلطنت میں۔

کتاب کامل الزیارات میں ابن ابی اسباب سے اسی طرح روایت ہے۔ کتاب مناقب میں امالی نیشاپوری اور طوسی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ ایضاً مناقب قدیم میں عمرو بن ثابت سے بھی اسی طرح نقل ہے۔

کتاب مجالس شیخ مفیدؒ اور امالی شیخ ابو جعفر طوسیؒ میں ایک مرد قمی سے روایت ہے جو ایک بلندی پر سکونت رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں شہادت حسینؑ علیہ السلام سے آگاہ نہ تھا۔ گیارہ محرم کی رات کو اپنے ایک دوست کے ہمراہ ایک ٹیلہ پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک ہاتھ کی آواز سنی جو یہ شعر پڑھ رہا تھا: ۱۰

وَاللَّهُ مَا جِئْتُكَ حَقًّا قَهْرْتُ بِهِ

وَحَوْلَهُ قَيْتُهُ نَدَايَ نَحْوِهِمْ

وَكَيْدُ حَشَّتْ قُلُوبِي كَيْ أَصَادُهُمْ

فَعَاقَنِي قَدْرُ اللَّهِ بِأَلْعَهُ

كَانَ الْحُسَيْنُ صَيًّا مَرَجًا لَيْسَ قَضَائِهِ

بِالطَّغْتِ مُنْعَفِرُ الْخُذَيْنِ مَحْمُورًا

مِثْلُ الْمَصَارِيحِ بَيْعِهِمْ يَمْلُؤُونَ الدُّجَى نُورًا

مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْلَأَ فِي لَعْنَةِ الْهَوَمَا

وَكَانَ أَمْرًا قَضَاهُ اللَّهُ مَقْدُورًا

اللَّهُ يَكْفُرُ آفِي لَمَّا أَقْبَلَ رُؤْمَا

صَلَّى إِلَا لَهْ عَلَى جِسْمِهِ تَضَمَّنَهُ

فَقَبْرُ الْحُسَيْنِ حَلِيفُ الْحَبِيرِ مَقْبُورًا

تَجَادَرَا رَسُولُ اللَّهِ فِي عَرْفٍ

وَاللُّوْحِيِّ وَالْأَطْيَارِ مَسْرُورًا

یعنی قسم بخدا جب میں تمہارے پاس آیا ہوں تو میں نے حسینؑ کو صحرائے کربلا میں سجاک و خون غلطیدہ دکھا ہے اور حضرت کے گرد بہت سے جوان ہم نے دیکھے جن کی گردنوں سے خون جاری تھا اور ہر شخص سے چراغ کی طرح نورِ ساطع تھا جو چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہم نے اپنے ناقوں کو دوڑایا کہ شاید ان تک پہنچیں اور ان کو قبل اس کے کہ وہ حورانِ بہشت کو اپنی آغوش میں لیں ہم پائیں۔ مگر تقدیر نے نہ چاہا اور تقدیر الہی شہادت ہے اور خدا جانتا ہے کہ حسینؑ شہید ہوئے۔ انجن ہدایت تھے اور حق تعالیٰ اس فرتح مہلر پر رحمت نازل کرے جسے میں جنؑ کو خود دفن میں احسن غرہائے بہشت عنبر مرشت میں احمد خزانہ و جود کرد و جعفر طوسیؒ کی صحبت میں مسرور و شاد کام ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا تو کون ہے؟ خدا تجھ پر رحم کرے! اُس نے کہا میں سردارِ قبائل جن ہوں جو نصیب میں رہتے ہیں اور ہم امام حسینؑ علیہ السلام کی مدد کو گئے تھے کہ ان پر اپنی جان فدا کریں جب حج سے فارغ ہو کر وہاں پہنچے تو حضرت کو شہید پایا۔

کتاب کامل الزیارات میں منقول ہے کہ پانچ شخص کوفہ سے بقصد نصرت امام حسینؑ علیہ السلام چلے اور بوقتِ شام قریہ شاہی میں اُترے ناگاہ دو آدمی ان کے سامنے آئے، ایک جوان تھا دوسرا بوڑھا، انھوں نے سلام علیک کی، مردیر نے کہا کہ میں جنات سے ہوں اور میرا بھتیجا ہے۔ امام مظلوم کی نصرت کا ارادہ ہے۔ پھر کہنے لگا کہ میں خیال رکھتا ہوں کہ اڑ کر جاؤں اور تمہارے لئے خبر لاؤں۔

سب نے کہا بہتر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ جن ایک دن اور رات غائب رہا اُس کے بعد اُس کی آواز ہم نے سنی لیکن اس کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی اور اُس نے بھی وہی شعر پڑھے (جو اوپر گزر چکے ہیں) جب وہ ختم ہو چکا تو انسانوں میں سے بعض نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھے: ۱۱

اِذْ هَبْ فَلَا زَالَ قَبْرَانَتْ سَاكِنَهُ

اِلَى الْقِيَمَةِ يَسْقَى الْغَيْثُ مَمْطُورًا

وَقَدْ سَلَكَتْ سَبِيلًا كُنْتَ سَاكِنَهُ

وَفَاتِيَةً فَرَعُوا اللَّهَ الْفَسْهَمَ

وَفَارَقُوا الْمَالَ وَالْأَحْبَابَ وَالْأُورَا

یعنی جا! تجھ پر خدا کی رحمت ہو میں بھی اسی راستہ پر جاتا تھا مگر میں تیری بات سے دھوکہ کھا گیا۔

اس عرصہ میں ان لوگوں نے جان و مال اور اولاد و احباب چھوڑ کر جو بارِ رحمتِ یزدانی اور عزتِ جاودانی میں خود کو پہنچا دیا۔

کتاب مذکور میں ابن زیاد قندی سے مروی ہے کہ بعد شہادت شہدائے کربلا صبح کو گھوڑوں

باب

مرثیوں کے بیان میں

مترجم عرض کرتا ہے کہ یہ باب عربی مرثیوں پر مشتمل ہے اور چونکہ اس کا ترجمہ محاورات اردو میں دلچسپ نہ تھا اور بالکل قلم انداز کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اس لئے بعض مرثی جو کہ زبان وحی ترجمان اہلبیت علیہم السلام پر گزرے یا جو حضور اکرمؐ میں پڑھے گئے یا جو عوام کے قریب الفہم میں مذکور ہوتے ہیں۔ اعلیٰ میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے ابراہیم بن راحہ سے نقل کیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے حال

میں سب پہلا مرثیہ عقبہ بن عمرو سہمی نے کہا جو یہ ہے :-

اِذَا الْعَيْنُ قُوَّةً فِي الْحَيَاةِ وَانْتَهَتْ
فَخَافُونَ فِي الدُّنْيَا فَاطْلَمَ نُورُهَا
مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا
فَغَاصَ عَنِّي مِنْ دَمْعِي غَيْرُهَا
فَمَا زِلْتُ أَمْرِيهِ وَأَبْكِي تَحْجُوهَ
وَلَيْسَ عَنِّي دَمْعُهَا وَزَيْفُهَا
وَبَكَيْتُ مِنْ بَعْدِ الْحُسَيْنِ عَصَابًا
أَطَافَتْ بِهِ مِنْ جَانِبِهَا قُبُورُهَا
سَلَامٌ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ بِكَرْبَلَا
وَقُلْ لَهَا مَعْنِي سَلَامٌ يُزَوِّرُهَا
سَلَامٌ بِأَهْلِ الْعِشِيِّ وَبِالضُّحَى
قُوْدَيْتُ نَكْبَاتُ السَّيَاحِ وَمُورُهَا
وَلَا تَبْرَحُ الْوَفَا دُرّاً قَبْرِ
يَفُوحُ عَلَيْهِمْ مِسْكُهَا وَعَسِيْرُهَا

یعنی اگر زندگانی دنیا میں آنکھوں کو ٹھنڈک ہو اور اے آل محمد تم سب جاؤ تو آنکھوں میں ٹھنڈک کے بدلہ ظلمت آجاتی ہے۔ میں کربلا میں قبر حسینؑ کی طرف گزرا تو میری آنکھ سے آنکھوں کا سیلاب بہہ نکلا میں ہمیشہ ان کا مرثیہ پڑھتا رہوں گا اور ان پر روتا رہوں گا اور میری آنکھ اشکوں کو روانی دینے میں مدد کرے گی۔ حسین علیہ السلام کے بعد اس گروہ پر میں گریہ کروں گا جن کی قبریں تربیع حسینؑ کے دونوں جانب ہیں۔ میرا سلام ہو کر بلا کے ان اہل قبور پر، اور میرا سلام جو ان تک پہنچے وہ ان کے مرتبہ کو دیکھتے ہوئے بہت تھوڑا ہے۔ میرا سلام ان پر شام و سحر یا دمخالف اور غبار اڑانے والی ہوا پہنچاتی ہے۔ ہمیشہ اس قبر پر نائروں کا جھرمٹ رہے اودھ اس پر مشک و عنبر جھڑکتے رہیں۔

بعض مولفات متاخرین میں ہے کہ دعبل خزاعی نے بیان کیا میں اپنے سید و آقا حضرت امام رضا علیہ التہنۃ والسلام کی خدمت میں عشرہ محرم الحرام میں حاضر ہوا۔ حضرت کو ملوں و ٹنگین پایا۔ اصحاب حضرت

نے اپنے گھروں میں جنات کی آواز سنی اور وہ حضرت کی مدح میں یہ اشعار پڑھتے تھے :-

مَسَّحَ الرَّسُولُ حَبِيْبَهُ فَلَهُ بَرِيْقٌ فِي الْخُذُوْدِ
اَكْبَاهُ مِنْ اَعْلَى قَبْرِ لَيْشٍ جَدُّهُ خَيْرُ الْجُدُوْدِ

یعنی پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ پیشانی حسینؑ پر پھیرا اور بوسے دیئے۔ پس اُن کا چہرہ مبارک نورانی ہوا اور اُن کے والد بزرگوار اور مادرِ مادر بہترین قریش سے ہیں اور جدِ امجد اُن کے بہترین اجداد ہیں۔ ایضاً کتاب مناقب قدیم میں ابی حباب کلبی سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

کے گرد جمع تھے، حضرت نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا مَوْحَا بِأَسْمَاءَ لَا يَدِينُ لَكَ دَعْلٌ مَرْجَا !
 لے ہمارے مددگار دست و زبان سے پھر مجھ کو اپنی مجلس میں کشادہ ہو دی اور اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا:
 لے دعل میں چاہتا ہوں تو کچھ اشعار پڑھ کیونکہ یہ دن ہم اہلبیت کے لئے غم کے ہیں اور ہمارے دشمنوں
 کے لئے آیامِ مسرت ہیں خصوصاً بنی اُمیہ کے واسطے۔ لے دعل جو شخص ہماری نصیبت پر روئے اور لڑائے
 اگرچہ ایک شخص کو لڑائے اگر اُس کا حق تعالیٰ پر ہے۔ لے دعل جس کی آنکھ سے ہماری نصیبت میں آنسو
 گرے حق تعالیٰ اس کو ہمارے گروہ میں مشور کرے گا لے دعل جو شخص میرے جد بزرگوار امام حسین
 علیہ السلام پر روئے خداوندِ عالم اس کے گناہوں کو ضرور بخش دے گا۔ پھر حضرت امام علیہ السلام نے ایک
 پردہ ہمارے اہلِ حرم محرم کے درمیان باندھا اور مخدراتِ عصمت کو پس پردہ بٹھایا۔ تاکہ نصیبتِ امام مظلوم
 پردہ بھی گریہ کریں اس کے بعد مجھ سے خطاب کیا کہ لے دعل حسین کا مرثیہ پڑھ کہ تو سہارا تاج اور نگار
 ہے۔ جب تک تو زندہ ہے حتی المقدور ہماری نصرت میں تصور نہ کر۔ دعل کہتا ہے کیسکر میرے آنسو

بھرائے اور میں رونے لگا پھر میں نے یہ اشعار پڑھے۔ مَرثِيَه

أَفَاطِمُ كَوْنِ خِلَاتِ الْحُسَيْنِ مُحَمَّدًا وَقَدْ مَاتَ عَطَشًا نَائِشِطًا فَسَدَاتِ

لے فاطمہ اگر آپ دیکھتیں حسین کو خاک پر پڑا ہوا جس وقت کہ کنارفات پیا سا قتل ہوا تھا

اِذَا لَطِطِمَتِ الْحَدَّ فَاظْمَرُ عَيْشُهُ وَأَجْرَتِي دَمْعُ الْعَيْنِ فِي الْوَجْهَاتِ

اُس وقت آپ اپنا منہ پیٹتیں اور اٹک چشماں مبارک سے رخسار پر مہا تیں

أَفَاطِمُ قُومِي يَا أَبَتَهُ الْخَيْرِ قَانَدِي لُجُومُ سَمَوَاتٍ بِأَرْضِ فَلَاةٍ

لے فاطمہ! اٹھے اور اے بیٹی خیر البشر کی لومہ کچے کو سنا رہا ہے آسمان جنگ کی ناک پر پڑے ہیں

قُبُورٌ بِكُوفَانٍ وَأُخْرَى بِطَيْبَةِ وَأُخْرَى بِفَجٍّ فَالْهَامُ لَمَّا تَبَتِ

اہلبیت کی تمام قبریں متفرق ہیں ایک کوفہ میں، دوسری مدینہ میں، بعض ان میں سے تمام فح ہیں

میں درود ان پر ہوا فچہ جگہ ہے جہاں حسین بن علی بن حسن شہید کئے گئے۔

قُبُورٌ بِطَنْ النَّهْرِ مِنْ جَنْبِ كَرْبَلَا مَعَرَّسُهُمْ مِنْهَا بِشَطِّ فَسَدَاتِ

ان میں سے کئی قبریں دیبا کے کنارے کر بلا میں ہیں۔ ان کے مزارات کے کنارے بنے ہوئے ہیں

تَوَافُوا عِطَافًا بِالْفَرَاتِ فَلَيْتَنِي تَوَقَّيْتُ فِيهِمْ قَبْلَ جَيْنٍ وَفَكَتِي

وہ لوگ تشہ کام لبِ فرات جاں بحق تسلیم ہوئے۔ کاش کہ میں ان کے ساتھ اپنی

موت سے پہلے مر جاتا۔

إِلَى اللَّهِ أَشْكُو لَوْعَةً عِنْدَ ذِكْرِهِمْ سَعَتِي بِكَاسِ الدَّلِّ وَالْفُطَحَاتِ
 ان کے ذکر پر لوگ دشمنانِ آلِ محمد (جو جامِ ذلت مجھ کو پلاتے ہیں میں اس کی تلخی کی
 صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔

إِذَا فُخِرَ وَإِيَوْمًا اتَّوَابِعُ حَمْدِي وَجَبْرِيلَ وَالْقُلَادِ وَالسُّورَاتِ

وَعَدَدًا عَلِيًّا ذَا الْمُنَاقِبِ وَالْعُلَى وَفَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَجَبَاتِ

وَحُجْرَةَ وَالْعَبَّاسَ ذَا الدِّينِ وَالنُّعَى وَجَعْفَرَ الطَّيَّارِ فِي الْحُجَبَاتِ

جس وقت کہ اہلبیتِ فخر کرتے ہیں تو وہ جنابِ رسالتِ اکبر اور جبریل امین اور سورہ کے قرآن

اور صاحبِ مناقب علی علیہ السلام اور فاطمہ زہرا سیدہ زنانِ عالم اور حمزہ و عباسؓ جو

صحابانِ دین و تقویٰ ہیں اور جعفر طیار جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں کا ذکر کرتے ہیں۔

سَابِكِيهِمْ مَاحِجَةً لِلَّهِ سَائِكِبُ وَمَنَا حَقْمَرِي عَلَى الشَّجَرَاتِ

میں اُن پر اُس وقت تک روتا رہوں گا جب تک کہ مجھ کو زیارتِ کعبہ سے مشرت ہوتے

رہیں گے اور جب تک قمری درختوں پر نوہ کرتی رہے گی۔

فَيَا عَيْنَ أَكْبَرِمْ وَجُودِي بِعَافِيَةٍ فَقَدْ انْ لَيْتُ شَكَابَ وَالْهَمَلَاتِ

پس لے آنکھ! ان پر گریہ کر اور آنسو بہا کہ یہ وقت آنسوؤں کے بہانے کا ہے

بَنَاتِ زِيَادِي فِي الْقُصُورِ مَقْصُودُهُ وَالرَّسُولِ اللَّهُ مُنْهَتِ كَاتِ

زیادہ کی بیٹیاں اپنے محلوں میں محفوظ ہیں اور اولادِ امجاد رسول اللہ کی بے پردہ ہیں۔

وَالِ زِيَادِي فِي خُصُوفِ مَنِيَعَةٍ وَالرَّسُولِ اللَّهُ فِي الْفُكُورَاتِ

اولادِ زیاد قلعہ ہائے بلند میں ہیں اور آلِ رسولِ خدا جنگوں میں سرگراں ہیں۔

دِيَامُ رَسُولِ اللَّهِ أَصْبَحَ بُلُقَعًا وَالِ زِيَادِ تَسْكِنُ الْحُجَبَاتِ

خانہ ہائے پیغمبرِ خدا ویران و برباد ہوئے اور آلِ زیاد اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

وَالِ رَسُولِ اللَّهِ نَحَفَتْ جِسْمُهُمُ وَالِ زِيَادِ غُلْظُ الْقُصَرَاتِ

آلِ رسولِ خدا ہلکی اور ضعیف ہے اور آلِ زیاد توانا اور قوی ہے

وَالِ رَسُولِ اللَّهِ تَذِي نُحُورِهِمُ وَالِ زِيَادِ أَمْتُوا الشَّعْرَاتِ

آلِ رسول اللہ کے گلوں سے خون جاری ہے، اور آلِ زیاد دماغِ البال اور

بے خوف و خطر ہیں۔

وَالرَّسُولُ اللَّهُ تَسْبِيحُهُمْ
حرم مقرر رسول خدا کے اسیر ہوئے اور آل زیاد جسرہ نشین ہیں
سَابِقَهُمْ مَا دَرَسِي الْأَرْضِ شَارِقُ
وَنَادَى مَنَادِي الْخَيْرِ لِلصَّلَاةِ
میں ان حضرات کے واسطے رویا کروں گا جب تک کہ آفتاب زمین پر تاباں رہے اور نادای
غیر و صلاح نماز کے واسطے نہ دے۔

وَمَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَحَانَ غُرُوبُهَا
وَبِاللَّيْلِ أَبْكِيهِمْ وَيَالْعَدَاةِ
اور جب تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے میں ان پر ہر صبح و شام روتا رہوں گا
مُصَنَّفٌ عَلَى الرَّحْمَةِ فَرَاتِي هِيَ كَمَا قَصِيدُهُ مَعَ شَرْحِ الْفَاطِمِ بَابِ حَالَتِ إِمَامِ زَيْنِ الْعَدَاةِ فِي مَذْكَورِ مَوَاقِفِ

مرثیہ ابن حماد

مُضَابِ شَهِيدِ الطَّغْيِ حُسْبِي انْخَلَا
كُودَ مَنْ دَهْرِي وَعَشِي مَلَجَلَا
شہید کر بلا کے مصائب نے میرے بدن کو ناتوان اور عیش شیریں کو مکڑ کر دیا
فَمَا هَلْ شَهْرُ الْعَشْرِ إِلَّا تَجَدَّدَتْ
لِقَابِي أَخْزَانُ تَوَسَّدَ فِي النَّبَلَا
پس ہلال عاشورہ کے نمایاں ہوتے ہی میرے دل میں تمام رنج و الم تازہ ہو گئے جنہوں نے مجھے بلاؤں کے پردہ کر دیا
وَأَذْكَرُ مَوْلَايَ الْهَيْبَتِ وَكَاجَرِي
عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْجَاسِ فِي طَعَبِ كَرْبَلَا
میں یاد کرتا ہوں اپنے آقا حسین ابن علیؑ کو اور جو کچھ ان پر قوم پلید سے دشت کربلا میں گذرا
فَوَاللَّهِ لَا أُنْسَا بِالطَّعَبِ قَابِلَا
لِعَوْنِهِ الْعَوْرَةِ الْبَكَرَةِ وَمَنْ قَلَا
آلَا قَانِدُ لِمَا فِي هَذِهِ الْأَرْضِ اعْلَمُوا
پس قسم خدا میں بھولتا مجھے امام مظلوم کا وہ کلام جو صحرائے کربلا میں اپنے اہلبیت کرام سے فرماتے تھے کہ
أَتْرُو اس زین پر کہ یہاں کہی زمین نو خوار میں میں خاک و خون میں ترپوں گا۔

وَأَسْتَقِي بِهَا كَأْسَ الْتَوْنِ عَلَى ظَمَائِي
وَيُصْبِحُ حُسْبِي بِالْذِّمَاءِ وَمُغْصَلَا
اور اس زمین کربلا میں شربت مرگ شدت تشنگی میں پیوں گا اور یہاں میرے جسم کے لیے غسل ہو گا
وَلَهْفِي لَهُ يَدْعُو لِلشَّامَةِ تَأْمَلُوا
مُقَابِلِي يَأْمُرُ الْأَكَامَ وَارْتَدَا
اور افسوس صد افسوس کہ وہ جناب فسر یاد کرتے تھے کہ میرے کلام میں تامل اور منکر و اے
برترین خلایق۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ ابْنَ ابْنِ بَنْتِ مُحَمَّدٍ
وَوَالِدِي الْكَرَّارِ لِدِينِ كَمَلَا
آیا تم نہیں جانتے کہ میں فرزند زین العابدین محمد ہوں اور باپ میرا حیدر کرار جس نے دین کو کامل کیا ہے۔
فَهَلْ سَنَتْ تَكْلِيْفَهَا أَوْ شَرَّ لَعْنَةٍ
وَهَلْ كُنْتُ فِي دِينِ إِلَّا لَهُ مَبْدَا
پس آیا میں نے سنت نبوی اور شریعت محمدی کو متغیر کیا ہے یا دین خدا تبدیل کیا ہے۔
أُمُ اخْلَلْتُ فَادَنْ حَرَمَ الطَّهْرِ أَحْمَا
وَحَرَمْتُ مَا قَدْ كَانَ قَبْلَ مُحَلَا
یا جس چیز کو رسول خدا نے حرام کیا تھا میں نے طلال کیا ہے یا حرام کیا ہے اس چیز کو جو پیشہ طلال تھی
فَقَالُوا لَهُ دَعِ مَا نَقُولُ فَإِنَّا
سَنُفْقِيكَ كَأْسَ الْمَوْتِ غَضَا مُجَلَا
پس ان ظالموں نے کہا ان باتوں کو چھوڑ دو، ہم زبردستی بہت جلد تمہیں جام مرگ پلا دیں گے۔
كَفَعِلَ أَبْنِكَ الرُّقْعَةَ لِشَيْوْنِنَا
وَلَنُشْفِي صُدْرَ أَمِينٍ ضَعْفًا لَكُمْ صِلَا
جیسا کہ تمہارے باپ علی مرتضیٰؑ نے ہمارے بزرگوں کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی ویسا ہی کر کے تمہیں دین گے
اپنے سینوں کو جو تمہارے کینے سے بھرے ہیں۔

فَأَنفَى إِلَى نَحْوِ النِّسَاءِ حَوَادَا
وَ أَخْزَانُهُ مِنْهَا الْفَوَادَا كَذَّامَتَا
پھر حضرت نے باگ گھوڑے کی خیمہ و اہلبیت اہلبار کی طرف پھیری اور دل افروز اس امام مظلوم کا غم
الم سے بھرا تھا۔

وَنَادَى الْأَيَّاهُ بَنِي تَصَبَّرُوا
عَلَى الْقُرْبَى وَالشَّدِيدِ وَالْبَلَا
اور پکارے کہ اے میرے اہلبیت صبر کرو ان بلاؤں اور سختیوں پر جو میرے بعد تم کو پہنچیں گی۔
فَإِنِّي لَهَذَا الْيَوْمِ أَدْخَلُ عَنْكُمْ
عَلَى الرَّغْمِ مَنِي لَا مَلَالِي وَلَا لَهْلَا
کیونکہ میں یہ مجبوری تمہارے پاس سے جا رہا ہوں، نہ تم سے رنجیدہ ہو کر نہ بڑبڑ کر
فَقَوْمُوا جَمِيعًا أَهْلَ بَيْتِي وَاسْمَعُوا
أَوْدِعْكُمْ وَالْأَمْعُ فِي الْخُدْمِ مَسْبَلَا
پس اے میرے اہلبیت اٹھو اور جلد آؤ تاکہ آنسوؤں کے ساتھ تم کو وداع کروں اشد خوار و عاجز بن جاؤں گا
فَصَبِّرُوا جَمِيعًا وَاتَّقُوا اللَّهَ أَتَاهُ
سَيَجْزِيكُمْ خَيْرًا الْخَيْرَاءُ وَأَفْضَلَا
پس صبر جمیل اور پرہیزگاری مد نظر رکھو۔ عنقریب خدا کے تعالیٰ تم کو بہترین جزا عطا کرے گا
وَأَخْفَى عَلَى أَهْلِ الْعِنَادِ مَبَادَا
يُجَاهِي عَنْ دِينِ الْمُهَابِمِ وَالْعَمَلَا
یہ کہہ کر آپ دین خدا کی حمایت کرنے کے لئے جلدی سے اہل عناد کے مقابل آئے۔
وَصَالٍ عَلَيْهِمْ كَالْمَنْزِلِ عَجَا
كَفَعِلَ أَبْنِيهِ كَمْ يُدَلُّ وَيُجَدَلَا

اور مثل شیر بر کے اس قوم پر حملہ کیا اور انہیں اپنے پدر عالی مقام کے کبھی ذلیل و مغضول نہ ہوئے۔

قَمَالَهُ عَلَيْهِ الْقُوَّةُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ قَالُوا عَنْ مَظْهَرِ الْجَوَادِ مَجَلًا

پس قوم جفا کار نے ہر طرف سے حملہ کیا اور اس منظم کو گھوڑے کی پیٹھ سے گرا دیا۔

فَخَرَّكَ فِيمَا السَّبِيحُ يَالَيْكَ نَكَبَتٌ بِهَا أَصْبَحَ الدِّينُ الْقَوِيمُ مَعْلًا

پس وہ جنابِ شمس سے زمین کر بلا پر گرے اور آپ کے گرنے سے دین خدا مفلور اور بیکار ہوا۔

فَارْتَفَعَتِ السَّيْحَةُ الشَّدَادُ لَنْزِلَتْ وَنَاحَتْ عَلَيْهِ الْجَنُّ وَكُوْخُشٌ فِي الْفَلَا

پس سلاخ آسمان نازل ہوئی اس نے اور ان پر نوحہ کیا جن اور وحشیانِ صحرا نے۔

وَرَأَى جَوَادُ السَّبِيحِ كَحَوْنِ سَائِمٍ يَنْوُحُ وَيَنْحَى الظَّالِمُ الْمُسْتَرْمِلًا

اور فرزندِ سید نام کار ہوا اور فادریخہ اہلبیت کی طرف نوحہ کرتا ہوا روانہ ہوا جو اس تشدد و

غاک و غنہ لطیفہ کی غیر شہادت دیتا تھا۔

خَرَجْنَ بَنَاتُ الْبُتُولِ حَوَاسِمًا فَعَايَنَ مَعَهُ السَّبِيحُ وَالسَّرِيمُ قَدْ خَلَا

اس وقت فاطمہ زہرا کی بیٹیاں نکلتی ہوئی تھیں اور ذوالجناح کو خالی زمین دیکھا

فَادْهَمَيْنِ يَاللَّظِيمِ الْخَدُّ وَدَلْفَقْدِهِ وَاسْكُنْ دَمْعًا حَرًّا لَيْسَ يُصْطَلَى

پس وہ اپنے رخساروں پر طمانچے لگاتی تھیں اور اس سوزش سے آنسو بہاتی تھیں اور جس کی حرارت سے

ان کے علاوہ کوئی چلنے والا نہ تھا۔

لَمْ أَسِمْ دَنْيَبٌ تَشْتَعِبُ سَكِينَةً اِنِّى كُنْتُ لِي حَصْنًا حَصِينًا وَمَوْجِلًا

مجھ کو زینبِ نقشبہ جگر کے نالے نہیں بھولتے جو کمالِ تباہ فساد دیکھ رہی تھیں کہ اسے بھائی آپ

میرے لیے ایک قلعہ کی طرح بنائے تھا۔

اِنِّى كُنْتُ لَوُجُوَانُ اَكُوْنُ لَكَ الْفِدَا فَقَدْ خِصْتُ فَمَا كُنْتُ فِيهِ اَوْ مِلًا

میرے بھائی میں یہ تمنا کرتی تھی کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں گی، افسوس کہ میری یہ مراد پوری نہ ہوئی

اِنِّى يَا قَتِيلَ الْاَدْعِيَاءِ كَسَرْتُ قَتْنِي وَكُوْشْتُ نَفْسِي حَزَنًا مَقِيْمًا مَطْوِلًا

اے بھائی اے شہیدِ گروہ زہرا دکانِ محب کو لب کی شہادت سے تباہ کر دیا اور نازل ہوئے والا غم دے دیا

اِنِّى لَتَقْنِي اَصْحَتُ عَمِيًّا وَلَا اَسْرَى جَبَلِيْلِكَ وَالْوَجْهَ الْخَيْلُ الْمُرْقِلًا

اے بھائی کاش کہ میں نہایتا ہوتا اور نہ دیکھتی کہ آپ کی پیشانی اور روئے مبارک غاک و غنہ میں بھرا ہوا

وَدَلْعُوْنِي الرَّهْمُ عَزَبَتْ حَجَلٌ اَيَا اَهْرَ مَكْنِي قَدْ وُلِحِي وَتَنَزَّلَا

مجھے زینبِ خاتونِ جنابِ فاطمہ سے مخاطب ہو کر فراتی تھیں کہ اے مادرِ ہر بان اب میرا ستونِ محکم ہو گیا اور منزل میں آ گیا۔

اَيَا اَهْرَ قَدْ اَمْسَى حَبِيْبُكَ بِالْعَوَا طَرَحًا ذِيْغًا بِالْبِقَاءِ مَاءٌ مَحْضَلًا

اے مادرِ بزرگوار! آپ کے پیارے فرزند کو دشتِ کربلا میں ذبح کیا اور اس کا بدن نازنین خاک و

خون میں غلطال ہے۔

يَا اَهْرَ سَوْجِي فَا لَكَ نَفْسٌ عَلَى الْفَنَاءِ يَلُوْحُ كَالْبَدْرِ الْمُنِيرِ اِذَا اُنْجَلَا

اے مادرِ ہر بان! نوہ کیجئے آپ کے حسین کا سر نیزہ پر ہے اور مثلِ ماہِ تاباں کے چمکتا ہے۔

وَنَوْجِي عَلَى النَّحْرِ الْحَضِيْبِ رَأْسِيْكَ دُحُوْعًا عَلَى الْحَدِّ الدَّرِيْبِ الْمُرْقِلًا

اور نوہ کیجئے اس مقلع پر جس کے چہرہ کا خضاب خون سے ہوا اور روئے اس کے رخسارِ غاک و غنہ آلود پر

وَنَوْجِي عَلَى الْحَجْرِ الدَّرِيْبِ تَدْرُسُهُ خِيُوْلُ بَنِي سَفِيَّانٍ فِي اَرْضِ كَرْبَلَا

اور نوہ کیجئے اس جسمِ غاک آلودہ پر جس کو بنی سفیان کے گھوڑے ارضِ کربلا میں پامال کر رہے تھے۔

وَنَوْجِي عَلَى السَّجَادِ فِي الْاَسْرِ بَعْدَهُ يُقَادُّ اِلَى الرَّجْسِ اللَّعِيْنِ مَعْلًا

اور نوہ کیجئے مشہورِ سجاد پر جو کوفہ کے بعد طوق و زنجیر پہنا کر ناپاک رعبین کے روبرو لے گئے

فِيَا حَسْرَةً مَا شَقَقْتُمْ وَمُصِيبَةً اِلَى اَنْ تَرَى الْمُهْدَى بِالنَّصْرِ اَمْلًا

پس وائے حسرت یہ مصیبت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ ہم دیکھیں کہ مہدی کی ہدیٰ صاحبِ

الہم علیہ السلام مدد کو تشریف لائیں۔

اِمَامُهُ لِقِيْمُهُ الَّذِيْنَ بَعَدَ خَلْقَانِهِ اِمَامُهُ لِهَ سَبِّ السُّبُوْتِ فَضْلًا

یہ وہ امام ہے جو دینِ خدا پوشیدہ ہونے کے بعد قائم رہے گا اور یہ وہ امام ہے کہ خداوندِ آسمان و

زمین نے اس کو بزرگی دی ہے۔

اَيَا اَهْلَ طَلَّةٍ اَيَا مَرَجَاتِيْ وَعَدَاتِيْ دَعُوْنِي اَيَا اَهْلَ الْمَفَاخِرِ وَالْعُلَا

اے آلِ طہ! اے میری امید گاہ اور پناہ گاہ اور میری مدد کو پہنچنے والے اے اہلِ فخر و بزرگی

جیسا کہ باقی صا ذکرِ مَصَابِيْكَ اَيَا سَادَاتِيْ الْاَبْدَانِ مَقْلَبًا

قسمِ خدا کی میں آپ کی مصیبتوں کو نہیں یاد کرتا مگر یہ کہ تمام رات مصیبت و بے تساری میں بسر کرتا ہوں

نَحْزِنُ عَلَيْكَ كُلَّ اِنْجِدَادٍ مُّقِيْمًا اِلَى اَسْكَنِ السُّبُوْتِ الْبَيْتِ

پس آپ کا غم و الم مرتے دم تک میرے دل میں باقی رہے گا۔

عَبِيدُكُمْ الْعَبْدُ الْحَقِيرُ مُحَمَّدٌ كَيْبُ وَقَدْ آمَنَ عَلَيْكُمْ مَعُولًا
آپ کا کمترین غلام محمد حنین و غمین ہے اور آپ پر بھروسہ اور اعتماد رکھتا ہے۔
يُؤْمَلُكُمْ بِأَسَاقِي تَشْفَعُ لَكُمْ إِذَا مَا أَتَى يَوْمَ الْحِسَابِ لَيْسَ لَكُمْ
اے میرے سردارو! یوم حساب میری شفاعت کرنا
قَوْلَهُ مَا أَرْجُو النَّجَاةَ لِعَبِيدِهِمْ عَدَا يَوْمَ إِنْ خَلَعْنَا مَتَوَجِّعًا
فسدائے قیامت جب عمرہ مشر میں آؤں گا تو آپ کے علاوہ کسی سے امید شفاعت نہیں ہے۔
إِذَا أَقْرَبْتَنِي وَالِدِي وَمُصَاحِبِي وَعَايَنْتُ مَا قَدَّمْتُ فِي رَمَنٍ خَلَا
یہ وہ وقت ہے کہ مجھ سے میرے باپ اور دوست فرار کریں گے اور میں ان اعمالوں کو دیکھوں گا
جو زمانہ گزشتہ میں بکالایا ہوں۔

وَمُتَوَا عَلَى الْخَضَارِ بِالْعَفْوِ فِي خَيْدٍ لَوَاتٍ بِكُمْ قَدْ رِي وَقَدْ رَمَهُمْ عَلَا
اور فدائے قیامت حاضرین مجلس پر بھی منت و احسان کیجئے کیونکہ آپ کی دوستی کی وجہ سے
مرتبہ ان کا بلند ہوا۔

عَلَيْكُمْ سَلَامٌ اللَّهُ يَا آلَ مُحَمَّدٍ سَلَامٌ عَلَى مَوَالِيكُمْ مَطْوَلًا
تم پر سلام ہو اے آل محمد وہ سلام جو بطول زمان باقی رہے۔

حسینِ مظلوم پر زینب کے مرثیے

تَمَسَّكَ بِالْكِتَابِ وَمَنْ سَلَاةٌ فَأَهْلُ الْبَيْتِ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ
قرآن اور اس کے قرین سے تمک کر کیونکہ اہل بیت ہی صاحب کتاب ہیں
بِهِمْ نَزَلَ الْكِتَابُ وَهُمْ تَكْوَهُ وَهُمْ كَانُوا الْهَدَاةَ إِلَى الصَّوَابِ
انہیں پر کتاب نازل ہوئی اور وہی اُس کے قرین ہیں اور وہی صاحب ہدایت و صواب ہیں
إِمَامِي وَحَدَّ السَّيْخُ مَنَ طِفْلًا وَأَمَنَ قَبْلَ تَسْلِيْدِ الْخَطَاةِ
میرے امام علی علیہ السلام نے بچپن میں ہی تعالیٰ کو وعدہ لا شریک سمجھا اسی ایمان لانے میں انہیں
کہ اسلام قوت پائے۔

عَلَى كَانَ صِدِّيقَ الْبَرَائَا عَلَى كَانَ فَارُوقَ الْعَذَابِ
علیؑ مددِی اکبر ہیں تمام ظلم میں اور علیؑ ثواب و عذاب میں مبرا فاصل ہیں

شَفِيعِي فِي الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّي نَبِيٍّ وَالْوَصِيِّ أَبُو تَرَابِ
بروز قیامت پیشی پروردگار میری شفاعت کرنے والی نبیؐ اور ان کے وصی ابوتراب ہیں۔
وَقَاطِمَةُ الْبُتُولِ وَسَيِّدَةُ امْنٍ يُخَلِّدُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الشَّبَابِ
اور قاطمہ زہراؑ اور دونوں سردار جوانان اہل بہشت یعنی حسن و حسینؑ (میرے شفیع ہیں)
عَلَى الطَّعْنِ السَّلَامُ وَسَاكِنِيهِ وَرَدَمَ اللَّهُ فِي تِلْكَ الْقَبَابِ
سلام ہو خاک کر بلا پر اس کے رہنے والوں پر رحمت خدا کی ہو اس زمین پاک پر
لَفُوسٌ قَدْ سَتَتْ فِي الْأَرْضِ قَدْ قَامَا وَقَدْ خَلَصَتْ مِنَ النَّظْفِ الْعَذَابِ
یہ وہ نفوس ہیں جو زمانہ قدیم سے پاک تھے اور ابھی باپ کے صلب میں تھے کہ مصائب خدا سے بری ہو گئے
مَصَابِجُ نَبِيٍّ عَبْدٌ وَافَقَا مَوَا هُجُودًا فِي الْقَدْرِ وَالشَّعَابِ
یہاں کچھ ایسے جوانوں کی خواب گاہیں ہیں جو عبادت کرتے کرتے تمک کر اس زمین کے نشیب فرزندیں سو گئے
وَصُيِّرَتْ الْقُبُورُ لَهُمْ قُصُورًا مَتَاخَذَاتِ آفَتِيهِ رِجَابِ
اور ان کی قبریں عریض و وسیع قصروں کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہیں
لَكِنَّ وَاسْرَ تَهْمًا طَبَاقِ أَرْضٍ كَمَا أَعْمَدَتْ سَيْفَانِي قِرَابِ
زمین نے اس طرح ان کو پوشیدہ کیا ہے جس طرح شمشیر کو نیام چھپاتی ہے
كَمَا قَامَا إِذْ لَجَا سَوَارِ وَأَضُ وَأَسَادُ إِذَا سَرَ كَبُوعَا عَضَابِ
یجب تک اپنے گھروں میں تھے مانند اوتاباں تھے اور جب جنگ جہاد میں سوار ہوئے تو مثل شیریاں تھے
لَقَدْ كَانُوا الْبَحَارَ لَمَنْ آتَاهُمْ مِنَ الْعَافِينَ وَالْهَلَكِي السَّعَابِ
اور بلاشبہ یہ مثل دریا تھے ان کے لیے جو ان کے پاس بھوکے اور پیاسے آتے تھے
فَقَدْ لَقُوا إِلَى جَنَاتِ عَذْنٍ وَقَدْ عِضُوا النَّعِيمَ مِنَ الْعُقَابِ
پس اب ان جنت عذن کی طرف لے جایا گیا اور دنیا کے مصائب کے بدلہ ان کو نعمت عقیقی عطا ہوئی
بَنَاتُ مُحَمَّدٍ أَصْحَابَتُ مَسْبَايَا يُسْقَنَ مَعَ الْأَسَاوِي وَالنَّهَابِ
رسول خدا کی بیٹیاں قید ہوئی ہیں اور اسیروں کے ساتھ لٹی ہوئی نکلیں
مَعْبُورَةُ الدُّيُولِ مَكْشَفَاتِ كَسْبِي الرُّومَ دَامِيَةِ الْكِعَابِ
ان کے دامن گرد میں اٹے ہوئے، پھرے کھلے ہوئے، پیر خون میں آلود جیسے روم کے قیدی ہوتے ہیں
لَكِنَّ ابْنِ نَسْرَانَ كَرَاهًا مِنْ حِجَابِ فَهَنْ مِنَ النَّعْفِ فِي حِجَابِ

وہ اگرچہ بھروسہ و اکراہ پادری باہر نکلیں بسبب عصمت و عفت کے گویا کہ پرہیزگار تھیں
 اَيْبَحُّنَ فِي الْفُرَاتِ عَلَى الْحُسَيْنِ وَقَدْ اَضْحَى مُبَاحًا لِلْكَلاِبِ
 حسین مظلوم پر پانی بند کیا گیا لیکن انہوں نے اسے وہ مباح تھا
 فَلَيْ كَلْبٌ عَلَيْهِ دَوْلَتُهُابِ وَلِي بَحْنٌ عَلَيْهِ دَوْلَتُهُابِ
 میرے دل میں آتشِ غم بھڑک رہی ہے اور میری آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں
 حضرت زینبؓ ایک اور مثنوی جو اپنے اس وقت ارشاد فرمایا جب کہ شہر دمشق میں داخل کیا

أَمَا شَجَاكَ يَا سَكَنَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ ظَلَمَ مِنْ طَوْلِ الْحَزَنِ وَكُلَّ وَغْدٍ فَاهِلٍ
 لے دشت کے ساکن! کیا تمہارا دل نہیں کڑھتا اس بات پر کہ حسنؑ بہ غم و اندوہ مارا لے گئے
 اور حسینؑ بکلی تشنہ لب شہید ہوئے اور ہر ناکس سیراب تھا۔

يَقُولُ يَا قَدُمِ ابْنِ الْبَرِّ الْمَشَقِيِّ وَفَاطِمَةُ امِّي الْأَتِي لَهَا التَّقَى وَالنَّاسِيبُ
 حسینؑ فرماتے تھے کہ اے قوم پدرِ بزرگوار میرے علی مرتضیٰؑ نیکو کار اور پرہیزگار ہیں اور
 مادرِ گرامی میری فاطمہؑ صاحبِ تقویٰ و سخاوت ہیں۔

مُسَوِّعًا ابْنُ الْمُصْطَفَى كَيْسَرًا بَنِي عَمِيهِهَا أَطْعَمْنَا مِنْ الظَّاحِيَةِ الْفُرَاتِ سَائِلٍ
 حسینؑ کہتے تھے اس بھتی ہوئی فُرات سے ایک چلو پانی دے کر میرے بچوں کی جان بچا لو
 قَالُوا لَهُ لَا مَاءَ إِلَّا إِلَهُ السُّيُوفِ وَالْقَتَا فَنَزَلَ بِحُكْمِهِ لَا دُعِيَا نَقَالَ بَلْ نَأْصِلُ
 لیکن لوگوں نے جواب دیا: حسینؑ! سوائے آبِ شیر و نیزہ کے دوسرا پانی نہیں
 ہے لہذا امیر کی اطاعت کر لیجئے۔ حسینؑ نے کہا میں جنگ کر دوں گا۔

حَتَّى آتَاهُ مَشَقُّ سَرْمَاةٍ وَغَدَا أَبْرَصُ مِنْ سَقَرٍ لَا يَخْلُقُ رَجُوبٌ دَعِيٌّ وَاعِثُ
 یہاں تک کہ ایک پیکان تیرا سر مظلوم امام کے لگا جس کو ایک ناکس مبرص جنہی ناپاک زنا زارہ
 فردا یہ نے پھینکا تھا۔

فَهَلَّلُوا الْخَيْلَ وَأَعْمَصُوا الْقَتْلَ وَمَوْنُهُ فِي فَضْلِهِ قَدْ أَوْحَمَ النَّاسِلُ
 پھر وہ دھوکہ دینے کے لئے تھیل و تکبیر کرنے لگے اور حسینؑ کے قتل کے لئے جمع ہوئے پس حسینؑ
 اس مبارزہ میں مارے گئے جہاں لوگوں کے قدم ٹھٹھک جاتے ہیں۔

وَعَفَرُوا عَيْنَيْهِ وَخَضَبُوا عَيْنَيْهِ مَا أَنْتَ عَنْهُ فَاهِلُ بِالْذِّمِّ يَا مَعْيَنَهُ مَا أَنْتَ عَنْهُ فَاهِلُ

مارے! ان کی نورانی پیشانی کو خاک میں ملایا اور ریشِ مبارک کو خون سے رنگیں کیا۔ اے
 معین! مددگار! تو ان کے حال سے غافل نہیں ہے۔

وَهَتَكُوا أَجْرِيْمَهُ وَذَبَحُوا فَطِيْمَهُ وَأَسْرُوا كَلْبَتَهُ وَسَيَقَتِ الْحَلَايِلُ
 اور اُس کے اہلِ حرم کی ہتک حرمت کی اُس کے طفلِ شیرخوار کو ذبح کیا اور اُس کی بہن
 اُمّ کلثوم کو قید کیا اور اُس کے حرم کو شہر بہ شہر بھرایا۔

يُسَقْنَ بِالتَّنَافِ يَفْتَحُ الْهَوَاثِفُ وَأَذْمُجُ ذَوَارِفِ عُقُولَهَا ذَوَائِلُ
 وہ بیسیاں جنگلوں میں اس طرح پھرائی جا رہی ہیں کہ منادی ان کے دیکھنے کے لئے ناکر رہا ہے۔
 ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور شدتِ حیا سے وہ مدھوش ہو چکی ہیں۔

يَقُلْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا جَدَّ نَايَا أَحْمَدُ قَدْ أَسْرَتْنَا الْأَعْبُدُ وَكَلَّتْ نَاوَا كُلُّ
 وہ یہ نالہ و فریاد کر رہی ہیں کہ لے لے جدِ امجد! لے لے محمد مصطفیٰ! لے احمد مجتبیٰ! یہ غلام ہم کو قید کر کے لے
 جاتے ہیں اور ہم سب اپنے اپنے عزیزوں کے غم میں صاحبِ غم ہیں۔

فَهَذِي سَبَايَا كَرَّ بِلَايَا لِيَا هِرَ وَالْبَلَاةُ قَدْ اسْتَعْلَنَ بِالْذِمَامِ لَيْسَ لَهْمُنَا عِلُ
 کربلا کے قیدیوں کو لیسوں اور بلاؤں کی طرف لے جاتے ہیں۔ ان کے برہنہ پر خون
 میں بھرے ہوئے ہیں۔

إِلَى يَزِيدِ الطَّاعِيَةِ مَعْدِنِ كُلِّ دَاهِيَةٍ مِنْ ذَخْرِ بَابِ الْجَابِيَةِ فَجَاحِدُ وَخَالِلِ
 یزید سرکش و مکار و کافر و بے دین کی طرف دروازہ جابیہ سے اُن کو لے جاتے ہیں۔
 حَتَّى ذَنَابُ الدُّبِّ رَأْسُ الْإِمَامِ الْمُرْتَجَى بَيْنَ يَدَيِ شَرِّ الْوَرَى ذَاكَ اللَّعِينُ الْقَائِلُ

یہاں تک کہ حسینؑ کا سرِ مبارک جو مثل ماہِ تابانِ درخشاں تھا رو برو اُس بدترین
 خلافِ حق کے رکھا گیا۔

يَنْظُرُ بِبَنَانِهِ قَضِيْبَ خَيْرِ رَاْنِهِ يُنْكِرُ فِي اسْتَانِهِ قُطْعَتِ الْأَنَامِلِ
 اُس لمبوں کی انگلیوں میں ایک چھڑی تھی جسے وہ حسینؑ کے دندانِ مبارک پر مرنے لگا،
 خدا اس کی انگلیوں کو توڑے۔

أَنَامِلُ لِحَا جِدِّ وَحَاقِدِ مُرَاصِدِ مُكَابِدِ مُعَانِدِ فِي صَدْرِ رَهْ عَوَائِلِ
 وہ انگلیاں منگڑ خدا اور کینہ ور اور بدخواہ و مکار اور ہمارے دشمن کی تھیں جس کے
 دل میں کینہ پڑ تھا۔

باب

اس امر کے بیان میں کہ خداوند کریم نے قاتلانِ حسین کے عذاب میں کیوں تاخیر فرمائی

کتاب طلال الشراخ اور عیون الاخبار الرضا میں البر الصلت ہر دی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب علی ابن موسی الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ یا بن رسول اللہ اس حدیث کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب صاحب الزمان ظہور کریں گے تو قاتلانِ حسین کی اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے افعال کے بدل میں قتل فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا درست ہے۔ یہ حدیث اسی طور پر ہے۔ میں نے عرض کی پس اس آیت کا مطلب ہے کَذَلِکَ تَرْمِذُونَ ذُرِّیَّہٗ اٰخِرَی یعنی کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا درست ہے۔ جناب حدیث اپنے جمیع کلمات میں صادق ہے لیکن چونکہ قاتلانِ حسین کی اولاد اپنے آباؤ اجداد کے افعال پر راضی و خوشنود ہے بلکہ اس پر فخر و مباہات کرتی ہے اس لئے اپنے آباؤ اجداد کے جرم میں شریک سمجھی جائے گی کیونکہ جو شخص کسی کام پر راضی ہو تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو اس فعل کا مرتکب ہوا ہو۔ اور اگر ایک شخص مشرق میں کسی کو مار ڈالے اور دوسرا شخص مغرب میں اُس کے قتل پر راضی ہو تو حق تعالیٰ کے نزدیک بھی شریکِ قاتل ہے اور جناب صاحب الزمان علیہ السلام ان لوگوں کو اسی سبب سے قتل کریں گے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے افعال پر رضامند ہیں۔ داوی کہتا ہے میں نے عرض کی کہ جب قائم آلِ عباس قیام فرمائیں گے تو شروع کس کام سے کریں گے؟ فرمایا پہلے بنی شیبہ کے ہاتھ کٹوائیں گے کیونکہ یہ خانہ فدا کے چور ہیں۔

تفسیر امام عسکری میں مذکور ہے کہ ان حضرت نے اپنے آباء کے کام سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام زین العابدین علیہ السلام کہہ گارے بنی اسرائیل جو عذابِ الہی سے بصورتِ میمون مسخ ہو گئے تھے کا حال بیان فرما رہے تھے۔ آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان کو اس سبب سے محذوب فرمایا کہ انھوں نے روزِ شنبہ مچھلی کا شکار کیا تھا پس ان کا کیا حال ہو گا جنھوں نے اولادِ رسول کو قتل کیا اور ان کے ناموس کو ہتک کیا اگر حق تعالیٰ ان کو دنیا میں مسخ کرنا تو قیامت میں ان پر مسخ کرنے سے کہیں سوا عذاب فرماتا۔ پس حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! میں نے اس حدیث کو اہل طلائف کے سامنے ذکر کیا تھا پس ان میں سے ایک شخص نے ان میں سے اعتراض کیا کہ اگر قتل کرنا حسین کا شکار ماہی سے زیادہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ حق تعالیٰ قاتلانِ حسین کو بھی فوراً مسخ کر دیتا۔ حضرت نے فرمایا تو

طَوَائِلُ بَدْرِیَّةٍ غَوَّاهِلُ کُفْرِیَّةٍ شَوْہَاءُ جَاهِلِیَّةٍ ذَلَّتْ لَهَا الْاَقَاصِلُ اور یہ کہنے اُس کے بہت پرانے زمانہ کفر و جاہلیت و جنگ بدر کے وقت سے چلے آتے تھے جن کی وجہ سے صاحبانِ عزت کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

فَمَا عَمِیْوَ فی اِسْنِکِی عَلٰی بِنِیِّ بَدْنِی النَّبِیِّ بِفَضْلِ دَفِیْعِ نَاصِبِ کَذَّالِکِیْنِکِی الْعَاقِلُ پس اے چشمِ فرزندانِ دخترِ رسولِ خدا پر سیلابِ اشک بہا کہ عاقل کو چاہئے کہ ہمیشہ ان حضرات پر گریہ کرنے۔

اس کے جواب میں کہہ کہ شیطان کا گناہ ان لوگوں کے گناہوں سے زیادہ ہے جو شیطان کے دغلانے سے گناہ کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود جناب احدیت نے بہت سے گناہگاروں کو جیسے فرعون و قوم نوح کہ ان کے گناہ شیطان کے گناہوں سے کم تھے معذب کیا اور ان کو ہلاک کیا اور ابلیس کو ہلاک کیا اور ابلیس کو جہنم کا زیادہ بھڑکارا ہے اور جو کچھ فساد ہوتا ہے اسی کے سبب ہوتا ہے کوئی عذاب نہ فرمایا۔ کہ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ حکیم علی الاطلاق ہے ہلاک کرنا اور مہلت دینا اس کا دونوں پر بنائے حکمت و مصلحت ہوتا ہے پس یہی حال مچھلی کے تشکار کرنے والوں اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کا ہے کہ حق تعالیٰ دونوں کے احوال سے پوری طرح اطلاع رکھتا ہے اور اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ صواب و حکمت کو غور و خوب جانتا ہے اور کسی کو اس کے کام میں جانے نہ لگتا ہے اور کوئی اس کے قول میں چون چڑا نہیں کر سکتا اور بندوں کے فعلوں کی پرکھ ہوگی۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب امام زین العابدین کا کلام اس مقام پہنچا تو ایک شخص نے ہتھکڑیاں پہنیں اور اشارہ میں سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! حق تعالیٰ کس طرح سے اولاد بے گناہ کو ان کے آباد اجداد کے گناہوں پر عذاب کرے گا حالانکہ اللہ خود فرماتا ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَذُرَّا خُبْرًا ۚ یعنی کوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔ فرمایا کہ قرآن مجید لغت عرب میں نازل ہوا ہے اور عرب اپنی قوم کے افعال کو اپنی طرف نسبت دیتے ہیں، مثلاً مقام ملائت میں تو مبنی تیم سے کہتے ہیں کہ تم نے فلاں شہر کو غارت کیا اور اس کے اہل کو قتل کیا درحالیکہ ان میں سے ایک شخص نے قتل و غارت کیا ہے اور ازراہ فخر کہتے ہیں کہ ہم نے لیا کام کیا ہے حالانکہ خود نہیں کیا اس کی قوم نے کیا ہے۔ اس آیت شریفہ میں بھی خداوند عالم نے ان کے اسلاف پر توبیخ فرمائی اور ان کی اولاد پر ملائت کی، لہذا یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ ذریت قاتلان امام سے انتقام لے گا، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اطوار ناشائستہ پر راضی ہیں اور اس پر فخر و مبالغہ کرتے ہیں اور اس صورت میں جائز ہے کہ ان افعال کو ان کی طرف نسبت دیں کیونکہ یہ سب حرکات ناشائستہ ان کی مرضی کے موافق ہیں۔

کتاب ثواب الاعمال میں امام سبکی ناطق حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے قسم خدا کی صاحب الامر حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کی اولاد سے قتال فرمائیں گے بسبب ان افعال قبیحہ کے کہ جو ان کے آباؤ اجداد سے صادر ہوئے ہیں۔

کتاب کامل الزیارات میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ لَا تَعْلَمُ اَنْ اَكْفَا لِمَنْ هُوَ (نہیں ہے ظلم و عدوان مگر قاتلوں پر) سے مراد اولاد قاتلان جناب سید الشہداء علیہ السلام ہیں۔ کتاب مذکور میں دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے

کہ شاید اس آیت شریفہ میں عدوان سے مراد وہ چیز ہے کہ جسے بظاہر عدوان کہیں اگرچہ حقیقت میں موافق عدل کے ہو۔

کتاب کامل الزیارات میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے آیت شریفہ اَذِنَ لِلَّذِينَ يَقُولُونَ يَا هُمُ ظَالِمُو اٰوْلَادِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِهِمْ فَقَدْ اِذِنَ اللّٰهُ لِيَاكِبَ اَنْ لَوْ كُنُوْا قَاتِلُوْا اَوْ جَاهِدُوْا اَسَلْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا اَوْ تَقْتُلُوْا a

کتاب فتن کوس میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیت کو یہ دو قصیدہ لکھی ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فِی الْاَمْرِ مَرْتَبَتَیْنِ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کے مطابق کتاب توریت میں لکھ دیا ہے کہ تم زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے، مرتبہ اول سے مراد قتل علی ابن ابی طالب ہے اور مرتبہ دوم سے مراد پل کرنا حضرت امام حسن کے جنازہ کا ولعقل علو اکبر (اور تم سخت سرکشی کرو گے) حضرت نے ارشاد کیا اس سے مراد قتل امام حسین علیہ السلام ہے فاذا جاء وعد اولهما (پس جس وقت ان دو میں سے پہلے وعدہ کا وقت آیا) اس سے مراد حسین بن علی کی نصرت کا وقت ہے۔ لَعَنَّا عَلَیْکُمْ عَادًا اَوَّلٰی بَابٍ مِّثْلَ هٰذَا فَنَجَّسُوْا اَحْلَالَ الدِّیَارِ (ہم نے اپنے قوی بندوں کو بھیجا پس وہ ہر طرف شہروں میں قتل و غارت کے لئے دوڑ پڑے) حضرت نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں حق تعالیٰ ظہور حضرت صاحب الزماں سے پہلے بھیجے گا جو تمام دشمنان اہلبیت سے انتقام لیں گے اور وعدہ خدا کے عہد و پل کا پورا ہونی والا ہے۔

کتاب فتن کوس میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَنَوْمِ یَوْمِ الْاَشْهَادِ یعنی بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں زندگانی دنیا میں اور بروز قیامت مدد کریں گے۔ حضرت نے فرمایا حسین بن علی انہیں میں سے ہیں ابھی تک ان کی مدد نہیں کی گئی، اس کے بعد ارشاد کیا اگرچہ حضرت امام حسین کے قاتل قتل کئے گئے لیکن ابھی تک نہ تو آپ کا انتقام لیا گیا نہ قصاص پورا ہوا ہے۔

اسی کتاب میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہلکیے کے معنی پوچھے۔

وَمِنْ قَتْلِ مُطْلُوْقًا فَقَدْ جَعَلْنَا کَوَلِیْبَہٗ سُلْطٰنًا فَلَا یَسْرِتُ فِی الْعَتَلِ (یعنی جو شخص ظلم مارا گیا ہم نے اس کے وارث کو قاتل پر مسلط کر دیا ہے پس وہ اس کے قصاص میں حد سے تجاوز نہ کرے) حضرت نے فرمایا اس سے مراد قائم کو قتل کرنا ہے جو خروج کریں گے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کے عوض میں قتل کریں گے اور اگر تمام اہل زمین کو قتل کریں تو اسراف نہ ہوگا۔ اور فرمایا خدا کے عہد و پل کا یہ فرمانا کہ

زمین نے نکل لیا۔ خداوند عالم نے اس قوم پر سخت نعرہ کو مسلط کیا۔ سخت نعرے اس قوم پر پہاڑوں پر سے پتھر پھینکے، لیکن مطلق کوئی اثر نہ ہوا، اُس وقت ایک پڑھیا شہر سے باہر نکلی اور کہا کہ اے بادشاہ یہ شہر میریوں کا ہے اُس وقت تک فوج نہ ہوگا جب تک میرے کہنے پر عمل نہ ہوگا۔ سخت نعرے کہا بتا جو تیری حاجت ہوگی روا کروں گا۔ پیرزن نے کہا کہ سخاسات و کثافات ان کی طرف پھینک، بادشاہ نے اُس کے کہنے پر عمل کیا، پس وہ قوم متفرق ہو گئی اور سخت نعرہ شہر میں داخل ہو گیا۔ پھر اُس نے ضعیف کو بلا کر کہا کہ تیری کیا حاجت ہے۔ اُس پیرزن نے کہا کہ اس شہر میں ایک خن جو شہر دار ہے، تجھ کو چاہیے کہ اس قدر لوگوں کو قتل کرے کہ خون جو شہر دارنا چھوڑے اور ساکن ہو جائے۔ پس سخت نعرہ نے اُس خون کے عوض میں سترنزار آدمیوں کو قتل کیا یہاں تک کہ وہ ساکن ہوا۔ حضرت نے فرمایا: اے میرے فرزند علی! قسم خدا کی کہ میرا خون ساکن نہ ہوگا جب تک کہ خدائے عزوجل جہدی آخر الزمان علیہ السلام کو بھیجے۔ پس وہ میرے خون کے بدلے میں سترنزار آدمیوں کو اُن منافقین سے جو کافرو فاسق ہیں قتل کرے گا۔

فَلَا يُقَاتِلُ فِي الْقَتْلِ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئی چیز ایسی عمل میں نہیں لائیں گے جو اسراف ہوگی۔ اس کے بعد فرمایا قسم بخدا کہ صاحب اللہ قاتلان حضرت امام حسین کی اولاد کو قتل کریں گے بدلہ میں ان افعال کے جو اُن کے آباؤ اجداد سے سرزد ہوئے ہیں۔

تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے تفسیر کریمہ فَلَاحُكَ دَانَ الْأَعْلَى الظَّالِمِينَ کے اس طرح معنی فرمائے کہ خدائے عزوجل کسی شخص پر ظلم نہیں کرے گا مگر نسل پر قاتلان امام حسین کی۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳)

گناہناقتاب ابن شہر آشوب اور تاریخ بغداد و خراسان و آہانہ و فردوس میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جناب رسول خدا کو وحی کی کہ تحقیق میں نے کبھی ابن زکریا علیہ السلام کے عوض سترنزار آدمیوں کو قتل کیا اور تمہارے نواسے کے عوض سترنزار اور سترنزار کو قتل کروں گا، اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام حسین کے عوض میں اب تک سو سترنزار آدمی قتل ہوئے اور ابھی ان کا انتقام نہیں لیا گیا اور قریب ہے کہ آپ کے خون کا انتقام لیا جائے۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں جب بابا کے ساتھ تھا تو آپ جس منزل پر اترتے یا وہاں سے کوچ فرماتے تھے تو برابر حضرت یحییٰ بن زکریا کو یاد فرماتے تھے اور ایک دن فرمایا کہ خدا کے نزدیک دنیا کے فانی کی حقارت اس سے ثابت ہوئی ہے کہ حضرت یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ کے لئے تحفہ میں بھیجا گیا۔ اس کی تفصیل میں مقاتل امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بیوی بوڑھی ہو گئی تھی۔ اُس ملعونہ نے ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کو بادشاہ کے نکاح میں لائے۔ بادشاہ نے حضرت یحییٰ سے اس بات میں مشورہ لیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے اس امر سے منع کیا۔ وہ پیرزن ملعونہ مطلع ہوئی کہ حضرت یحییٰ نے بادشاہ کو منع کیا ہے۔ پس اُس فاحشہ نے اُس لڑکی کو راستہ کیا اور بادشاہ کے پاس بھیجا، وہ منکارہ بادشاہ کے پاس جا کر خوش طبعی و عشوہ و ناز کرنے لگی۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہہ دیا مانگ جو مانگنا ہو، میں اس کو پورا کروں گا۔ اُس نے حیا نہ کیا کہ میں اب یحییٰ بن زکریا کا سر چاہتی ہوں، بادشاہ نے پوچھا اے دختر! اس کے علاوہ کوئی اور حاجت بھی رکھتی ہے؟ اس نے کہا میں بسو اُن کے سر کے اور کچھ نہیں چاہتی، اور معمول وہاں کا یہ تھا کہ جب بادشاہ بنی اسرائیل جھوٹ بولتا تھا یا غلط وعدہ کرتا تھا تو وہ بادشاہی سے معزول ہو جاتا تھا۔ پس بادشاہ اپنی سلطنت چاہا اور قتل یحییٰ میں کمال متحیر تھا کہ ان دو امروں میں سے کسے اختیار کروں۔ بالآخر اُس بے دین نے حضرت یحییٰ کو قتل کر دیا اور سر پہ اُن کا ایک طشت طلا میں رکھ کر اُس لڑکی کے پاس بھیج دیا۔ پھر اُس لڑکی کو

باب ۹

ان عقوبات کے بیان میں جن کے نازل کرنے میں حق سبحانی نے تعجیل کی

کتاب مناقب میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرس ملعون سے فرمایا کہ وہ بات میری آنکھوں کو خشک کرتی ہے یہ ہے کہ تو میرے بعد عراق کی گندم زیادہ نہ کھائے گا۔ عرس بعد اختر نے از روئے متحرکہ کیا یا ابابہ عبداللہ جو بر گزار کر لوں گا۔ پس جس طرح امام نے ارشاد کیا تھا ظہور میں کیا اور اس ملعون کو حکومت کے کی نصیب نہ ہوئی اور تخت ازمنے اس نابکار کو قتل کیا۔

تاریخ لیسوی اور تاریخ ابانہ عکبری میں مذکور ہے کہ ایک شخص جو کر بلا میں حاضر تھا وہ درس (ایک خوشبو) اٹھائے ہوئے تھا۔ پس وہ درس غون ہو گیا اور بر وتر عاشورہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور ایک روایت میں ہے کہ لشکر عرسد میں جناب سید الشہداء کے خیموں سے کچھ چیزیں خوشبو کی قسم سے ٹوٹے گئے تھے پس جس عورت نے کہ ان خوشبوؤں کو استعمال کیا وہ مبروص ہو گئی۔ ایک اور راوی روایت کرتا ہے کہ میں نے قاتلان حضرت امام حسین سے دو ملعونوں کو دیکھا کہ ایک ان میں سے ایک عارضہ قبیح و فحش میں مبتلا ہوا تھا اور دوسرے ملعون کا یہ حال تھا کہ وہ لعین شہر آب کش کے پاس آتا تھا اور سدا پانی اس کا پی جاتا تھا اور سیراب نہ ہوتا تھا اور سب اس کا یہ تھا کہ اس رو سیاہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ فرات کے کنارے پانی پینا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس نے ایک تیر حضرت کے مارا تھا، اس وقت حضرت نے فرمایا تھا کہ خدا کے عزوجل تجھے پانی سے سیراب نہ کرے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ اور ایک روایت میں اسی طرح وارد ہوا ہے کہ ایک سگ ناپاک نے قبیلہ کلب کے ایک تیر حضرت کو مارا جو آپ کے دہن مبلکہ میں لگا اور کچھ دہن امام کا مجروح ہوا۔ اس وقت حضرت نے فرمایا کہ خدا کے عزوجل تجھے سیراب نہ کرے پس اس ملعون پر سپاس کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس نے خود کو پانی میں گر لیا اور اتنا پانی پیا کہ داصل جہنم ہوا۔ کتاب مناقب میں ابن بابویہ سے اور تاریخ طبری میں ابوالقاسم سے روایت کی ہے کہ ایک ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو آواز دی کہ یا حسین تم دریائے فرات سے ایک بوند نہ پینے پاؤ گے یہاں تک کہ مر جاؤ یا حکم امیر کی اطاعت کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا ودا! اس ملعون کو شدت تشنگی سے ہلاک کر اور ہرگز اس کو نہ بخش۔ پس تشنگی نے اس ملعون پر غلبہ کیا جس قدر پانی پیتا تھا اس کی تشنگی اور بڑھتی تھی اور واعطشا کے نعرے مارتا تھا یہاں تک کہ اس ملعون کا پتہ نہ پھٹ گیا۔

اور داصل جہنم ہوا۔ اور تاریخ طبری میں مرقوم ہے کہ وہ ملعون عبداللہ بن حصین از روئے تھا اظہیر کہ حمید ابن مسلم سے ہے اور دوسری روایت میں اس طرح وارد ہے کہ وہ لعین قبیلہ دارم سے تھا۔ اور کتاب فضائل العترة میں مروی ہے کہ ایک ملعون دلائی نے حضرت کے روئے مبلکہ پر تیر مارا اور آپ کے دہن مقدس سے خون جاری ہوا حضرت اس خون کو ملعون میں نے کر میں پس بھیکے تھے۔ راوی کہتا ہے اس ملعون کا یہ حال ہوا کہ اس کے شکم جس میں گرمی تھی اور پیچہ بر سردی تھی دھکے دے آئے بچھا کرتے اور بڑبڑا کرتے تھے اور بچھے اس کے پیچھے میں آگ روشن کرتے تھے، بار بار وہ پانی مانگتا تھا اور بڑبڑا کرتے کالے بھر کر پانی پی جاتا تھا اور کچھ کھاتا تھا پانی دو کہ پیاس بجھے ہلاک کے دانتی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ آخر کار شکم اس منافق کا شق ہو گیا۔

تاریخ مذکور اور تاریخ ابانہ میں منقول ہے کہ ابن ہرزہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو پکارا اور کہا ہے حسین (یا خدا اللہ) تعین بشارت ہو کہ تم دنیا ہی میں پیش از آخرت آگ کی طرف دوڑ گئے، حضرت نے فرمایا دے تجھ پر کیا میں آگ کی طرف دوڑا، اس لعین نے کہا ہاں، حضرت نے فرمایا، میرا پروردگار سختی والا اور رسول شفاعت کرنے والا ہے، خدا ودا! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اس کی آگ کی طرف کھینچ دلاوی کہتا ہے کہ اس مردود نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیری، گھوڑے نے شہادت کی دلاوی اس طرح اسے گرایا کہ ایک پاؤں اس کا رگاب میں رہ گیا اور گھوڑا دوڑتا پھرتا تھا اور دوسرا اس لعین کا ہر سنگ و درخت سے ٹکراتا تھا یہاں تک کہ داصل جہنم ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ حضرت نے اسے اس طرح نفرین فرمائی کہ خدا ودا! اس کو آگ کی طرف کھینچ اور اس کی گرمی اس ملعون کو چھایا اور اسے دنیا میں پیش از ان کہ اس کی بازگشت آخرت کی طرف ہوا اسے جلادے پس وہ رو سیاہ پشت پر خندق پر از آتش میں گرا، اس وقت جناب امام حسین علیہ السلام نے سجدہ شکر خدا کے عزوجل کیا۔

روایت میں ہے کہ البحر بن کعب لعین کے دونوں ہاتھوں سے جاتوں میں بانی ہوا کرتا تھا اور گرمی کی فصل میں وہ مٹو کہ کھنکھائی کے ہو جاتے تھے، اور دوسری روایت میں اس طرح پر ہے کہ فضل حرا میں اس کے دست ہائے نجس سے خون بہتا تھا اور یہ وہ شقی وہ ملعون ہے جس نے حضرت کے کپڑے لئے تھے، اور جابر بن زید ملعون نے اس جناب کا علم لے کر اپنے سر نجس پر باندھا، پس وہ دفعۃً مجنون ہو گیا اور حوا عامرہ کے اور کچھ حضرت کے جوہرہ ابن جوہرہ ملعون نے کو چھینے، پس منہ اس شقی کا متغیر دے یہ وہ شقی ہے جس نے وقت آخر امام حسین علیہ السلام کے مبراہس پر قمر لگا کر تھی جس سے عبداللہ بن حسن کے ہاتھ کٹ گئے۔ (جزائری)

[illegible]

عبداللہ ابن ربیع نے ایک مرد نابینا سے پوچھا کہ تو کیوں کر اڑھایا اس بیٹھوں نے کہا وہ میں
محرک کر لیا میں تھا، میں نے حسین سے قتال کیا تھا جب میں سویاتو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص
حبیب نے مجھ سے آکر پوچھا کہ کل جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے بلاتے ہیں میں نے کہا مجھے اس
کیا کام اس نے مجھے کہنا اور حضرت کی خدمت میں لے گیا، میں نے دیکھا کہ جناب رسالت اکرمؐ حضورؐ نے دعا
پڑھیں اور حضرت کے ہاتھ میں ایک حربہ ہے اور ایک مطع سامنے بچھا ہوا ہے اور ایک فرشتہ شمشیر کھنٹی
ہاتھ میں لے ہوئے حضرت کے بلائے میں کھڑا ہے اور میں لوگوں کے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کا
جہاد کی فتحی اور فرشتہ اُس کی گردن انداز ہے اور اس کے جسم سے آگ نکل رہی ہے وہ سب جلتے ہیں اور
پھر زندہ ہوا جاتے ہیں، پھر وہ فرشتہ اسی طرح ان کو قتل کرتا ہے، میں نے یہ حال دیکھ کر کہا، السلام علیک
یا رسول اللہ! تم خدا کی میں نے تلوار نہیں ماری اور کوئی فیروہ تیرے میں لگایا، حضرت نے فرمودہ میں نے یہ
کیا تو نے ان کے سوا اور معیت کو زیادہ بھی کیا، یہ فرما کر آپ نے اس پشت میں سے خون بہا پھر اڑھایا
ایک سالہ بچہ کر میری آنکھوں میں پھیری جس سے میری دونوں آنکھیں چل گئیں، جب میں باگالہ اڑھاتا
شعبی بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کے پورے لٹا لٹا ہوا پھر اڑھایا
خداوند! مجھے بخش دے، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بخشنے گامیں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیا کیا
تھے۔ اُس ملعون نے کہا کہ میں ان پچاس شخصوں میں تھا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مویشیوں پر
معرن تھے، میں نے دیکھا کہ ایک ابرہہ بن لوی ان کے چھوٹے کی طرف اتر لڑ رہا تھا کہ لوگ اس پر
کے گرد رہے، ان لوگوں میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ اور حضرت عیسیٰؑ
بھی ہیں اور اس کے بعد ایک ابراہیمؑ اور اتر اُس میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام
اور میکائیل اور ملک الموت تھے۔ پس جناب رسالت اکرمؐ نے اُسے لے کر وہ لوگ اُنکی حضرت کو قتل کر دیا
گریب و زاری کرنے لگے، پھر ملک الموت نے اُس کے بڑے حکمران رفیقوں میں سے انہی شخصوں کی زوجہ
قبض کی میں نے کہا یہ رسول خدا! اللان اللان اللان میں نے ان لوگوں کی پیروی نہیں کی اور میں نے
امام حسین علیہ السلام پر راضی تھا، حضرت نے فرمایا ملعون دے تم کو حضور مستحق تھا کہ دیکھا

میں جنابت فوطہ کرتے تھے۔

کتاب مناقب میں دلائل النبوت سے بروایت ابو بکر صیغی اور ابی الیومید اللہ نیشاپوری میں مروی ہے کہ جن وقت حضرت کا سر مبارک شام کی طرف لئے جاتے تھے جب پہلی منزل میں فرکش ہوئے تو ان فاسقوں نے غراب خورائی شروع کی اور اس حرکت میں کامیابی پہنچا پس میں ایک دوسرے کو تہنیت اور مبارکباد دیتے تھے ناگاہ ان ملعونوں نے دیکھا کہ دیوار میں سے ایک فلم آہنی نکلا اور اس نے خون دیوار پر پڑ کر کھارہ

اَکْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَتًا حَقَّةً يَوْمَ الْحِسَابِ

یعنی کیا وہ گروہ جنہوں نے حسین کو قتل کیا ہے کیا وہ لوگ اُن کے قبر پر زگواری سے قیامت کے روز شفاعت کے امیدوار ہیں، وہ ملعون یہ دیکھ کر سر مبارک کو چھوڑ کر بھاگ گئے بعد ازاں پھر واپس پلٹے۔ اور کتاب ابن بطہ میں نقل ہے کہ اس شر کو ایک عبادت گاہ نصدی میں لکھا پایا۔ انس بن مالک کہتا ہے کہ ایک شخص نے اہل نجران سے ایک گرگھوڑا لیا تھا اُس گرگھے میں سے ایک سختی سونے کی پانی گئی جس پر یہ اشہد

اَکْرَجُوا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْنًا شَفَاعَتًا حَقَّةً يَوْمَ الْحِسَابِ

فَقَدْ قَدِمُوا عَلَيْهِمْ فُجِعُوا وَجُوعًا فَنَاقَتْ حُلُمُهُمْ حُكْمَ اِيْكَاتِ

سَيِّفِهِ يَا سَيِّدُ غَدَا اَعْدَا اَجَا مِنَ الرَّحْمَنِ يَاللّٰهُ مِنْ عَذَابِ

آخری دو شعروں کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں نے حسین کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کیا جو کتاب خدا کے خلاف تھا۔ لے یزید تو عنقریب فدا ہے قیامت میں عذاب خدا کو دیکھے گا کہ وہ کتنا شدید عذاب ہو گا۔ دلاوی کہتا ہے کہ میں نے اُن نصرانیوں سے پوچھا کہ یہاں تک تمہارے عبادت خانے میں لکھے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر کے جھوٹ ہونے کے تین سو سال پیشتر سے یہ لکھے ہوئے ہیں۔

ابن اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو روسیادہ دیکھا وہ پہلے بہت صاحبِ حسن و جمال تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال ہو گیا! اب تو سچا نا بھی نہیں جاتا۔ اُس ملعون نے کہا کہ میں نے اصحابِ حسین سے ایک ایسے کو مل جو ان کو قتل کیا ہے جس کا ابھی سبز و آغلا ہوا تھا، اُس کی پیشانی سے نشانِ چوہا عیاں تھا، اس وقت سے کوئی رات ایسی نہیں ہے کہ وہ میرے خواب میں نہ آئے اور میرا گریبان پکڑ کر جہنم میں نہ ڈالے پس میں اس حالت میں اس قدر فریاد کرتا ہوں کہ تمام لوگ میری قوم کے میری فریاد کی آواز سننے میں اس کے بعد اُس نے کہا کہ وہ جو ان قتلِ عباسی میں علیؑ تھا اور اس سبب میرا منہ کالا ہو گیا ہے یہ

یہ شخص کو دھوکہ دیا تھا کہ اس نے حضرت علیؑ کی قبر پر قبضہ کر لیا ہے مگر بعد ازاں یہ فریاد کرنے لگا کہ میں نے حضرت علیؑ کی قبر پر قبضہ کر لیا ہے

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب امالی میں محمد بن سلیمان سے اور اس نے اپنے چچا سے روایت کی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں حجاج مکی کے زمانہ میں فلس ہو گیا اور اپنے ساتھ چند لوگوں کو لے کر کوفہ سے نکلا اور کربلا میں پہنچا، وہاں کوئی مکان نہ تھا مگر دریا کے کنارے ایک گھر کھڑی اور نرگس سے بنا ہوا تھا، میں نے کہا کہ اس گھر میں بسر کرنا چاہیے، ناگاہ ایک مسافر آیا اور کہنے لگا اگر تم اجازت دو تو میں بھی آج کی شب تمہارے ساتھ رہوں، میں ایک مرد غریب و مسافر ہوں۔ ہم نے قبول کیا جب آفتاب غروب ہوا اور رات ہو گئی تو ہم نے چراغ روشن کیا اور ہم بیٹھ کر مصائبِ جناب سید الشہداء علیہ السلام اور ان کی شیعوں کی مصیبتوں کو ذکر کرنے لگے اور اس ذکر کے بعد ہم نے کہا کہ قاتلانِ حضرت امام حسینؑ میں سے ایک ایک بلائے آسمانی ہیں گرفتار ہوا۔ اُس مرد مسافر نے کہا کہ میں بھی قاتلانِ حسینؑ میں تھا مگر صحیح و سالم رہا اور کوئی آفت مجھے نہیں پہنچی، تم لوگ جھوٹ کہتے ہو۔ یہ سن کر ہم سب خاموش ہو گئے۔ اس اثنائے چراغ کی روشنی کم ہو گئی۔ وہ ملعون اٹھا کہ چراغ کی بتی اپنی کرے اُسکی ہتھیلی میں آگ لگ گئی، اُس ملعون نے بتی باندھ دوں گے خود کو فرات میں گر دیا۔ دلاوی کہتا ہے قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ وہ ملعون پانی میں غوطہ مارتا تھا اور آگ پانی کے اوپر رہتی تھی، جب وہ لعین سر نکالتا تھا تو آگ اس کے سر میں لپٹ جاتی تھی یہاں تک کہ پھر وہ روسیادہ پانی میں غوطہ مارتا تھا اور آگ پانی پر ملتی رہتی تھی، اسی طرح وہ آگ رہی اور اس ناپاک کو بھلائی رہی یہاں تک کہ وہ آتشِ جہنم میں داخل ہوا۔ اور کتاب عقاب الاعمال میں یقوب بن سلیمان سے منقول ہے۔ اُس نے کہا میں ایک شب چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا شہادتِ جناب سید الشہداء کا ذکر کر رہا تھا۔ ایک شخص نے ہم میں سے کہا کوئی شخص قاتلانِ امام حسین علیہ السلام میں سے ایسا نہ تھا کہ کوئی بلا سپر نازل نہ ہوئی ہو، یہ سن کر ایک پیر نے کہا کہ میں اعوان و انصارِ قاتلانِ حسینؑ سے ہوں اور کوئی مصیبت و تکلیف مجھے نہیں پہنچی، اُس ملعون کے کلام بد انجام سے سب لوگ رنجیدہ ہوئے اور سب نے اُس بے حیا سے انہار ندا رکھی کیا اس اثنائے چراغ کی لوگم ہونے لگی، اُس پیر ملعون نے چاہا کہ چراغ کو درست کرے پس اس روسیادہ کی انگلی میں آگ لگ گئی۔ اس کے شعلہ کو منہ سے پھونک کر کچھانے لگا کہ ریشِ جس اسکی چلنے لگی۔ پھر وہ لعین پانی کی طرت بھاگا اور خود کو دریا کے فرات میں گر دیا اور آگ اس کے سر پر جس کے اوپر حرکت کرتی تھی جب وہ بد بخت پانی میں سے سر نکالتا تھا تو آگ اُسے بھلائی تھی یہاں تک کہ جہنم داخل ہوا کتاب حدیث کو میں اسی اسناد سے قاہم ابن اصبح سے روایت ہے کہ اس نے کہا ایک شخص داری میرے پاس آیا، اُس کا منہ سیاہ ہو گیا تھا، اس کے قبل وہ بہت وجیہ اور سرخ و سفید تھا میں نے اس سے کہا کہ تو اتنا متغیر ہو گیا ہے کہ تیرا پہچاننا مشکل ہے۔ اُس روسیادہ نے کہا کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس

سے قتل کیا ہے کہ جس کی پیشانی نورانی سے سجود کا نشان نمایاں تھا اور اس بزرگوار کا سر میں سے آیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ ایک دن میں نے اس شخص کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا وہ ملعون کرم و کبر کے ساتھ اپنے گھوڑے کو دوڑاتا تھا اور اس سہراؤ کو سینہ اسپر لٹکا رکھا تھا یعنی جب وہ گھوڑا دوڑاتا تھا تو وہ سہراؤ اس کے زانو سے مکرانا جاتا تھا، میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ ملعون اس سر کو زانو پر لٹکا کرے باندھنا تو بہتر تھا، میرے پاس بچہ جواب دیا کہ لے فرزند جو کچھ کہ یہ ملعون اس سہراؤ کو بے ادبی کرتا ہے اس سے زیادہ وہ خبر ہے کہ جو اس نے مجھ سے نقل کی ہے اس نے مجھ سے بیان کیا کہ جس دن سے میں نے اس جوان کو میں نے قتل کیا ہے یہ ہر شب میرے خواب میں آتا ہے اور میرا گریبان پکڑ کر کہنے لگتا ہے اور جہنم میں لے جا کر مجھے ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے پس میں اٹھتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کے ہمراہ کی عورت سے سنا وہ کہتی تھی مجھے اس ملعون کے فریاد کرنے سے رات کو نیند نہیں آتی پس میں کئی شخصوں کو ساتھ لے کر اس کی عورت کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ جو کچھ یہ مرد کہتا ہے سچ ہے یا جھوٹ؟ اس نے کہا کہ وہ سچ کہتا ہے۔

امام ہمام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ناظر ہے آپ جناب نے فرمایا اولاد البرصیان ملعون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا، حق تعالیٰ نے ان کے دست اختیار سے سلطنت کو نکال لیا اور ہشام بن ابی اسحاق کو قتل کیا تو اس کا ملک بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ولید بن یسکبن بن زید کو قتل کیا تو خدا نے عز و جل نے اس کے ملک کو بھی اس کے دست اختیار میں رہنے نہ دیا۔

اور کتاب کا اصل الزیارات میں سلیمان سے مروی ہے کہ کوئی فرشتہ فرشتوں میں سے آسمان پر باقی نہ رہا کہ جو تعزیت حضرت امام حسین علیہ السلام میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نہ آیا ہو اور آپ کو اس مصیبت عظیم میں صبر کرنے پر مبارکباد نہ دی ہو اور آپ کے نقل کی خاک تبرکاً نہ لے گیا ہو، اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ خداوند! خوار کرو اس کے خوار کرنے والوں کو اور قتل کر اس کے قتل کرنے والوں کو اور زنج کو اس کے زنج کوٹنے والوں کو اور ان کی مردوں کو برباد نہ کر، راوی کہتا ہے قسم ہے خدا کی کہ بڑی پلید سے بہت جلد بدل لیا گیا چنانچہ حسین کو قتل کرنے کے بعد وہ ملعون متعجب اور متعجب نہ ہوا اور وہ لعین دفعۃً گرفتار عذاب ہوا۔ رات کو شراب پی کر سویا تو سوتا ہی رہ گیا اور صبح کو اسے مردہ پایا اس کی صورت کس تار کو لکھ گیا ہوا تھی۔ اس کے تابعین سے نہیں سچا جو حسین کے خون میں شریک ہوا اللہ یہ کہ وہ جنوں و برص و جذام میں مبتلا ہوا بلکہ اس کی نسل میں ان امراض نے امریت کی۔ بعض کتب مناقب معتبرہ میں ابن زیاد کے دیوان سے نقل ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اس کے قہر میں

گیائیں نے دیکھا کہ اس کے منہ پر ایک شعلہ رقص کر رہا ہے۔ اُس ملعون نے اپنا دوسرے شخص آستین سے چھپالیا، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا دیکھا تو نے، میں نے کہا ہاں دیکھا کہنے لگا کسی سے اسکا اظہار نہ کرنا، دوایت میں ہے کہ ایک دن حجاج نے کہا جس شخص نے سہارے لئے مشقت اٹھائی ہو اور کوئی کار نہ لیا کیا ہو وہ اٹھ کر میرے دروازے تک آئے تاکہ میں اس کی جان فشانی اور مشقت کا صلہ دوں، ایک مرد دوڑا اٹھا اور کہنے لگا اے حجاج میری مشقتوں پر مجھے انعام دے۔ حجاج نے پوچھا تو نے کیا کام کیا؟ اُس ملعون نے کہا میں نے حضرت کو قتل کیا۔ حجاج نے کہا تو نے کس طرح انھیں شہید کیا؟ اُس ملعون نے کہا انھیں میں نے نیزے مارے اور تلواروں سے کٹے کٹے کیا اور کسی کو میں نے اس کام میں اپنے ساتھ شریک نہ کیا۔ پس حجاج نے کہا کہ اب میں تیرے ساتھ ایک مکان میں جمعیت نہ ہوں گا اور کہا کہ میں اسے دوسرا روای کہتا ہے مجھے خیال ہے کہ حجاج نے اسے کچھ نہ دیا۔

فتح ابن شجوف عابد کہتا ہے کہ میں ہر روز چڑیوں کو روٹی دیا کرتا تھا۔ جب میں نے اپنی عادت کے موافق روزِ عاشورہ اُن کے آگے روٹی ڈالی تو ان چڑیوں نے نہ کھایا میں نے سمجھا کہ اُن کے نہ کھانے کا سبب شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام ہے۔

راوی کہتا ہے کہ دو ملعونوں کو میں نے دیکھا جو وقت شہادت جناب سید الشہداء حاضر تھے۔ ایک تو ان میں سے بلائے فصیح و فہیم میں مبتلا تھا اور دوسرا اس حال میں گرفتار تھا کہ شہر آشوب کے آگے آتا تھا اور سب پانی اس کا پی جاتا تھا، اور ایک راوی کہتا ہے کہ میں نے اُن دونوں میں سے ایک کے پسر کو دیکھا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے۔

دوایت ہے کہ ایک اندھا بے دست و پا کہتا تھا کہ خداوند! مجھے آتش جہنم سے نجات دے۔ لوگوں نے پوچھا کہ تو نے کیا گناہ کیا ہے جو آتش جہنم سے رہائی کی دعا کرتا ہے۔ اُس ملعون نے کہا میں قاتلان حضرت امام حسین علیہ السلام میں تھا، جب وہ جناب شہید ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضرت کے پاؤں میں ایک قیمتی اور نادر ازربند غارت سے باقی رہ گیا ہے، میں نے چاہا کہ اس ازربند کو نکال لوں جو بتی میں نے ایسا ارادہ کیا لعنہ حضرت سے آپ کا دست مبارک دست بلند ہوا اور ازربند کو ایسا مضبوط پکڑا کہ میں اسے جدا نہ کر سکا۔ آخر کار میں نے اُن کے ہاتھ کو چھری سے قطع کیا اور پھر وہی قصد کیا، اس مرتبہ حضرت نے دست چھپا اٹھا کہ ازربند نہ پکڑ لیا اور اسے بھی میں نے کاٹ ڈالا اور وہی اس مرتبہ بھی ارادہ کیا تب کو بلا کی زمین اس طرح ہلنے لگی کہ میں مارے خوف کے کانپنے لگا اور اس کے بعد اللہ نے مجھ پر نیند غالب کی۔ میں انھیں لاشوں میں پھینکا۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا کو ساتھ لے ہوئے قتل گاہ

میں تشریف لائے ہیں اور آپ نے حضرت امام حسینؑ کا سر اور گود میں اٹھالیا۔ جناب فاطمہؑ اس مہر انور کے لیے لیتی تھیں اور کبھی تھیں اے نور چشم میرے تجھے قتل کیا، خدا ان لوگوں کو قتل کرے، کس نے یہ ظلم کیا تجھ پر اُس وقت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا اے مادر گرامی شمر شقی نے مجھے ذبح کیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ملعون جو سورہہ اس نے میرے ہاتھ کاٹے۔ جناب فاطمہؑ نے مجھے بد عادی کو حق تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو قطع کرے اور تیری آنکھوں کو نڈھال کرے اور تجھے داخل جہنم کرے۔ جب میں چونکا تو مجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور روشنی چشم بالکل جاتی رہی تھی اور ہاتھ اور پاؤں بھی کٹے ہوئے تھے اور سب دعائیں جناب فاطمہؑ کی مستجاب ہوئیں اب جہنم میں جانا باقی نہیں۔

کا تشفیہ امر علیہ اور دقائق امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام اور ریح الامین اور ملک الموت ہر کافر پر جانکشی کے وقت تشریف لاتے ہیں ، امیر المؤمنین عروس کذا سے عرض کرنے میں کوئی شخص دشمن اہلبیت ہے اسے آپ بھی دشمن رکھئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل امین سے فرماتے ہیں کہ یہ دشمن خدا ہے اور ہمارا دشمن ہے پس تم بھی اسے دشمن رکھو ، جبرئیل امین ملک الموت سے یہی کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کی روح کو ستمی کے ساتھ فیض کر دے اس وقت ملک الموت اس کافر کے پاس جا کر پوچھتے ہیں کہ اے بندہ خدا آیا تو نے اپنی رہائی اور بچاؤ کی کوئی فکر کی ہے ، تیرے پاس نجات کی کوئی دستاویز ہے ؟ وہ یہ سنکر کہتا ہے نجات کی دستاویز کیا ہے ؟ عزرائیل کہیں گے نجات کا پروانہ علی کی محبت ہے ، وہ کہے گا میں انھیں نہیں پہچانتا سہو ، ان کا اعتقاد رکھتا ہوں ، عزرائیل کہیں گے اے دشمن خدا پھر تو کیا عقیدہ رکھتا ہے تجھے غضب خدا اور دردناک عذاب کی بشارت ہو جس چیز کی تو امید رکھتا تھا اب مفقود ہے اور جس چیز سے تو ڈرتا تھا موجود ہے ، اُس کے بعد اس کے جسم ناپاک سے اُس کی روح بے سنجی کھینچی جاتی ہے اور سو شیطان اس پر متین ہوتے ہیں کہ اُس کے روئے نجس پر تھوکا کریں اور بدلہ سے ایذا دیں ، اور جب اسے قبر میں رکھیں گے تو ایک دروازہ دوزخ کا اُس کے رو برو کھولا جائے گا جس سے جہنم کی گرمی اور بدبو اُس تک پہنچا کرے گی ، اس کے بعد اس بد بخت کی روح وادی برہوت کے پہاڑوں پر لے جاتی جائے گی جہاں وہ حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام کے زمانے تک سوغات میں داخل رہے گا اور غضب و عتاب خدا میں گرفتار رہے گا اور جب وہ جناب ملو فرمائیں گے تو اُسے قتل کریں گے جیسا کہ خدا نے عزوجل کافروں کی زبان سے قرآن مجید میں فرمایا ہے رَبَّنَا آمَنَّا اَشْتَكِيَنَّ وَ اَحْيَيْنَا اَشْتَكِيَنَّ فَاَعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوجٍ مِّنْ سَيِّئٍ ؕ یعنی اے پروردگار ! دو بار تو نے ہمیں ملامت اور بدو بار زندہ کیا ، ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ، انا کوئی راہ رہائی کی ہے قسم خدا کی

عمر سعد شوم اپنے قتل ہونے کے بعد بصورتِ میمون مسخ ہو کر اپنے گھر میں آبادہ اپنے گھروالوں کو ہچکچاتا تھا لیکن وہ لوگ اُسے نہ پہچانتے تھے، خدا کی قسم جب تک ہمارے دشمن مسخ نہ ہوں زاد ختم نہ ہوگا ہر ایک اُن میں سے اچھی فہم کی میں بند رہا سوز کی شکل میں ہو جائے گا اُس کے بعد عذاب اور آتش جہنم میں گرفتار ہوگا، مصنف علیہ الرحمہ نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب رکھتی ہے اور جب سید مرتضیٰ علم الہدی رحمہ اللہ کے اس روایت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے انکار فرمایا کہ جو بات نادرست ہے وہ یہ کہ روح ایک خالق الٰہی الکل کر دو سکے قالب میں چلی جائے نہ یہ کہ جسم ہی دوسری شکل اختیار کرے (یعنی دوسری شکل درست ہے) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے جسم مثالی یا اجزائے اصلیہ میں تغیر واقع ہوا ہو اور جبکہ ایک جلد میں محلات سابقہ میں گذرا۔

ابو جعفر طوسی رحمہ اللہ نے کتاب النبی میں فرمایا ہے کہ معاویہ بن وہب کہتا ہے میں ایک دن امام
حضر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک مرد پیر قافست خمیدہ آیا اور اس نے حضرت کو سلام
کیا حضرت نے اس کے سلام کا جواب دے کر فرمایا: "اور نزدیک آ" اس مرد نے آکر حضرت کے دستہائے
مبارک کا بوسہ لیا اور رونے لگا، حضرت نے فرمایا: "اے شیخ! تو کیوں روتا ہے؟" پیر مرد نے کہا حضرت
قریب سو برس کے ہوئے کہ میں ہمیشہ آپ کے غلبہ اور تسلط کا امیدوار ہوں اور ہمیشہ اسی خیال میں ہوں کہ آج
کے دن یا اس جیسے میں یا اس برس میں آپ کے لئے کشائش ہوگی لیکن کسی طرح آپ کے تسلط و غلبہ کو نہیں
پاتا پس آپ مجھے میسر دے دے کہ کیا اہل امت فرماتے ہیں۔ امام انام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شیخ! اگر تیری
موت نے تاخیر کی اور قیام قائم علیہ السلام تک زندہ رہا البتہ تو ہمارے ساتھ ہوگا اور نہیں تو درزیات
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوگا، اس وقت اس مرد پیر نے کہا کہ میں کچھ خوف اور
غم نہیں رکھتا، پھر حضرت نے اس حدیث کو نقل فرمایا: "إني تارك فيكم الثقلين ما ان تمسكتم
بهم لان تقبلوا" یعنی کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی اس کے بعد ارشاد فرمایا اے شیخ! تو زندہ ہوگا
اور ہمارے ساتھ ہوگا۔ پھر فرمایا: "اے مرد پیر تجھے اہل کوفہ سے نہیں جانتا ہوں۔ اس نے کہا یا حضرت! میں
میں آپ پر فدا ہوں، میں دیہات کوفہ کا باشندہ ہوں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تو میرے جد بزرگوار
حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر سے کتنے فاصلہ پر رہتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا مولا! بہت نزدیک
رہتا ہوں۔ فرمایا تو زیارت کو جاتا ہے؟ اس نے کہا یا مولا میں اکثر زیارت کرتا ہوں۔ فرمایا: "اے
شیخ! یہ وہ خون ہے جس کے ذریعے حق تعالیٰ مصیبت ہائے اولاد و جناب فاطمہ علیہا السلام کا انتقام
لے گا اور کسی شخص پر امام حسینؑ جیسی مصیبت نہیں گذری کیونکہ اے شیخ! سرہ بزرگوں کے لئے اہلبیت

سے شہید ہوئے اور کون سی سعی و کوشش ہے جو انھوں نے راہ خدا میں نہیں کی اور کون سا صبر و استقلال ہے جس کے جوہر طاعت رب العالمین میں نہیں بجالائے حق تعالیٰ انھیں بہترین جزا عنایت فرمائے، جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو ساتھ لے کر عہد قیامت میں آئیں گے اور اپنا ہاتھ اپنے نوحہ چشم کے سرخونچ کاٹ پر رکھ کر درگاہ خدائے عزوجل میں عرض کریں گے کہ لے پروردگار! اس امت جفاکار سے استفسار کر کہ کس گناہ کے بدلہ انھوں نے میرے فرزند کو قتل کیا اس کے بعد فرمایا کہ سب مصیبتوں میں یہنا مکروہ ہے مگر وہ رونا جو امام عالی مقام کی مصیبت میں ہو موصلاً۔

مصفیٰ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بعض روایات علماء میں بروایت سلسلہ بعض اصحاب سے اس طرح وارد ہوا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعاب دہن حضرت امام حسین کا یوں چوستے تھے جس طرح کوئی نیشکر کو چوستا ہے اور فرماتے تھے حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، سب خدا اس کے دوست کو دوست رکھے اور اس کے دشمن کو دشمن رکھے حسین ایک سبط ہے اسباب میں سے اور حق تعالیٰ اس کے قاتل پر لعنت کرے اس وقت جبریل امینؑ نے نزول فرمایا اور کہا حق تعالیٰ نے خون کچی علیہ السلام کے عوض میں ستر ہزار منافقوں کو قتل کیا اور آپ کے نواسہ حسینؑ مظلوم کے عوض میں ستر ہزار اور ستر ہزار ظالموں کو قتل کرے گا، یقیناً امام حسینؑ کا قاتل ایک آگ کے صندوق میں ہوگا اور نصف خذاب اہل دنیا کا اس پر کیا جائے گا اور اس ملعون کے ہاتھ پاؤں آگ کی زنجیروں سے باندھ کر سر کے بل درکب اسفل جہنم میں ڈالیں گے اور اس کی بدبو سے اہل و فرخ خدائے پناہ مانگیں گے اور وہ ملعون ابد الابد اس میں رہے گا، آب گرم جہنم اسے پلایا جائے گا اور کبھی اس کی غذا میں تخفیف نہ ہوگی۔

ایک روایت میں وارد ہوا ہے ایک فرشتہ جو کبھی آسمان سے زمین پر نازل ہوا تھا زیارت جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشتاق ہوا اور پروردگار سے اس نے اجازت چاہی حکم ہوا کہ جا اور ہمارے پیغمبر کو خبر دے کہ ایک شخص آپ کی امت سے کہ جس کا نام یزید ہوگا آپ کے نواسہ حسینؑ کو قتل کریگا اس نے عرض کہ خداوند اے میں ان حضرت کی زیارت کو جاؤں، اس سانحہ کو ان کی خدمت میں کیونکر عرض کروں مجھے شرم آتی ہے کہ میں انھیں خبر قتل حسینؑ سے نمکین اور درد مند کروں کاش کہ میں زمین پر جانے کا ارادہ نہ کرتا، ارشاد ہوا کہ جو تجھے حکم ہوا ہے بجالا لیں وہ فرشتہ جناب رسول خداؐ کے پاس آیا اور اپنے پیروں کو کشادہ کیا اور عرض کیا کہ میں نے جناب احدیت سے آپ کی زیارت کی اجازت مانگی تھی مجھے اجازت ملی اور یہ خبر وحشت اثر پہنچانے کا حکم ہوا کاش پروردگار دونوں بازو میرے توڑ ڈالتا اور اس واقعہ ہائے کی خبر پہنچانے کا ذمہ دار نہ بناتا لیکن سوا اس کے چارہ نہیں کہ حکم خدا بجالاؤں، آگاہ ہوئے اے مستند

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یزید نامی ایک ملعون آپ کی امت سے (خدائے عزوجل اس پر لعنت اور خذاب دنیا و آخرت میں زیادہ کرے) آپ کے نواسے کو قتل کرنے کے بعد دنیا سے منتفع نہ ہوگا مگر بہت تھوڑا اور حق تعالیٰ اس سے یکبارگی اس کے افعال ناپسندیدہ پر مواخذہ کرے گا اور ہمیشہ وہ لعین جہنم میں رہے گا پس جناب رسول خداؐ اس خبر وحشت اثر کو سنکر بہت رئے اور اس کے بعد اس فرشتہ سے پوچھا کہ اس کے قاتلوں کو نجات ہوگی، دنیا میں ان کی زبانوں اور دلوں میں موافقت نہ ہے گی اور عقیقی میں دردناک غذا جہنم میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔

مروی ہے کہ کعب الاحبار یا ام خلافت عمر بن خطاب میں مسلمان ہوا تھا لوگ اس سے فتنہ ہائے زمانہ آئندہ کے متعلق سوال کرتے تھے اور وہ مکتب قدیم سے نقل کرتا تھا اس نے چند سانحوں اور واقعوں کے ذکر کرنے کے بعد جو عالم میں ظاہر ہوں گے یہ ذکر کیا کہ تمام مصائب سے شدید تر اور تمام حوادث سے عظیم تر امام حسین علیہ السلام کا واقعہ ہے جو قیامت تک لوگوں کی یاد سے محو ہونے والا نہیں ہے اور وہ ایسا فساد ہے جسے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔ ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس جو فساد پہلے دنیا میں ظاہر ہوا وہ قتل ہابیل ابن حضرت آدم علیہ السلام ہے اور آخر فساد شہادت امام حسین علیہ السلام ہے ان کی شہادت کے دن آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اور ملائکہ کو حکم ہوگا کہ گریہ و زاری کریں اور وہ خون کے آنسوؤں سے روئیں گے اور جب تم دیکھو کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے تو جانو کہ آسمان مصیبت امام پر روتا ہے لوگوں نے پوچھا کہ پیغمبروں کے قتل ہونے پر آسمان کیوں رو یا درسا لیکہ وہ حسینؑ سے افضل ہیں، کعب الاحبار نے کہا وائے تم پر حسینؑ کا شہید ہونا امر عظیم ہے کیونکہ وہ فرزند جناب سید المرسلینؐ اور بلند فائز انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور انھیں بڑے ظلم و جور کے ساتھ علی الاعلان قتل کریں گے اور ان کے بارے میں ان کے جذبات رگوار کی وصیت کی کوئی رعایت نہ کریں گے، تم کو معلوم ہے کہ حسینؑ پرورش یافتہ اب دہن رسولؐ ہے اور اس جناب کا ایک جزو حصہ ہے۔ یہ حیثیت عہد کرط میں دیکھ ہوں گے، قسم اس خدائے عزوجل کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے کہ ان پر ساتوں آسمان کے فرشتے روئیں گے اور تا قیام قیامت گریہ و زاری ان کی کم نہ ہوگی اور یقیناً اس جناب کی جائے شہادت و دفن بہترین جائے عالم ہے اور کوئی انبیائے عظام سے ایسا نہیں ہے جو اس مقام محترم کی زیارت سے مشرف نہ ہو اور اس جناب کے مصائب ہوش ربا پر گریاؤں نالائے ہو اور ہر روز ایک گروہ ملائکہ و کروبیاں اور ایک جماعت انس و جان اس مکان فیض الشان کی زیارت سے مشرف ہوتی ہے اور ہر شب جمعہ کو نوے ہزار فرشتے اس مقام محکم میں نازل ہوتے

حضرت آدمؑ اور نوحؑ کا منظر رکھا

ہیں اور انھیں بہادر نازدار اس امام عالی وقار کی مصیبت پر روتے ہیں اور ان کے فضائل بے شمار
کے ذکر و یاد کا میں مشغول رہتے ہیں اور ان حضرت کو آسمان پر حسین مذہب اور زمین ابو عبد اللہ
مقتول اور دریاؤں میں پسند اور مظلوم کہتے ہیں اور ان کی شہادت کے دن آفتاب میں گہن لگے گا
اور اس شب کو چاند کو بھی گہن لگے گا اور صفحہ عالم میں دن متواتر تیرہ دن ایک ہے گا اور آسمان
لہو کے آنسوؤں سے روئے گا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور دریا خوش و خوش میں آجائیں گے
اور اگر ان کی ذریت طاہرہ اور وہ شیعہ جو ان حضرت کے خون کا انتقام لیں گے روئے زمین پر باقی نہ رہتے
تو حق سبحانہ تعالیٰ آسمان سے ایسی آگ برساتا کہ سب اہل زمین فنا ہو جاتے، پھر کعب الاحبار نے
کہا: لوگو! تم میری پیشین گوئی پر تعجب کرتے ہو، دراصل ایک خداوند عالم نے کوئی چیز اکاں و مایکون سے
نہیں چھوڑی ہے کہ جس کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ دی ہو اور کوئی بندہ ایسا نہیں پیدا ہوا نہ پیدا
ہوگا جس کو عالم درمیں حضرت آدم علیہ السلام کو نہ دکھایا گیا ہو، چنانچہ جس وقت ان کو امت محمدی اور
اس کا دنیا کے لئے آپس میں لڑنا جھگڑنا دکھایا گیا، اس وقت صغی اللہ نے درگاہِ خداوندی میں عرض
کیا کہ اے پروردگار اس امت میں جو تمام امتوں سے بہتر ہے یہ نزاع و فساد کیوں ہے؟ ارشاد ہوا کہ
چونکہ انھوں نے آپس میں اختلاف کیا پس ان کے دل مختلف ہو گئے اور یہ فساد کریں گے زمین میں جیسا
کہ قبائل نے فساد کیا اور یہ پادشہ جگر حضرت خیر البشر اور سرور عالم کو قتل کریں گے۔ اس گفتگو کے بعد حق
سبحانہ تعالیٰ نے جائے قتل حسین مظلوم اور اس قوم شوم کا سینے کے گرد ہجوم حضرت آدم علیہ السلام کو
دکھایا حضرت آدم نے بلا حلف فرمایا کہ منہ اس قوم گمراہ کے مانند شب تاریک سیاہ تھے۔ اس وقت
انھوں نے دعا کی کہ خداوند ان ظالموں سے اپنے حبیب کے فرزند کا انتقام لے۔

سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ جس سال حضرت امام حسین کو شہید کیا اس کے دوسرے برس
ایام حج میں میں حضرت سید الساجدین امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور میں نے عرض
کی کہ اے میرے مولا! موسم حج قریب ہے مجھے کیا حکم ہوتا ہے، ارشاد کیا کہ اپنی نیت کے مطابق جا کر حج
کر۔ اذن پاک میں روانہ ہوا اور مناسک حج کمالا۔ ایک دن میں نے اثنائے طواف میں ایک شخص کو دیکھا
کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور اس کا منہ مانند شب تاریک سیاہ ہے وہ خانہ کعبہ کے پردوں
سے لپٹا ہوا آہتا ہے لے خداوند کعبہ منظم اور لے پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے اگرچہ مجھے
یہ گمان نہیں ہے کہ تو میرے گناہوں کو بخشے گا اور معاف کرے گا چاہے تمام ساکنانِ روئے زمین
آسمان اور تمام تیری مخلوقات، انس اور جن سے مجھ گناہ گار و سیاہ کی شفاعت کریں،

ریت اڑا کر تیرے بدن پر پڑے، تیرے ہاتھ کس ملعون نے قطع کئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرض کی کہ لے جبرگوار ایک ساربان مدینہ سے میرے ساتھ تھا جب میں وضو کو جانا تھا تو وہ عین بغیر لباس ازارد ہو گیا تھا اور آندور کھتا تھا کہ اے سے اے میں نے اس کے ذرا کہ میں جانتا تھا کہ یہ فعل اس سے سرزد ہو گا جب میں شہید ہوا تو عین ساری لاشوں میں ڈھونڈا بھلا ہوا تک کہ میری لاش پر پہنچی اور مجھے سہرا یا میں نے ازارد میں بہت ہی گرمیں دی تھیں اس ملعون نے ایک گرہ کھولی میں نے دہشتہ ہاتھ سے ازارد کچر کیا اس روسیہ نے تلوار کے ٹکڑے سے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا اور جب دوسری گرہ کھولنے لگا میں نے بایاں ہاتھ ازارد بند پر رکھ دیا، اس سنگدل نے میرا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ ڈالا، اس کے بعد قصد کیا کہ ازارد بند کھولے، اس وقت وہ ملعون آپ کے تشریف لانے سے آگاہ ہوا اور اپنے تئیں لاشوں میں گرا دیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلام سننا تو بے اختیار زار زار روئے اور میرے پاس آکر ارشاد کیا اے ساربان بے ایمان تیری کیا شامت آئی تھی کہ تو نے ان ہاتھوں کو قطع کیا جن کے اکثر جبریل امین اور ملائکہ مقربین پوسے لیا کرتے تھے اور تمام اہل زمین آسمان نے ان ہاتھوں پر فخر و مباہات کی ہے، کیا تیرے لئے وہ تمام ظلم جو ان ملائین نے میرے اہلیت پر کئے کافی نہ تھے، اے شتربان! پروردگار عالم تیرے منہ کو دنیا و آخرت میں سیاہ کرے اور تیرے ہاتھ اور پاؤں قطع کرے اور ہمارے قاتلوں میں تجھ کو بھی مشور کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ میں شل ہو گیا اور میرا منہ مانند ریشہ تار ایک سیاہ ہوا اس حال سے یہاں پہنچ کر اپنی مغفرت کی دعا کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ ہرگز نشناہ جاؤں گا۔ داوی کہتا ہے کہ کوئی شخص نہ کہ مغفرت میں باقی نہ رہا کہ جس نے اس نفل کو اس ملعون سے نہ سنا ہوا اور باعث تقرب خدا سمجھ کر اس پر لعنت نہ کی ہو۔ سب کہتے تھے کہ اے لعین روسیہ اور اے بے ایمان گمراہ تیرے لئے یہ گناہ کافی ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

ایک مرد ہنگر باشندہ کوفہ سے روایت کرتا ہے اس نے کہا جب لشکر عمر سعد بد اختر امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لئے شہر کوفہ سے چلا تو میں بھی تھیجا اور ازار ہنگری لے کر ان کے ساتھ گیا جس وقت یہ لشکر قریب کربلا پہنچا تو میں خیموں کی مینیں اور کھوکھوں کی پائیں اور تیروں کی پکیاں ان اشتیاق کے لئے بناتا تھا، اور اگر کوئی نیزہ یا خنجر یا تلوار کچ ہو جاتی تھی تو میں اسے درست کر دیتا تھا اور چونکہ میں اس فن میں استاد تھا اس لئے میں نے بہت روپیہ پیدا کیا اور خوب شہرت پائی یہاں تک کہ حضرت امام حسینؑ کے پاس وارد ہوئے۔ ہم نے بھی بسرعت تمام نہر علقہ کے کنارے خیمے

صحرائے پر جہاں میں بلند ہوئی اور کثرت نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری سے آثار قیامت ظاہر ہوئے اور کربلا کے جنگل میں کوئی بڑی دردناک آواز میں یہ نوحہ پڑھتا تھا ۝

وَالْبُكَاهُ وَالْمَقْتُولَةُ وَادْبُجَاهُ وَالْحَسَيْنَةُ وَالْعَسِيرَةُ

لے میرے فرزند! تجھے قتل کیا اور تجھے نہ پہچانا اور پانی پینے سے محروم رکھا۔ میں ان ہوشربا آوازوں کے سننے سے بخود ہو گیا اور میں نے اپنے گولا شوں میں چھپا دیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ تین مرد بزرگوار اور ایک عورت عالی وقار وہاں تشریف لائے ہیں اور ان کے گرد ایک عجمت کثیر ہے کہ تمام روئے زمین ان کی کثرت سے بھر گئی۔ ان میں سے ایک شخص کہہ رہا ہے کہ اے میرے فرزند! اے حسین شہید! تجھ پر تیرا نانا قدام ہو۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ اٹھ بیٹھے اور سر مبارک ان کے جسم مطہر پر موجود ہو گیا۔ آپ نے جواب دیا: لیک لے جبرگوار میرے، اے رسول خدا اور اے علی مرتضیٰؑ اور اے مادر گرامی فاطمہ زہرا اور اے بھائی حسن مجتبیٰؑ جو زہر جفا سے شہید ہوئے آپ سب پر میری جانب سے سلام ہو۔ اس کے بعد حضرت امام حسینؑ نے رو کر فرمایا: اے جبر بزرگوار میرے خولش و اقربا کو ان اشتیاق نے قتل کیا اور چادریں تک اہلیت عصمت و طہارت کے سر سے اتار لیں اور مال و اسباب سارا لوٹ لیا اور ہمارے اطفال کو ذبح کر دیا۔ لے جبرگوار افسوس ہے کہ آپ ہمیں اس حالی تباہ میں دیکھ رہے ہیں۔ ساربان کہتا ہے کہ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ وہ سب لوگ آنحضرت کے گرد بیٹھے اور باوا از بلند زار زار شل ابر بہار روئے اور جناب فاطمہ زہرا نے اپنے بابا کی طرف رخ کر کے فرمایا لے پدر بزرگوار! آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کی امت نے میرے فرزند دلبند کے ساتھ کیا سلوک کیا، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے فرزند کا خون لے کر اپنے ہاتھ پر ملوں اور قیامت کے دن اسی صورت سے درگاہ کبریا میں فریادی حاضر ہوں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہؑ تم بھی خون حسینؑ لے کر لو اور ہم بھی لے لیں پس میں نے دیکھا کہ جناب فاطمہؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی ریش مبارک سے اپنے پلو میں خون لیا اور اسے اپنی پیشانی پر ملا اور جناب رسالتؐ اور علیؑ ابن ابی طالب اور حضرت امام حسنؑ نے بھی خون حسینؑ اپنے سینہ و گردن اور کہنیوں تک ہاتھوں پر ملا، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ میں فدا ہوں تجھ پر لے حسینؑ قسم خدا کی مجھ پر نہایت شدید ہے کہ میں تجھے اس حال میں دیکھوں کہ تیرا سر اور دونوں ہاتھ کے ٹھہوں اور تیری نورانی پیشانی خون میں بھری ہو اور حلق نازنین سے خون ٹپکتا ہو اور تیرا لاشہ ریگستان بیابان میں پڑا ہوا اور ہوا کے جھونکوں سے

برپا کئے اور لڑائی شروع ہوئی اور امام عالی مقام کو صحابہ پانی سے محروم رکھا اور سب کو شہید کیا، میں انیس دن ان لوگوں کے ساتھ رہا، وقت مراجعت مال بسیار کے کرایسیران الہیتا ہلاڑ کے ساتھ شہر میں آیا، عبید اللہ ابن زیاد نے اسیران الہیت کو قید کر کے یزید کے پاس بھیج دیا اور میں اپنے گھر میں رہا، ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور خلق اللہ صحرائے محشر میں مانند مورخچہ ایران و مصر طوط و درڑی ہے اور شدت تشنگی سے ہر شخص کی زبان منہ باہر نکل کر سینہ پر لٹک آئی ہے اور مجھے اس قدر پیاس تھی کہ مجھے خیال تھا کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ پیاسا نہ ہوگا، شدت تشنگی سے آنکھیں دیکھنے سے اور کان سننے سے بیکار ہو گئے تھے اور ایک حالت غشی طاری تھی، بے آبی نے میرے عقل و ہوش کو کم کر دیا تھا، حرارت آفتاب نے مغز سر کو کھلادیا تھا اور زمین اس قدر عطشی تھی جیسے رال آگ پر جلتی ہے، حرارت زمین سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پاؤں کے دونوں پنچے جدا ہو گئے، قسم خدا کی کہ اگر مجھے پیاسا رہنے اور اپنے بدن کے گوشت کا ٹکڑا اہو پینے میں مجھ لیا جاتا تو میں بسبب شدت تشنگی کے اس امر پر راضی ہو جاتا کہ میرے گوشت کو کاٹیں اور میں اپنا اہو پی لوں، اس اثنا میں ایک شہسوار بانہایت حسن و جمال اور شوکت و جلال نمودار ہوا، اس کے چہرہ پر نور سے تمام صحرائے محشر روشن و منور ہو گیا اور ہزاروں غنیم و غنیم پیمبر اور اولیاء و شہداء اور صلحا اس کے جلو میں تھے وہ مانند باد تند برق جہنہ صحرائے محشر سے گزر گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک اور سنوار نظر آیا جس کی پیشانی مانند شب چہارہ درخشاں تھی، ہزاروں آدمی اس کے رکاب نظر آتے سب میں سرگرم اطاعت و فرمانبرداری تھے، اس کے کروہ اور شوکت و شان سے میرے بدن پر بال کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ کانپنے لگے، ازل سے مجھے اپنے دست و پا کا ہوش نہ تھا اس لئے میں نے سوار اول کا حال نہ پوچھا، ناگاہ اس سوار نے اپنے گھوڑے کی باگ تھام لی اور اپنے اصحاب سے اشارہ کیا کہ اس شخص کو بکڑ لاؤ، اس شخص نے اُن کے ہمراہوں میں سے اس زور سے میرے بازو کو پکڑا کہ گویا حلقہ آہن گرم نے میرے ہاتھ کو لپیٹ لیا، وہ شخص مجھے کھینچتا ہوا اُس سوار کی طرف لے چلا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرا دھننا بازو شان سے اکھڑ گیا ہے، میں نے جس قدر اس کی منت و سماجت کی کہ ذرا آہستہ میرے ہاتھ کو پکڑے اُس نے اور زیادہ زور سے پکڑا، میں نے کہا کہ اسے شخص تجھے قسم ہے اس شخص کے حق کی جس کے حکم سے تو مجھے پکڑنے آیا ہے، یہ بیان کر کے یہ کون ہے؟ اُس نے کہا میں فرشتگان الہی میں سے ایک فرشتہ ہوں، بار دیگر میں نے پوچھا کہ یہ سردار باوقار کون ہے؟ اُس فرشتہ نے کہا یہ مالک قبضہ ذوالفقار

نائب رسول مختار قسیم جنت و نار حیدر کرار ہیں، پھر میں نے پوچھا کہ وہ شہسوار تندر و تندر جو ان سے پہلے گزر گیا وہ کون تھا؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ عنوان صحیفہ زکریا رحمت کرگار سرور صفار کبار جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، میں نے پوچھا عنوان و انصار جوان و زولیا بزرگوں کے جلو میں تھے وہ کون تھے؟ اُس نے کہا وہ انبیائے عالی مقام و ادھیائے اہلار اور شہدائے اخیار و صلحا اے ابرار و مومنین خوش کردار ہیں، بار دیگر میں نے عرض کیا مجھ سے کونسا گناہ منور ہو رہا ہے جس کے عوض میں مجھے اس عتوب و عذاب میں گرفتار کیا ہے فرشتے نے کہا ام کہ حکم کے تابع ہیں جو ہمیں ارشاد ہوا بجالائے اور قصور ہمیں معلوم نہیں لیکن اتنا جاننا ہے کہ تیرا حال بھی یہی ہوگا جیسا اس جماعت بے سعادت کا حال ہو رہا ہے جب میں گرد و پیش دیکھنے لگا کہ جماعت کون کی ہے کوئی سے یہ فرشتہ مجھے خبر دیتا ہے کہ ایک میں نے دیکھا کہ عرصہ معین معادیک جماعت کے جن میں سے بعض کو پہچانتا تھا اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا ساخطہ وارد ہوئے وہ عمر سعد بن عین کی گردن میں زنجیر آہنی پٹری ہوئی تھی، اور اس کے کانوں اور آنکھوں سے آگ نکلتی تھی، یہ دیکھ کر مجھے اپنی موت کا یقین ہو گیا اور باقی جماعت باغیہ کا یہ حال تھا کہ کسی کی گردن میں طوق پڑا ہے اور کسی کے پاؤں میں زنجیر ہے اور بعض میری طرح سے ملائکہ عذاب کے ہاتھ میں گرفتار تھے وہ لوگ تھوڑی راہ مجھے لے گئے تھے کہ میں نے دیکھا سوار اول یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کرسی بلند و زنگار پر جو سفید موموں سے بنائی گئی تھی، بیٹھے ہیں، ادا ان کے داہنے طوط اور دوزر نگوار و نشان حاضر ہیں، میں نے ایک فرشتہ سے پوچھا کہ یہ دونوں شخص کون ہیں؟ اُس نے کہا، حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام ہیں، اُس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا کہ اے علی تم نے کیا کیا؟ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسے قاتلان جہنم کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا ہوں، آہنگر کہتا ہے یہ کلام جناب امیر کاس نکو میرے ہوش و حواس درست ہوا اور شکر خدا میری زبان پر جاری ہوا کہ میں قاتلان جہنم میں نہ تھا، جناب رسول خدا نے ان ملعونوں کو سامنے بلایا اور ہر ایک سے حسین کے مصائب پوچھتے گئے، اور روتے تھے، حضرت کو گریاں دیکھ کر تمام حاضرین مجلس شریف گریہ و زاری کرتے تھے اور حضرت کے رونے کا سبب یہ تھا کہ ہر ایک شقی ان اشقیاء میں سے ایسا جانسوز بیان کرتا تھا کہ دل سنگ آب اور جگر آہن کباب ہوتا تھا، ایک ملعون نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اس شدت گرامی حسین پر پانی بند کیا تھا، ایک شقی نے کہا کہ میں نے اُن کی نعشیں مہر پر گھوڑا دوڑایا تھا، کسی نے کہا جس وقت میں نے اُس امام

تو نے متاسف ہو کر آہ کیوں کھینچی، میں نے کہا کیونکر تاسف نہ کروں کہ تو نے اس مصیبت کا ذکر کیا جس کے مقابل میں ساری مصیبتیں اور سختیاں پست ہیں۔ اُس نے کہا کہ آیا تو اس وقت اس معرکہ میں نہ تھا۔ میں نے کہا اسحٰب اللہ کہ وہاں نہ تھا۔ کہنے لگا کہ تم کس بات کا شکر کرتے ہو، میں نے کہا اس کا شکر کرتا ہوں کہ میں زمرہ قاتلانِ حسین میں داخل نہیں ہوں، کیونکہ ان کے جذباتِ زکوار نے فرمایا ہے کہ حسینؑ شخص سے روز قیامت میں میرے فرزند حسینؑ کا خون طلب کیا جائے گا۔ اُس کے اعمال کا پتہ ہلکا ہو گا۔ اُس نے کہا اُن کے جذباتِ زکوار نے یوں ہی فرمایا ہے۔ میں نے کہا ہاں اور یہ بھی ارشاد کیا ہے کہ میرا فرزند جو روز قیامت قتل کیا جائے گا اور اُس کا قاتل ایک صندوقِ آتش میں ہو گا اور نصف عذاب اہل جہنم اس ملعون پر کیا جائے گا اور اُس کے ہاتھ پیروں میں زنجیریں ڈالیں گے، اس کی بدبو سے اہل جہنم خدا سے عزوجل سے پناہ مانگیں گے اور اُس کے پیروں کا کال اور ہاتھ بھی اس فعل سے راضی ہو اُس کا حال بھی مثل اس کے حال کے ہو گا اور جب اُن کی جلد جل جائے گی تو ایک اور جلد تبدیل کی جائے گی تاکہ عذابِ جہنم خوب محسوس ہو اور کبھی ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی، اور وہ جہنم کا گرم پانی پیئیں گے، ولے ہو اُن پر عذابِ آتش جہنم سے اُس ملعون نے مجھ سے کہا کہ تو اس کلام کو باور نہ کر۔ میں نے کہا کیونکر باور نہ کروں، جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے۔ اُس شخص نے کہا کہ آیا تو نے نہیں سنا ہے کہ لوگ جناب رسول خدا سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ قاتلانِ حسینؑ قتل حسینؑ کے بعد بہت زندگی نہ پائیں گے، اور حال یہ ہے کہ میں تو بے بس کا ہو گیا ہوں تو مجھے نہیں پہچانتا ہے۔ میں نے کہا واللہ! میں نہیں پہچانتا۔ کہنے لگا میں انیس ابن زید ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تو نے کہا میں کیا کیا تھا؟ اس ملعون نے کہا میں اُن سواروں کا سردار تھا کہ جنہیں عمرو بن عبد العزیز نے لعشِ امام حسینؑ پر گھوڑے دوڑانے کا اور پالِ سبم اسپاں کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس ہم نے اُن کی لعشِ پاش پاش پر اتنے گھوڑے دوڑائے کہ پہلو کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں، اور میں ہی وہ ہوں جس نے اُن کے فرزند بیمار کے نیچے سے سجادہ کھینچا اور اُن کو منہ کے بل گرا دیا، اللہ میں ہی وہ ہوں جس نے سکینہ دخترِ حسینؑ کے کان چیر ڈالے اور گوشوارے کھینچ لئے۔ مرادی کہتا ہے کہ اس کے کلامِ بد انجام سے میرا دل زخمی ہو گیا اور میں رونے لگا اور اُس کے ہلاک کرنے کی مجھے فکر ہوئی کہ ایک مرتبہ چراغ کی روشنی کم ہوئی میں اُس کا کہ درست کروں، اُس ملعون نے مجھ سے اُٹھنے دیا اور کہا بیٹھے رہو، وہ اپنے سلامت رہنے پر تعجب کرتا تھا اور سرگرم حکایت تھا اور آپ ہی اُس نے ہاتھ بڑھا کر چاٹا کاپی اٹھی

امام عالی وقار کو بے یار و مددگار با حالِ زار روئے زمین پر پڑا دیکھا تو میں نے اُن کے سینہ پر نور پر چڑھ کر خنجرِ آبدار سے اُن کے گلے خشک کو کاٹا۔ ایک روسیہا نے کہا کہ میں نے ان کے فرزند بیمار کو تان کو مارا۔ اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا **وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ** یعنی اے میرے اہلبیت میرے بعد تم کسی بلا و محنت میں گرفتار نہ ہوئے۔ بعد ازاں حضرت رسول خدا نے حضرت آدمؑ و حضرت نوحؑ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو اے پدرِ بزرگوار حضرت آدمؑ اور اے برادرِ عالی مقام نوحؑ میرے بعد میری امت نے میری ذریت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ یہ کلام حضرت کا وہ تھا جس سے جمیع اہلِ مشرورش میں اُٹھے۔ اس کے بعد جناب رسالتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملائکہ جہنم کو حکم فرمایا کہ ان ملعونوں کو لے جا کر داخلِ جہنم کرو اور ایک ایک کو عذابِ الیم میں مبتلا کرو۔ بعد ازاں ایک اور شخص کو حضرت کے روبرو لائے حضرت نے اُس ملعون سے پوچھا، بتلا اے شقی! تو نے میری عترت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے کچھ نہیں کیا، حضرت نے فرمایا، کیا تو سچا نہ تھا؟ اُس نے کہا، یا مولادِ درست ہے کہ میں سچا ہوں لیکن سو اُس کے کوئی قلعی میں نے نہیں کی ہے کہ ایک دھن چین ابنِ نمیر کے خیمہ کی کڑی ٹوٹ گئی تھی وہ میں نے درست کر دی۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رو کر فرمایا کہ اے ملعون تو نے سوا دیشکر کو میرے فرزند کے خلاف زیادہ کیا۔ بعد ازاں حکم فرمایا کہ اس ملعون کو پکڑ لو اور اس کو کبھی جہنم میں لے جاؤ۔ فرشتوں نے کہا فیصلہ کا حق صرف خدا اور اُس کے رسول اور وہی رسول کے لئے ہے۔ آپس کر کہتا ہے کہ سچا کا حال تباہ دیکھ کر میں نے بھی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے۔ پھر حضرت نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا سلوک کیا؟ میں نے حقیقت حال عرض کی، حکم ہوا اے جہنم میں لے جاؤ، ایک باز فرشتوں نے مجھے کھینچا اس کھینچنے میں میری آنکھ کھل گئی اور میری گشتِ اس خواب کی ہر شخص سے میں نے نقل کی۔ کہتے ہیں کہ اُس آہنگری کی زبان مثل کڑی کے خشک ہو گئی تھی اور نصف بدن اُس کا جسے وحشت ہو گیا تھا، اور جو لوگ اُس روسیہا کے دوست تھے اُس ملعون پر لعنت کرتے تھے اور وہ فقیر و محتاج ہو کر داخلِ جہنم ہوا۔

خدا اے اپنی رحمت سے دور کرے۔ وسیع علم اللہ بن ظلموا ائی منقلب ینقلبون۔

سہ صدی سے روایت ہے اُس نے کہا ایک شب میرے گھر میں جہان آیا میں نے اس کو خوش آمدید کہا اور تعظیم و تکریم بٹھایا اور باتیں کرنے لگے۔ وہ شخص نہایت خوش بیان تھا اُس نے واقعہِ باطلہ کر بلا جسے ابھی چند روز گذرے تھے ذکر کیا۔ اُس کے سننے میں میں نے آہ سرد بھری، اُس نے کہا کہ

سے چراغ کی بتی اکسا دے ناکاہ اُس کی انگلی میں آگ لگ گئی، اُس ملعون نے انگلی کو زمین پر ملا کر آگ بجھو جائے لیکن وہ کسی طرح نہ سمجھی، پھر وہ چلا یا کہ اے بھائی میری خبر لے۔ میں نے یہ کرنا بہت اُس کی جلتی ہوئی انگلی پر پانی کی مارجی انڈین دی لیکن اُس پانی نے تیل کا کام کیا کیونکہ وہ آگ پانی پڑنے سے اور بھڑک اٹھی، پھر وہ بعد اے بلند کھینے لگا کیسی آگ ہے اور کون پھیز سے بجھائے گی، میں نے کہا اُنکو دکنہری گرا دے، جب تک وہ ملعون پانی میں پہنچے۔ تمام بدن میں اُس کے آگ لگ گئی، وہ اس طرح جل رہا تھا جیسے سوکھی پرائی لکڑی ہوائے تند میں جلتی ہے۔ دلاوی کہتا ہے کہ قسم خداے وحدہ لا شریک کی وہ آگ نہ سمجھی جب تک کہ وہ ملعون جل کر کوئلہ نہ ہو گیا اور پانی پڑنے لگا۔

لَا لَعْنَتَهُ اللَّهُ عَلَى الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔
ایک عورت نے روایت کی ہے کہ ایک شخص اپنی ملعونوں میں سے جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو گئے تھے میرے پاس ہوتا تھا جب وہ بین وہاں سے پھر اُنور عفران اور اونٹ لایا جب اُس نے عفران کو مہیا تو وہ آگ ہو گئی اور اس کی عورت نے اس نے عفران کو اپنے ہاتھوں میں ملا تو وہ مبروس ہو گئی۔ اور جب اونٹ کو زنج کیا تو جس جگہ اس کے بدن میں پھری مارتے تھے آگ نکلتی تھی جب اس کی کھال اتاری تو اس وقت بھی آگ نکلی جب اُس کے ٹمکڑے کٹے اس وقت بھی آگ شعلہ درہوئی۔ جب پکایا تو دیگ میں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ جب گوشت کا نسہ میں نکالا تو اس سے بھی آگ نکلی، وہ عورت کہتی ہے کہ میں ان ونوں میں کس نہ تھی، ایک بڑی اُس اونٹ کی اٹھا کر مٹی میں دبا دی، ایک مدت کے بعد میں نے اُس بڑی کو پایا اور کاٹا تو اُس سے بھی آگ نکلی، اُس وقت میں نے جانا کہ یہ وہی بڑی ہے بعد ازاں میں نے اُس بڑی کو دفن کر دیا۔

دلاوی کہتا ہے کہ میں بہت خور و سال تھا، کسی لڑکوں کے ساتھ ایک شخص کی طرف سے گذر ہوا جس کا بدن سفید اور منہ کالا تھا، اس کو دیکھ کر لوگ کہتے تھے کہ یہ ملعون قاتلانہ امام حسین میں سے ہے۔

بَاب

امام حسین علیہ السلام کے قبرا اور معاصرین نیراک کے احتجاجات بیان میں

بعض کتب قدیرہ مناقب میں شفیق سے مروی ہے، اُس نے کہا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ابن زبیر ابن عباس علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور اُن سے اپنی بیعت چاہی، ابن عباس نے قبول نہ کیا، یزید پلید نے اس گمان سے کہ ابن عباس نے میری بیعت کا پاس کر کے ابن زبیر سے بیعت نہ کی، ایک نامہ انھیں اس مضمون کا لکھا۔ اٹھا بعد! میں نے سنا کہ عبداللہ بن زبیر تم سے بیعت طلب کرتا تھا اور اپنی اطاعت کی طرف بلاتا تھا تاکہ حق کے خلاف اس کے معین و مددگار اور جراثیم و خطا میں اُس کے شریک و یار ہو اور تم نے وفاداری اور خدا کی رضا جوئی پر نظر کر کے ہمارے حقوق کی رعایت کی اور اس التماس کو قبول نہ کیا تم ہم سے ملتی ہوئے اور تم نے ہمارے حق کو چھپانا حق بجانب تعالیٰ احمق شناساں الوالارحام اور وفاداران ثابت اقدام کی بہترین جزا انھیں عطا کرے، میں سب چیزوں کو بھول سکتا ہوں مگر تمھاری نیکی و احسان کو کبھی نہ بھولوں گا، بسبب اس فضیلت کے کہ تم رسول خدا سے قرابت رکھتے ہو اور اُن کے اہلبیت تمھارے گھر میں رہتے ہیں۔ پس تم اُن لوگوں کو کہ جنھیں پسر زبیر نے اپنی حرب زبانی اور خوش بیانی سے فریفتہ کیا، دیکھو تو انھیں اپنی رائے سے مطلع کرو اور سمجھاؤ بلاشبہ وہ تمھاری بات سنیں گے اور تمھاری اطاعت کریں گے۔ اور ابن زبیر نے خانہ کعبہ کی حرمت کو ضائع کیا ہے اور وہ ہمارے دین سے خارج ہو گیا ہے۔ ابن عباس نے اس خط کے جواب میں قسم کیا۔ اٹھا بعد! تیرا خط پہنچا، تو نے لکھا تھا کہ ابن زبیر مجھ سے بیعت طلب کرتا ہے اور اہل بیت چاہتا ہے جس کو میں نے قبول نہیں کیا، مگر حقیقت میں ایسا ہی ہو تو میری غرض اس امر کے قبول نہ کرنے سے تیری خوشی اور شکر گذاری نہیں ہے، اور میں نے جو تصور کیا ہے اس سے عالم اللہ و انھیات خوب واقف ہے، اور یہ جو لوگ کہتا ہے کہ میں تمھاری نیکی اور حق شناسی کو بھولوں گا پس اسے شخص اپنی نیکی اور صلہ کو اپنے ہی پاس رکھ کیونکہ میں بھی اپنی دوستی کو تیرے لئے صرف نہیں کرتا، مجھے قسم اپنی جان کی کہ تو ہمارے حقوق میں سے بہت تھوڑا دیتا ہے، بہت سے حقوق تو نے ہمارے بند کئے ہیں اور مجھ سے درخواست کرتا ہے کہ لوگوں کو تیری طرف اغب کروں اور ابن زبیر سے پھروں، حال آنکہ نہ تجھ میں محبت نہ مروت نہ حیا ہے نہ وفا، مجھ سے وفا چاہتا ہے اور اپنی دوستی کی طرف

مجھے مائل کرتا ہے حالانکہ تو نے فرزند رسول خدا اور جوانانِ عبدالمطلب کو شہید کیا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو ہدایت کا چراغ اور علم کے ستارے تھے، تیرے حکم سے تیرے لشکر نے ایک میدان میں ان کو شہید کر دیا اور ان کی لاشوں کو برہنہ بے گور و کفن چھوڑ دیا جن پر ہوائیں گرد کی چادریں ڈالتی تھیں اور درندے پاسبانی کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بھیجا جو ان کے خون میں شریک نہ تھے، انھوں نے ان کو کفن دینے اور خاک میں چھپایا اور تو اپنے تختِ سلطنت پر مزے میں بلراجان ہے اور تجھے مطلق پروا نہیں ہے، میں اگر سب چیزوں کو بھول جاؤں تو بھول جاؤں لیکن اس بات کو مجھے نہیں بھول سکتا کہ تو نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خانہِ خدا سے نکالا اور لوگوں کو بھیجا کہ اس امامِ محترم کو حرم میں شہید کر دیں یہاں تک کہ اس امامِ عالی مقام نے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف سفر کیا، اور خوف و ہراس میں کعبہ سے نکلے اور تو نے اپنے سواروں کو ان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خدا و رسول سے اپنی عداوت کا ثبوت دیا اور ان اہلبیت سے عداوت کا ثبوت دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے سبائتوں کو دور رکھا ہے، یہ لوگ تیرے سقی اور نالائق آبا و اجداد کی طرح نہ تھے، پھر حسینؑ نے تم سے صلح چاہی اور واپس جانے کا قصد کیا لیکن تم نے ان کی سبکی اور تنہائی کو غنیمت جانا اور ان کی دشمنی و عداوت میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گویا کہ اپنے زعم میں تم نے تم ترک کر دیا، پس میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی چیز عجیب نہیں ہے کہ تو مجھ سے دوستی کی توقع رکھتا ہے، حالانکہ تو نے میرے پدر بزرگوار کے فرزند دلہنہ کو قتل کیا اور تیری تلوار سے میرے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، اور ہم اپنے خون کے قصاص کے سبب سے طالب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ خون ناحق ضائع نہ ہوگا اور تو ہم سے کینہ وری میں پیش دستی نہ کرے گا اور اگر تو نے پیش دستی بھی کی تو کیا ہوا، اکثر پیغمبرانِ خدا نے اور ان کی اولادِ امجاد نے اپنی جانیں راہِ خدا کے عز و جل میں دی ہیں اور خدا مظلوم کی نصرت کرنے والا اور ظالم سے انتقام لینے کے لئے کافی ہے۔ تو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ آج ہم پر غالب ہوا، ایک دن ہم بھی غالب ہوں گے، اور وہ جو تو نے میری وفاداری کا ذکر کیا ہے تو لے دشمنِ خدا ہیں تم تجھ سے پہلوں کی سمیت کب کی، تو جانتا ہے کہ میں خود اور میرے باپ دادا کی اولادِ خلافت کے لئے تجھ سے سزاوارتر ہیں، لیکن تم گروہ قریش نے اپنے تعصب اور عناد سے ہمیں ہمارے حق سے باز رکھا ہے اور آپ الگ ہو بیٹھے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کرے ان لوگوں کو جنھوں نے ہم پر ظلم کیا اور احمقوں کو ہمارے خلاف جنگ پر ابھارا جس طرح قومِ ثمود اور قومِ لوط اور اصحابِ مدینہ کو اپنی رحمت سے دور کیا اور عجیب ترین تدبیر کے لئے تو نے دخترانِ عبدالمطلب کو اور ان کے اطفال کو غلاموں کی

طرح شام میں بلایا، تاکہ لوگ جانیں کہ تو ہم پر غالب آیا ہے، اتنے مظالم کے بعد بھی تو ہم پر احسان چنتا ہے حالانکہ خدا کے عز و جل نے ہمارے سبب سے تجھ پر احسان کیا ہے۔ قسم اپنی زندگی کی کہ اگر تو ہماری تلوار سے کچھ بھی گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری شمشیر زبان کے گھاؤ تجھ پر کاری لگیں گے، اور میں اس بات سے بالکل نہیں ہوں کہ منتقمِ حقیقی تجھ سے قتلِ فرزندِ رسول پر مواخذہ کرے گا اور دنیا سے تجھے بذلت و غلاری اٹھائے گا۔ اے کینے! جب تک تیرا بس چلے زندہ رہ بہت گناہ تو نے جمع کئے ہیں اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَحِ الْہُدٰی :

علاء دہلوی علیہ الرحمہ نے بلاذری سے روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام، عبد اللہ ابن عمرؓ نے ایک خط یزید بن عبدالمطلب کو لکھا جس کا مضمون یہ تھا "واقوہ کہ بلا ایک عظیم مصیبت ہے اور اسلام میں بہت بڑا رخنہ پڑ گیا اور روزِ قتلِ حسینؑ سے بڑھ کر کوئی دن نہیں ہو سکتا۔ یزید نے اس خط کے جواب میں عبد اللہ کو لکھا کہ اے نادان! ہم نے تو یہ نصراے زیبا کچھ ہوئے فرس، سچی ہوئی مسندیں پہلے سے پائی تھیں جو جنگ ہم نے لڑی ہے وہ ان چیزوں کے بچانے کے لئے تھی (نہ کہ چھیننے کے لئے) پس اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم نے اپنے حق سے دفاع کیا اور اگر ناحق تھا تو کس نے سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھی اور اس طریقہ کو ایسا کیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک طولانی حدیث میں نے دلائل الامت سے نقل کی ہے جو کتابِ فتن میں بھی گذر چکی، اور وہ یہ ہے کہ جب سلام حسین علیہ السلام اور ان کے اٹھارہ جگر بستوں کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو جہاں بنی ہاشم ہیجان میں آئے، وہاں عبد اللہ ابن عمرؓ کو بھی بہت غیظ آیا، وہ شام کی طرف روانہ ہوئے جب دربارِ یزید میں پہنچے تو اس کو بہت کھری کھری باتیں سنیں اور قتلِ امام حسین علیہ السلام پر بہت کچھ برا بھلا کہا۔ یزید یہ سن کر عبد اللہ کو خلوت میں لے گیا، اور ایک منافق کا خط دکھلایا جس کا مضمون تھا کہ میں اپنے آبائی دین پر قائم ہوں اور محمد مصطفیٰؐ کو (معاذ اللہ) ساحر اور جھوٹا جانتا ہوں، وہ اپنے سحر کی بدولت لوگوں پر غالب ہو گئے تھے، لہذا ان کے اہلبیت کی اگرچہ ظاہر میں تکریم کرتا مگر درپردہ ان کی بیخ کنی کرنا اور روئے زمین پر ان کو باقی نہ رہنے دینا۔ ابن عمر اس خط کو پڑھ کر خاموش ہو گئے۔ پھر انھوں نے یزید کے حق میں تقریر کرنا شروع کی اور کہا کہ قتلِ حسینؑ میں وہ حق بجانب تھا۔

اے یہ خط مسلمانوں کی بہت مشہور اور عالی قدر سچی ہے معاویہ کے نام لکھا تھا رزاری نام ظاہر کرنے کو مانجھ ہے۔

باب

ذکر ازواج و اولاد طاہرین امام حسین علیہ السلام

مصنف فرماتے ہیں کہ ازواج امام حسین علیہ السلام کا تھوڑا حال، باب احوال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام میں مذکور ہے۔ کتاب ارشاد میں مرقوم ہے کہ امام حسین کی چھ اولادیں تھیں۔ (۱) علی اکبر زین العابدین، ان کی کنیت ابو محمد تھی، والدہ کا نام نامی شہر بانو بنت کسریٰ یزیدؓ تھا۔ (۲) علی اصغر جو کہ کر بلا میں اپنے پدر بزرگوار کے سامنے شہید ہوئے، ان کا ذکر باب شہادت میں کر گیا۔ ان کی والدہ ماجدہ یحییٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ہیں، یہ قوم ثقیف سے تھیں۔ (۳) جعفر، لا ولد انتقال کیا، ان کی ماں قوم قضاعہ سے تھیں، جعفر نے اپنے والد بزرگوار کی حیات میں قضائی (۴) عبداللہ اپنے پدر بزرگوار کی گود میں ایک لمون کے تیرے شہید ہوئے۔ (۵) سکینہ مادر گرامی زباب دختر امراء ثقیف بن عدی آپ کلبہ معویہ سے تھیں عبداللہ شیر خوار کی بھی یہی ماں ہیں۔ (۶) فاطمہ، انکی ماں ام اسحاق دختر طلحہ بن عبداللہ قوم تمیم سے تھیں۔

کتاب مناقب میں کتاب البدع اور شرح الاخبار سے مسطور ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو علی اکبر یعنی امام زین العابدین علیہ السلام کو زندہ چھوڑ گئے اور یہ باقی رہے۔ اور اولاد جو حضرت کی شہید ہوئی ان سے بن میں چھوٹی تھی اور اسی روایت پر میرا اعتماد ہے۔

ایک دفعہ یزید یلمیہ نے علی بن حسین علیہ السلام سے کہا کہ تجھے کہ تھکے اپنے سب بیٹوں کا نام علی رکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار اپنے والد ماجد سے بہت محبت رکھتے تھے، اس سبب سے ان کا اسم مبارک اپنی اولاد پر مکرر رکھا۔

ابن کلبی کہتا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے حریش بن جابر خفی کو مشرق کی طرف امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا، اس نے دختر یزیدؓ کو حضرت کے پاس بھیجا جناب امیر علیہ السلام نے انھیں اپنے فرزند ولیدؓ جناب امام حسین علیہ السلام کو عطا فرمایا اور علی ابن اکسین انھیں کے بطن سے میں اور دوسرے

لے جناب شہر بانو کے متعلق یہ جو مشہور کیا گیا ہے کہ خلیفہ ثانی کے عہد میں دربار میں لائی گئیں یہ اہل سنت کی روایت ہے جو درستی اصول پر پوری نہیں اتھرتی، کیونکہ ایران ۱۶ ہجری میں فتح ہوا ہے۔ اس وقت یزیدؓ کی عمر ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ نہ تھی اس لئے اس کی کوئی اولاد اس وقت ۶-۷ سال سے زیادہ عمر کی نہیں ہو سکتی، حالانکہ شہر بانو جو ان تھیں پھر امام حسینؓ کی اس وقت تک نہ نکاح کو نہیں پہنچے تھے کیونکہ آپ کی ولادت ۳۵ھ میں ہوئی تھی اس لئے اس واقعہ کے وقت آپ نے یا تو ۱۳ سال کے تھے یا ۱۲۔

راویوں نے لکھا ہے کہ حریش مذکور نے یزیدؓ کی دو بیٹیاں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں، ایک ان میں سے حضرت نے اپنے فرزند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام کو عنایت فرمائی اور علی ابن اکسین انھیں کے بطن ثمر لیف سے ہیں، اور دوسری محمد ابن ابی بکر کو عطا کی کہ ان سے قاسم ابن محمد پیدا ہوئے اس صورت میں علی ابن اکسین اور قاسم بن محمد دونوں خالہ زاد بھائی ہوں گے۔

کتاب مناقب میں مرقوم ہے کہ اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ایک علی اکبر ہیں جو کر بلا میں شہید ہوئے اور ان کی ماں جرہ بنت عروہ بن مسعود ثقیفی تھیں، اور دوسرے علی اوسط ہیں جنھیں امامت پیچی، یہ بچھے ہیں۔ تیسرے علی اصغر ہیں، اور ان دونوں صاحبزادوں کی والدہ شہر بانو تھیں اور محمد اور عبداللہ شہید بطن جناب رباعی ہیں کہ جو ربیعہ امام حسن علیہ السلام کی بیٹی تھیں، اور جعفر بن کی ماں قبیلہ قضاعہ سے ہیں۔ اور حضرت کی صاحبزادوں سے سکینہ ہیں آپ کی والدہ رباب قبیلہ کنندہ سے ہیں یہ امراء ثقیف کی بیٹی ہیں اور فاطمہ کی ماں ام اسحاق دختر طلحہ بن عبداللہ تھیں اور زینب۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت کے بعد بیٹیوں میں سے صرف ایک کو چھوڑا اور وہ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں اور بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں۔ حضرت کا دربان رشید بچہ تھا۔

کتاب کشف الغمہ میں کمال الدین بن طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت کی دس اولادیں تھیں، چھ بیٹے اور چار بیٹیاں علی اکبر اور علی اوسط (وہی سید الساجدین ہیں) اور علی اصغر، محمد اور عبداللہ اور جعفر علی اکبر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے جناب علی اصغر خور دسال تیرے شہید ہوئے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عبداللہ بھی جناب امام حسین علیہ السلام کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ اور بیٹیاں تین تھیں، زینب، سکینہ اور فاطمہ۔ اور یہ قول مشہور ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت کی اولاد چار فرزند اور دو بیٹیاں تھیں لیکن قول اول زیادہ مشہور ہے اور سلسلہ امامت اور ولایت کا تہہ قیام قیامت حضرت علی اوسط یعنی امام زین العابدین علیہ السلام سے باقی ہے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صاحب کشف الغمہ نے بعض اولاد کو ذکر کیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔

ابن خشاب کہتا ہے کہ آپ کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، علی اکبر جو شہید ہوئے، اور علی اوسط سید الساجدین امام ہیں اور علی اصغر اور محمد اور عبداللہ شہید اور جعفر اور بیٹیاں حضرت سکینہ اور زینب اور فاطمہ ہیں۔

حافظ عبدالعزیز لیسر خضر جناب ہی کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے چار بیٹے اور

دو بیٹیاں تھیں، علی اکبر جو حضرت کے سامنے شہید ہوئے اور علی اصغر اور جعفر اور عبداللہ اور سکینہ اور فاطمہ اور حضرت کی نسل حضرت علی اصغر سے ہے، اور اُن کی ماں اُم ولد تھیں اور آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ اور زہری نے کہا ہے کہ میں نے کسی ہاشمی کو اُن سے بہتر نہیں دیکھا۔ صاحب کشف الغمہ کہتے ہیں کہ حافظہ مذکور نے امام زین العابدین علیہ السلام کو ذکر نہیں کیا، صرف علی اکبر اور علی اصغر کو ذکر کیا اور یہ جو اُس نے کہا کہ نسل جناب امام حسینؑ کی علی اصغر سے ہے تو اُس سے امام زین العابدینؑ کا ارادہ کیا اور علی اصغر کو چھوڑ گیا۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت کے تین فرزندوں کا نام علی تھا جیسا کہ اکمال الدین نے ذکر کیا ہے۔ امام زین العابدینؑ سمجھتے تھے۔ اور اکمال الدین کی روایت میں اور حافظ کی روایت میں چار اولادوں کا فرق ہے۔

باب

مختار بن ابوعبید ثقفی کے حالات کے بیان میں

شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب امامی میں منہال سے روایت کی ہے کہ میں مکہ معظمہ سے مراجعت کے وقت خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں مشرف ہوا، آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حرملہ بن کاہل اسدی کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت اُس کو میں نے کو ذین زندہ چھوڑا ہے یس کر اپنے اپنے دونوں دستارے مبارک دعا کے واسطے اٹھائے اور فرمایا:۔ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ۔ خداوند! اُس کو لوہے کی گرمی کا مزہ چکھا، خداوند! اس کو گرمی آہن کا مزہ چکھا دے، پھر تیسری مرتبہ فرمایا: خداوند! اس کو آگ کی گرمی چکھا دے۔ اس کے بعد جب میں کو فہ کیا تو مختار نے خروج کیا تھا۔ میں مختار سے بہت دوستی رکھتا تھا، تھوڑے دنوں کے بعد جب میں نے لوگوں کی آمد و رفت سے فرصت پائی تب مختار کے پاس گیا، اس وقت وہ اپنے گھر سے نکل کر کہیں باہر جا رہے تھے، مجھ سے کہا کہ اے منہال تم مدت مدید کے بعد آئے اور قاتلانِ حسینؑ کے قتل کرنے میں میرے ساتھ شریک نہ ہوئے اور نہ تم نے مجھے تہنیت اور مبارکباد دی، میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس شہر میں حاضر نہ تھا اب حاضر ہوا ہوں اسی طرح باتیں کرتے ہوئے مقام کناسہ تک پہنچے اُس جگہ انھوں نے گھوڑا اٹھرایا اور منتظر ہوئے کہ حرملہ کو کوئی لائے، کیونکہ کچھ لوگ اُس کو ڈھونڈھنے کو گئے تھے، یکایک کئی سو اور پیادے آئے اور کہنے لگے اے امیر! بشارت ہو کہ حرملہ گزرتا ہو گیا پس تھوڑی دیر کے بعد اُس ملعون کو لائے۔ مختار نے کہا کہ خدا کا شکر و احسان ہے کہ تو میرے ہاتھ لگا اور خدا کو طلب کیا اور حکم دیا کہ پہلے اُس کے ہاتھ کاٹے جائیں، اس کے بعد دونوں پاؤں کاٹے جائیں، اُس کے بعد کہا کہ آگ اور لکڑیاں لائی جائیں چنانچہ اس میں اس کو ڈال دیا گیا آگ شعلہ ور ہوئی۔ منہال کہتا ہے کہ میں نے کہا سبحان اللہ! مختار نے کہا تبسج ہر وقت خوب ہے لیکن اس وقت تم نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا، اے امیر! میں مکہ سے واپسی پر مدینہ میں امام علی ابن اسینؑ کی تدبیر سی کے لئے گیا تھا، آپ نے مجھ سے حرملہ کا حال پوچھا، میں نے عرض کیا کہ کو ذین چھوڑ آیا ہوں، پس اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ الْحَدِيدِ اَللّٰهُمَّ اَذِقْهُ حَرَّ النَّارِ مختار نے کہا، آیا ایسا ہے؟ تم نے اُن کی زبان مبارک سے سنا، میں نے کہا قسم

خدا کی اسی طرح سنا تھا، پس وہ یہ سن کر گھوڑے سے نیچے اترے اور دو گانہ شکر کا بھلا لائے اور سجدہ دین تک کیا پھر سوار ہوئے، اس وقت تک حملہ خاک و خاشاک ہو گیا تھا میں بھی سوار ہوا اور ان کے ہمراہ گیا میرا گھڑا راہ میں تھا، میں نے عرض کیا کہ اے امیر! اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو تھوڑی دیر پہلے بجھے اور ازراہ بندہ لوازی میرے غریب خانہ میں تشریف لائیے اور نان و پانی فرمائیے مختار نے کہا، اے منہاں تم نے مجھ کو خبر دی کہ جناب علی ابن حسین نے چار دعائیں کیں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کی اجابت کو میرے ہاتھ پر ظاہر کیا اور تم کہتے ہو کہ کھانا کھاؤ۔ آج میں نے اس نعمت کے شکر میں روزہ کی نیت کی ہے کہ خدائے عزوجل نے مجھ کو توفیق اس کام کی عطا فرمائی اور حرا و ہی ملعون تھا جو میرا رب کا مظلوم کربلا کا نبیہ پر رکھ کر شہر شام میں لے گیا تھا۔

شیخ نے کتاب امامی میں مدائنی سے روایت کی ہے کہ شب چہار شنبہ ۱۶ ربیع الثانی ۶۰ھ کو مختار نے خراج کر کے قلم بند کیا اور لوگوں نے ان شرطوں کے ساتھ ان سے بیعت کی کہ وہ انی کلام الہی و سنت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کریں گے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہلبیت طاہرین کے خون کا بدلہ ان کے قاتلوں سے لیں گے اور کمز و شیعوں سے خطر اعدا کو دفع کریں گے۔

مختار نے عبداللہ بن مطیع پر جو عبداللہ ابن زبیر کی طرف سے حاکم کوفہ تھا خروج کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی اور اسے شکست دے کر بھاگادیا۔ مختار کوفہ میں دوسری محرم ۶۰ھ تک مقیم رہے، پھر زادہ کی کہ کوکر عبید اللہ ابن زیاد سے جنگ کے لئے بھیجیں وہ ملعون ان دنوں حاکم "جزیرہ" تھا، چنانچہ مختار نے ایک لشکر ابراہیم بن مالک اشتر کی سرکردگی میں مع ابو عبد اللہ الجدی اور ابو عتارہ کیان کے روز شنبہ ساتویں محرم سنہ ۶۰ھ کو جزیرہ مذکور کی طرف روانہ کیا اور ان کے ساتھ ہزار شیش قبیلہ اسد اور مذحج سے اور دو ہزار قوم تمیم و ہمدان سے اور ڈیڑھ ہزار شجاع قبیلہ گندہ و مرہ سے اور دو ہزار دلاور طائف حمرا سے روانہ کئے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چار ہزار اور قبیلوں سے اور آٹھ ہزار قبیلہ حمرا سے جمع ہوئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ مختار ابراہیم بن مالک اشتر کو رخصت کرتے کیسے کوفہ سے پیادہ نکلے، ابراہیم نے کہا سوار ہو جائیے خدا آپ پر رحم کرے، مختار نے جواب دیا کہ میں تمہارے پہنچانے میں جناب احدیت سے اجر چاہتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے قدم آل محمد کی نصرت میں گر دالو دو ہوں۔ اس کے بعد ابراہیم کو رخصت فرمایا اور خود واپس گئے، ابراہیم بن مالک اشتر اپنے لشکر طہر پیکر کے ساتھ مدائن میں پہنچے اور آگے جانے کا قصد کیا جب مختار نے

ابراہیم کے مدائن سے کوچ کرنے کی خبر سنی تو خود بھی متوجہ مدائن ہوئے، جس وقت ابراہیم کا لشکر موصل پہنچا تو ابن زیاد نے بھی ایک جماعت کثیر کے ہمراہ ان کی جانب رخ کیا اور چار فرسخ کا فاصلہ دے کر نیچے برپا کئے جس وقت دونوں لشکروں نے باہم مقابل ہو کر صفیں باندھیں، ابراہیم نے بہادری و جہاد اور قتلِ خدا حکم دیا اور خوب جوش دلایا اور یہ مختصر تقریر کی کہ اے صاحبانِ حق و یقین اور اے مددگارِ دینِ حسین! یہ ابن زیاد لعین قاتلِ سبطِ ستیہ المسلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت طاہرین، گروہِ شیطانی کے ساتھ تم سے لڑنے آیا ہے لہذا تم نیک نیتی کے ساتھ جنگ کرو اور اس جہاد میں ثابت قدم رہو خدا تم کو فتح دے اور اس لعین کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرے اور یومنین کے دلہائے غمگین کو شہر و پہنچائے۔ پس لڑائی ہوئی، اس وقت اہل عراق کا نعرہ تھا یا لایارات الحسین یعنی لے خون حسین کا انتقام لینے والو! یہ کہہ کر لشکر ابراہیم نے حملہ کیا اور منتشر ہو گئے، قریب تھا کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں، ابراہیم نے بہادری بلند آواز دی کہ یا بشر طہ اللہ الصبر الصبر! لے خلی فوجدارو! صبر کرو! صبر کرو۔ یہ سن کر پھر آئے۔ عبداللہ بن بشر جو اصحاب کبار جناب حیدر کرار علیہ السلام سے تھے، انھوں نے لوگوں کو خوش خبری دی کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا تھا کہ تم اہل شام سے نہر جاز کے کنارہ ملاقات کرو گے، ان کا پہلا حملہ تم کو پکڑے گا یہاں تک کہ فتح سے ناامید ہو جاؤ گے اور پھر لڑو گے اور تم ان کے سردار کو مار ڈالو گے، پس صبر کرو اور ہراس نہ کرو کہ تم سب فتح پاؤ گے۔ اس کے بعد ابن اشتر نے نمینہ پر حملہ کیا اور سب سواران کے ہمراہ دوڑے اور بہتوں کو مار کر زین سے زمین پر ڈال دیا اور کشتوں کے پتے لگا دیئے تا اینکه میدان خالی ہو گیا۔ صفِ مخالف سے جو سردار مارے گئے وہ یہ تھے، عبید اللہ ابن زیاد و حصین بن نمیر و شریح بن ذی الکلاء و ابن حوشب و غالب باہلی و عبد اللہ ابن ایاس سلمی و ابوالاشتر س حاکم خراسان اور دوسرے بہت سے اشتر داخل واراہوار ہوئے۔ جنگ سے فراغت پانے کے بعد ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جیسے تم کا لشکر بھاگا تو میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ لوگ نہیں بھاگے۔ جب میں ان کی طرف بڑھا تو میں نے ان میں ایک شخص کو دیکھا جو ایک موٹے گدھے کی طرح پھولا ہوا تھا اور لوگوں کو جنگ پر ابھار رہا تھا، جو کوئی اس کے آگے جاتا مارا جاتا تھا، اتنے میں وہ میرے آگے آیا، میں نے ایک ہی ضربت میں اس کا ہاتھ اڑا دیا، وہ زخمی ہو کر نہر کے کنارہ پر گر پڑا اس کے ہاتھوں سے خون جاری تھا اور پیر سو جے ہوئے تھے، جب میں نے اس کو قتل کیا

تو اُس کے بدن سے مشک کی بو آتی تھی۔ میرا گمان ہے کہ ابن زیاد بد نہاد وہی تھا۔ پس تم لوگ اُس کو ڈھونڈو اور اُس کا سر کاٹ کر لاؤ۔ چنانچہ ایک شخص نے جا کر تلاش کیا تو کشتوں کے درمیان اُس کی لاش ملی۔ جب اس کے موزے اتارے تو پہچان گیا، چنانچہ وہ شخص اس کا سر کاٹ کر ابراہیم کے پاس لایا اور اُس کے تن کس میں اتنی چربی تھی کہ اس کو لوگوں نے تمام رات جلایا۔ ابن زیاد کا ایک غلام ہران نامی تھا، ابن زیاد اس کو بہت دوست رکھتا تھا، جب اُس نے یہ دیکھا تو قسم کھائی کہ تمام عمر جہنم میں نہیں کھائے گا، صبح کو ابراہیم کے لشکر نے ابن زیاد کے لشکر میں جو مال غنیمت ملا قبضہ میں کیا اور یہ غلام کسی طرح شام بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے جب عبد الملک بن مروان نے ابن زیاد کا حال پوچھا، تو اُس نے کہا کہ جب جنگ شروع ہوئی تو ابن زیاد نے حملہ کیا پھر لپٹ کر مجھے سے پانی لیا اور اپنے جسم پر اور گھوڑے کی پیشانی پر چھڑکا اس کے بعد وہ دوبارہ لشکر میں گھس گیا، اُس کے بعد میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا؛ جنگ کے خاتمہ پر ابراہیم نے ابن زیاد اور اُس کے دوسرے اصحاب کا سر مختار کے پاس بھیجا۔ مختار اُس وقت کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے ہی شکر خدا ادا کیا کہ امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک بھی جس وقت اُس ملعون کے سامنے لایا گیا تھا تو یہ شقی بھی کھانا کھا رہا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی اثنا میں ایک سفید سانپ نمودار ہوا جو سروں کو لٹکتا ہوا ابن زیاد کے سر کے پاس آیا اور اُس کی ناک میں داخل ہوا، پھر کان سے نکل گیا، پھر کان میں جا کر ناک سے نمودار ہوا، مختار جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اُسٹھ کو ابن زیاد کے سر پر ٹھوکر ماری۔ پھر جو قوی اپنے غلام کو دی کہ دھولا، کیونکہ میں نے اس کو اس کافر کے چہرے سے سس کیا ہے۔ اس کے بعد مختار کو فہ والپس آگئے اور ابن زیاد، حصین بن نمیر، شراحیل بن ذی الکلاع، عبد الرحمن بن ابوعبیدہ ثقفی، عبد اللہ بن شداد، سائب بن مالک اشجری کے سروں کو اپنے سینے میں حضرت محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجا، امام زین العابدین علیہ السلام ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ مختار نے ان سروں کے ساتھ اس مضمون کا ایک خط لکھا تھا۔ اَھَا بَعْدُ! میں نے آپ کے انصار اور شیعوں کو آپ کے دشمنوں کی طرف بھیجا تاکہ ان سے جنگ کر کے آپ کے مظلوم شہید بھائی کا انتقام لیں، پس یہ لوگ نعم و اندوہ روانہ ہوئے تو ان لوگوں کو مقام نصیبین میں پالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو

ابن زیاد اپنے ماسور کی وجہ سے مشک لگایا کرتا تھا۔ ج ۱۲ - منہ

ہلاک کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، حضرت محمد حنفیہ کو جب یہ سہلے تو آپ نے ابن زیاد کا سر امام زین العابدین علیہ السلام کو ملے سمجھا دیا۔ جب یہ سردار پہنچا تو اُس وقت آپ بھی کھانا نوش فرما رہے تھے، آپ نے بھی اس سر کو دیکھ کر وہی کلام ارشاد کیا جو مختار نے کہا تھا، آپ نے فرمایا جب میرے بابا کا سر اور میں ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو یہ شقی بھی کھانا کھا رہا تھا، اُس وقت میں نے خالق اکبر کی درگاہ میں دعا کی تھی کہ اے پالنے والے مجھ کو دنیا سے نہ اٹھانا جب تک کہ ابن زیاد کا سر بھی مجھے اسی طرح دکھانا جس طرح اس نے میرے باپ کا سر دکھا ہے۔ الحمد للہ کہ خدا نے میری دعا سُن لی۔ آپ نے وہ سر پھینکوا دیا، پھر وہ عبد اللہ بن زبیر کے پاس لے جایا گیا۔ عبد اللہ بن زبیر نے اس سر کو اپنے نیزہ پر آویزاں کیا۔ ہوانے اس سر کو زمین پر گرادیا، اتنے میں ایک پردہ کے پیچھے سے ایک سانپ ظاہر ہوا اور اُس نے ابن زیاد کی ناک کو کاٹا، لوگوں نے اس کو دوبارہ نیزہ پر رکھ دیا مگر ہوانے پھر گرادیا، پھر سانپ نے اس کی ناک کو کاٹا، غرض اسی طرح تین دفعہ ہوا، آخر میں ابن زبیر کے حکم سے وہ سر مکہ کی ایک گھاٹی میں پھینک دیا گیا۔

مختار سے کچھ لوگوں نے ابن زیاد کے معاملہ میں سفارش کی تھی، ناجار انھوں نے اس کو امان دیدی تھی، مگر اس شرط پر کہ کوفہ سے باہر نہیں جائے گا اور اگر جائے گا تو اس کا خون بدر ہوگا۔ اتنے میں ایک شخص عمر سعد کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مختار نے ایک قابلِ حسین کے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے، میرا گمان ہے کہ وہ تو ہے۔ یہ سن کر عمر سعد ڈرا اور کوفہ سے نکل بھاگا اور مقام حمام میں آکر چھپ گیا، اس پر کسی نے اس سے کہا کہ تیرا خیال ہے کہ تو مختار سے چھپ سکے گا۔ یہ سن کر وہ پھر رات کے وقت کوفہ میں واپس آگیا اور اپنے گھر میں چلا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ صبح کے وقت میں مختار کے دربار میں گیا۔ اتنے میں شہیم بن اسود داخل ہوا، اس کے بعد ہی بعض ابن زیاد کا بیٹا بھی آیا، اور اُس نے مختار سے کہا کہ میرے باپ نے کہا ہے کہ ہمارے اور مختار درمیان جو قرار دیا ہوئی تھی کہاں تھی؟ اور اب کیوں میرے قتل کا ارادہ کیا ہے، مختار نے کہا تشریف رکھیے۔ پھر آواز دی کہ عمرہ کہاں ہے۔ اس آواز پر ایک پستہ قد شخص ہتھیار جھنجھٹا تا داخل ہوا۔ مختار نے اُس کے کان میں کچھ کہا اور دو آدمیوں کو اس کے ساتھ بھیجا۔ راوی کہتا ہے کہ میرا خیال تھا کہ ابھی وہ ابن سعد کے گھر بھی نہ پہنچے ہوں گے کہ اُس کا سر مختار کے قدموں میں ڈال دیا۔ مختار نے اس کے بیٹے سے کہا کہ اس سر کو پہنچاتے ہو؟ اُس نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ وہ مختار نے جلاد سے کہا

محلے عمرہ! اس کو بھی باپ کے پاس پہنچا دو، چنانچہ وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ مختار نے کہا عمر حسین کے بدلہ میں اور حفصہ بن علی بن اکھین کے بدلہ میں اگرچہ یہ ان کا بدلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ابن سعد کے ماسے جانے کے بعد مختار کے انتقام کی آگ بھڑک اٹھی۔ انھوں نے اعلان کر دیا کہ میرے لئے کھانا پینا سب جہت تک قاتلان حسین سے خون حسین کا بدلہ نہ لے لوں، اور ان میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں۔ پھر تو ان میں سے ایک ایک کو پکڑ کر لایا جانے لگا اور قتل ہونے لگا جس کے متعلق سبھی لوگ کہتے تھے کہ یہ قاتلان حسین سے ہے یا ان کا مددگار ہے، مختار اس کی گردن اڑا دیتے تھے، مختار کو کسی نے یہ خبر پہنچی کہ شمر ذی الجوشن امام حسین علیہ السلام کے کچھ اونٹ کو فہم لایا تھا اور ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت گھروں میں تقسیم کیا تھا۔ مختار نے پتہ لگا کر ان گھروں کو مسدود کر دیا اور ان کے مکینوں کو بھی مار دیا۔ مختار کے پاس عبداللہ بن اسد حبشی، مالک بن بشیم صل بن مالک گرفتار کر کے لائے گئے۔ مختار نے ان سے کہا کہ اے دشمنان خدا! بتلاؤ حسین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو تو ان سے جنگ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا مختار نے کہا تم نے اتنا ہی احسان کیا ہوتا کہ ان کو بوقت آخر تھوڑا پانی پلا دیا ہوتا۔ پھر مختار نے مالک سے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے تو ان حضرت کی کلاہ مبارک لے گیا تھا اس نے کہا نہیں میں نہیں لے گیا تھا۔ مختار نے کہا تو اسی لئے کیا تھا، مختار نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پیر کاٹ کر ترپے دیا جائے، چنانچہ اسی طرح کیا گیا، یہاں تک کہ اس کو موت آئی۔ دوسرے دو آدمیوں کی گردن زدنی کا حکم دیا۔ فراد بن مالک، عمرو بن خالد، عبدالرحمن بن سبلی اور عبداللہ بن قیس غولانی، جب یہ لوگ مختار کے پاس لائے گئے تو ان سے کہا اے صاحبین کے قاتلو! اللہ کی پھٹکار بھڑکے اوپر! تم امام حسین علیہ السلام کی خوشبوئیں لوٹ کر لائے تھے۔ پھر حکم دیا کہ ان کو سر باز قتل کیا جائے۔ مختار نے اپنی کے فرزند معاذ کندی اور ابو عمرہ کیسانی کو خون کی گھڑ بھجوا۔ یہ ملعون حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا تھا، حوی پاخانہ میں چھپ گیا، اندر گئے تو دیکھا اس نے ایک زنبیل اوڑھ رکھی ہے۔ اس کو گرفتار کر کے مختار کی طرف لے چلے تو مختار کچھ سواروں کے ساتھ راستے میں آتے ہوئے ملے، وہ اس کو اس کے گھر کی طرف لے گئے اور اسی کے پاس اس کو قتل کر دیا اور اس کی لاش جلادی۔ پھر اس کے بعد مختار نے شمر ذی الجوشن کو تلاش کیا، وہ ملعون جنگل میں بھاگ گیا، مختار نے ابو عمرہ کو اس کے پیچھے روانہ کیا۔ جنگل میں اس سے صبح اس کے اصحاب کے مڈبھیڑ ہو گئی اور اس نے بڑی جنگ کی آخر میں زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور مختار کے پاس بھیجا گیا، مختار نے اس کو قتل کر کے کھولتے ہوئے

تیل میں ڈال دیا اور اس کا تن نجس پاش پاش ہو گیا، مختار کے غلام حارثہ بن مضر بنے اس کے سر اور چہرہ کو پیروں سے کچلا۔ غرض مختار اسی طرح قاتلان حسین چن چن کر قتل کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے خلق کثیر ماری گئی، جو باقی بچے وہ ادھر ادھر بھاگ نکلے، مختار نے ان کے گھروں کو منہدم کر وا دیا۔ بہت سے غلاموں نے بھی اس کا رخص میں مختار کا ساتھ دیا اور اپنے آقاؤں کو قتل کر دیا جنھوں نے قاتلان حسین کے قتل کرنے میں شرکت کی تھی۔ مختار نے اس صلہ میں ان کو آزاد کر دیا مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مذمت مختار کی حدیث باب مصالحت امام حسن علیہ السلام میں گزر گئی ہے

قصص الانبیاء میں سماعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو رسول خدا، امیر المومنین، حسن و حسین علیہم السلام جہنم کے کنارے جائیں گے۔ اس وقت ایک شخص جہنم میں سے میں سے تین دفعہ آواز دے گا اغثنی یا رسول اللہ (یا رسول اللہ! میری مدد کو پہنچے) لیکن رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو کوئی جواب نہیں دیں گے، پھر وہ حضرت علیؑ کو پکارے گا وہ بھی جواب نہیں دیں گے، پھر وہ امام حسنؑ کو آواز دے گا وہ بھی نہیں دیں گے، آخر میں وہ امام حسین علیہ السلام کو آواز دے گا اور کہے گا: یا حسین! آپ میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام عقاب کی طرح جھپٹ کر اسے آتش جہنم سے باہر نکال لیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام سے پوچھا میرے والدین نثار! یہ کون شخص ہوگا؟ آپ نے جواب میں فرمایا، مختار! میں نے کہا مختار اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی جہنم میں جائیں گے؟ فرمایا ہاں! کیونکہ ان کے دل میں دُشمنوں کی محبت تھی، قسم بخدا اگر جبریل و میکائیل کے دل میں بھی ان کی ذمہ برابر محبت ہو تو وہ بھی جہنم میں چلے جائیں گے یہ

لے اور وہ حدیث یہ ہے کہ مختار نے اپنے چچا سے کہا تھا کہ امام حسنؑ کو گرفتار کر کے معاویہ کو دے دینا چاہیے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر سکتا ہے جس کی طرح پھیلے ان کو بھی امام کی معرفت نہ ہو، یا یہ جملہ انھوں نے اپنے چچا کو زمانے کے لئے کہا ہو مختار کے متعلق حدیث کی احادیث اور ان پر سہارا فیصلہ آگے آئے گا مزید حالات ہماری کتاب "فدائے تلوار" میں ملاحظہ ہوں۔ الجواہری ۱۲

لے یہ حدیث خود اپنے غلام ہونے کی گواہی دے رہی ہے کیونکہ اللہ کے پیاروں اور اللہ کے دشمنوں کی محبت ایک ہی میں اکٹھا نہیں ہو سکتی۔ اگر مختار کو منافقین سے ذمہ برابر سمجھی لگا تو ہوتا تو وہ انتقام خون حسینؑ میں اتنی جانفشانی نہ کرتے۔ دوسری حدیث احادیث اس حدیث کی رد میں آگے آئے والی ہیں، جن میں معصوم نے مختار کے لئے ہر کیا دعائے خیر فرمائی ہے، لہذا جو مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے وہ کچھ قابل قبول نہیں، اس لئے اس کو ترک کیا۔ جزائری ۱۲

دار کرنا چاہا تو اُس کو ایک سچو نے کاٹ لیا وہ بھی وہیں زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور مر گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ بچہ ہے تو اُس کو مارا۔ مختار نے پھر کہا اے حجاج! میں کہہ چکا کہ تو میرے قتل پر قہر نہیں ہے، وائے ہو تجھ پر کہ تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نزار بن معد بن عدنان نے شاپور ذوالاکتاف سے اس وقت کیا کہا تھا جبکہ وہ عربوں کو بے دریغ قتل کر رہا تھا اور ان کو تہ و تن سے ہلک کرنا چاہتا تھا۔ نزار نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے زنبیل میں رکھ کر ذوالاکتاف کی راہ میں ڈال دو، لوگوں نے ایسا ہی کیا، جب اُس کی نظر اس پر پڑی تو اُس نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اُس نے جواب دیا، میں ایک عرب ہوں؛ تجھ سے اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ تو عربوں کو بے جرم و خطا کیوں قتل کر رہا ہے، جو لوگ تیری سلطنت میں رخصت اندازی کرتے تھے وہ مارے جا چکے اب بس کر اس نے جواب دیا: میں نے کتاب میں پڑھا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام محمد ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا اور ہم کی سلطنت کے زوال کا باعث ہو گا۔ میں ان لوگوں کو اس لئے مار رہا ہوں تاکہ وہ پیدا نہ ہو سکے۔ نزار نے جواب دیا: یہ جو تو نے پڑھا ہے اگر جھوٹی کتابوں نے ایسا کہا ہے تو ان بے گناہوں کو کیوں مارتا ہے۔ اور اگر سچی کتابیں ایسا کہتی ہیں تو چاہے جتنے لوگ قتل کرے خدا اس اصل کی حفاظت کرے گا جس سے اس کو پیدا ہونا ہے، کیونکہ خدا کا فیصلہ پورا ہو کر رہے گا، چاہے ان میں سے ایک آدمی بھی باقی رہ جائے۔ یہ سن کر ذوالاکتاف نے کہا کہ یہ نزار (لاغر) سچ کہتا ہے، عربوں پر سے ہاتھ اٹھا لو، لہذا ان لوگوں نے عربوں کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح سے لے حجاج! اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ میں اُس وقت تک نہیں مروں گا جب تک تم میں سے تین لاکھ تیرا ہی ہزار کو نہ ماروں، کیونکہ تو رسولِ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ حجاج جو بغور مختار کی تقریریں ہاتھ پریشان ہو کر پھر جلاوڑ سے بولا مار اس کی گردن کیا دیکھتا ہے۔ مختار نے کہا یہ مجھ کو نہ مار سکے گا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اب تو خود اٹھ اور مجھ کو مارتا کہ تجھ کو بھی سچو ڈنک مارے اور تو بھی اصل ہنم ہو جلاوڑ سے پھر تلوار بلند کی اور چاہتا تھا کہ اس کو گرائے، ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان کا ایک خاص آدمی عبدالملک کا ایک خط لے دربار میں داخل ہوا اور دور ہی سے چلایا کہ تمہارا مختار کو قتل نہ کرو، اس نے آکر حجاج کے ہاتھ میں وہ خط دیا۔ اس میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم لے حجاج! حجاج سے پاس ابھی ابھی خط لے کر کھڑے تھے جس میں یہ خبر ہے کہ تو نے مختار کو گرفتار کر لیا ہے اور اس کو قتل کرنا چاہتا ہے، کیونکہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ وہ جلاوڑ کے ناصروں میں سے تین لاکھ تیرا ہی ہزار آدمی قتل کرے گا۔ لہذا جب سچو کو میرا

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں سے بعض نے اطاعت الہی اختیار کی اور بزرگی پائی اور بعض نے گناہ کئے اور ذلیل ہوئے، اسی طرح تم بھی ہو گے۔ لوگوں نے کہا ہم میں سے کون لوگ گنہگار ہیں؟ فرمایا وہ لوگ ہیں جن کو ہم الہییت کی تعلیم اور ادائے حقوق کا حکم دیا گیا، لیکن انھوں نے خیانت کی اور ہمارے حقوق کا انکار کیا، اور ہماری اولاد کو قتل کر دیا اور رسول ہے، دراصل ایک ان کو ان کی عزت و تعلیم کا حکم دیا گیا تھا، لوگوں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! کیا ایسا بھی ہو گا؟ فرمایا: ہاں! یہ سب حق خبر ہے اور ہونے والی بات ہے! میرے یہ دونوں فرزند حسن و حسین قتل کئے جائیں گے، پھر آپنے یہ سیت پڑھی: سیم صیب الذین ظلموا سار جزا فی الدنیا جن لوگوں نے ظلم کیا ہے دنیا ہی میں ان پر عذاب نازل ہو گا، اور وہ یوں کہ اللہ تعالیٰ ان پر ان کو سزا فرمائے گا جو سزا انتقام لیں گے، اور ان کا وہی انجام ہو گا جو بنی اسرائیل کا انجام ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ انتقام لینے والا کون ہو گا؟ حضرت نے فرمایا: حضرت نے فرمایا قبیلہ ثقیف کا ایک نوجوان جس کا نام مختار بن ابوصبیہ ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت کے اس ارشاد کے تھوڑے عرصہ بعد ہی مختار پیدا ہوئے، جب حجاج بن یوسف ثقیفی کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُس نے پوچھا، کون کہتا ہے؟ لوگوں نے امام زین العابدین علیہ السلام کا نام لیا۔ یہ سن کر اُس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ نے ایسا نہیں فرمایا اور نہ ہی علی بن ابی طالب نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کی ہے البتہ علی بن حسین (معاذ اللہ) ایک مغرور لڑکے ہیں اور خرافات کہتے ہیں اور ان کے تابعین ان خرافات کو سن کر دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ امنہ سے یہ کہا اور عمل یہ کیا کہ مختار کو بلا کر حکم دیا اس کی گردن مار دی جائے۔ چنانچہ سر کاٹنے والا چمڑہ بچھایا گیا اور اس پر مختار بٹھائے گئے، اب غلام ہر طرف بھاگتے پھرتے تھے۔ کسی طرح تلوار نہ آتی تھی، حجاج نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ غلاموں نے جواب دیا: تلوار خزانہ میں ہے اس کی کبھی کہیں کھو گئی۔ مختار نے یہ دیکھ کر کہا: کہ حجاج! عبث کوشش نہ کرو مجھ کو ہرگز قتل نہیں کر سکتا، ہرگز سو نہ کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا، اور اگر تو نے مجھ کو قتل کر بھی دیا تو خدا مجھ کو پھر زندہ کرے گا۔ تاکہ میں تم میں سے تین لاکھ تیرا ہی ہزار مردودوں کو واصل ہنم کروں۔ حجاج نے مختار کی بات کی طرف اعتناء نہ کی اور درباریوں میں سے ایک سے کہا کہ تم اپنی تلوار جلاوڑ کو دیدو، اُس نے تلوار دیدی۔ حجاج جلدی کرنے لگا، جلاوڑ کو کچھ ایسی گھبراہٹ طاری ہوئی کہ ٹھوکر کھا کر گر پڑا، تلوار اُلٹ کر اسی کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور مر گیا۔ اُس کے بعد دوسرا جلاوڑ آگے بڑھا، اُس نے تلوار لے کر مختار کی گردن پر جو

اور ان کو دیکھوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ایک روز حضرت کھانا تناول فرما رہے تھے، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا لو خوش ہو تم یہاں کھانا کھا رہے ہو، اور ادھر بنی امیہ کے ظلم کی کھیتی کاٹی جا رہی ہے۔ لوگوں نے کہا کہاں؟ فرمایا فلاں مقام پر مختاران کو قتل کر رہا ہے اور عنقریب فلاں دن دوسر کاٹ کر میرے سامنے لائے جائیں گے۔ چنانچہ جب وہ دن آیا تو وہ دونوں سر لائے گئے۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر دسترخوان پر بیٹھنا چاہتے تھے، سروں کو دیکھ کر سجدہ شکر میں گر پڑے اور ارشاد فرمایا: **الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَفَّرَ بِمُخْنِي حَتَّى آسَأَنِي**۔ شکر ہے اُس کا جس نے مجھ کو دنیا سے اس وقت تک نہ اٹھایا جب تک ان کے سر نہ دکھا دیے۔ پھر اپنے کھانا شروع کیا اور ان سروں کو دیکھتے جاتے تھے، کھانے کے بعد جب شیرینی کھانے کا وقت آیا تو اتفاق سے شیرینی نہیں آئی کیونکہ سبے سروں کے آنے کی خبر سن کر گھر کا کام کاج چھوڑ دیا تھا، حضرت کے اصحاب نے کہا کہ کیا آج شیرینی نہیں آئے گی۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی آج تو ہمارے لئے ان سروں کو دیکھنے سے بڑھ کر کوئی شے شیریں نہیں ہے۔

سید نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: **لَا تَسُبُّوا الْمُخْتَارَ فَإِنَّهُ قَدْ قُتِلَ قَتْلَتَا وَطَلَبْنَا نَا وَوَرَجَّحْنَا وَأَمَلْنَا وَقَسَمْنَا فِينَا الْمَالُ عَلَى الْعُسْوَ**۔ مختار کو برا نہ کہو کیونکہ اُس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا، ہمارے خون کا انتقام طلب کیا، ہماری بیواؤں کی شادیاں کروائیں اور ہم میں مال تقسیم کیا جبکہ ہم نادار تھے۔

حبیب نشعی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مختار امام زین العابدین علیہ السلام پر جھوٹ باندھا کرتے تھے یہ نیز اسی کتاب میں عبد اللہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں عید قربان کے روز امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے اور کئی شخص کو سر تراشنے کے لئے بلوا بھیجا تھا، میں حضرت کے سامنے بیٹھ گیا، اتنے میں اہل کوفہ میں سے ایک بزرگ داخل ہوئے، انھوں نے حضرت کا ہاتھ لے کر جو منا چاہا تو حضرت نے منج کیا، پھر اپنے فرمایا، تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا: میرا نام ابو محمد حکم ہے اور مختار ثقیفی کا فرزند ہوں۔ یہ سن کر حضرت نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا اور اتنا نزدیکی کیا کہ معلوم ہوتا تھا اپنی آغوش مبارک میں بیٹھا چاہتے ہیں جبکہ پہلے چومنے کے لئے ہاتھ دینے میں بھی تامل فرمایا تھا، بیٹھنے کے بعد حکم بن مختار نے

لے خدمت مختار کی روایات دشمنوں کی خود ساختہ ہیں، یا امام نے عالم تقیہ ایسا فرمایا ہوگا تفصیل کے لئے "خلائی توار" کا مطالعہ کریں جس میں مختار کی برأت پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جزائی ۱۲

خطے تو اس کو فوراً رہا کر دینا اور سوائے اچھائی کے اور کوئی سلوک اُس سے نہ کرنا کیونکہ میرے بھائی ولید کے سچے کی دایہ کا شوہر ہے اور ولید نے اُس کی سفارش کی ہے۔ جو کچھ اُس نے کہا ہے اگر غلط ہے تو ایک غلط خبر کے لئے ایک مسلم کے قتل کے کوئی معنی نہیں اور اگر سچ ہے تو تو قول رسول کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ حجاج نے مجبور ہو کر مختار کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد بھی مختار لوگوں میں بھی مشہور کرتے رہے کہ میں خونِ سیٹھ کا انتقام لوں گا، اور بنی امیہ کو قتل کروں گا جب اُن کی سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں تو حجاج نے ان کو پھر گرفتار کروالیا اور قتل کرنے کی دیکھی دی، مختار نے پھر وہی کہا کہ تو اپنے عمل سے الہی فیصلہ کی مخالفت نہ کر۔ حجاج نے نہ مانا اور جلاؤ کو حکم دیا کہ مختار کا سر تن سے جدا کر دے۔ وہ مارنا چاہتا تھا کہ پھر ایک کبوتر گرا جس کے ساتھ عبد الملک کا ایک خط تھا جس میں تھا کہ: **اے حجاج! مختار سے متفرق نہ ہو کیونکہ وہ ابن ولید کی مرضعہ کا شوہر ہے۔** اگر وہ سچ کہہ رہا ہے تو تو اُس کو قتل نہ کر کے کا جس طرح دانیال سخت نعر کو قتل نہ کر سکے جس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کو بنی اسرائیل کا قتل عام کروانا تھا۔ حجاج نے دوبارہ مختار کو رہا کر دیا اور تہدید کی کہ اب اس قسم کی گفتگو نہ کرنا۔ مگر مختار نے اپنی حرکت نہ چھوڑی۔ حجاج کو جب پتہ چلا تو اُس نے پھر ان کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیجے مگر مختار روپوش ہو گئے، ایک مدت کے بعد پھر گرفتار ہو کر حجاج کے سامنے پیش ہوئے پھر اُس نے ان کو مارنا چاہا تو میری دفعہ پھر عبد الملک کا خط آیا جس میں قتل مختار کی ممانعت تھی۔ حجاج نے اپنی مختار کو قید کر دیا اور عبد الملک کو خط لکھا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ ایک ایسے شخص کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ انصاری بنی امیہ میں سے اتنے ہزار آدمیوں کو مارے گا۔ عبد الملک نے جواب میں لکھا کہ تو بھی کیسا جاہل آدمی ہے، اگر اس کی یہ بات غلط ہے تو ہم اس کو سچا کر اس کے حق کا لحاظ کیوں نہ کریں جس نے ہماری خدمت کی ہے، اور اگر درست ہے تو پھر بھی ہم کو اس کی پرورش کرنا چاہیے جس طرح فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر مسلط کیا۔ پس حجاج نے مختار کو عبد الملک کے پاس روانہ کر دیا اور مختار سے وہ واقعات ظہور پذیر ہوئے جو لوگوں کو معلوم ہیں اور انھوں نے جن کو قتل کرنا تھا قتل کیا۔

لوگوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ خبر تو دی لیکن یہ نہیں بتایا کہ مختار کب خروج کریں گے اور کس کس کو قتل کریں گے۔ حضرت نے فرمایا میں یہ بتلائے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، آج فلاں روز ہے، پورے تین برس کے بعد عبد اللہ بن یزید شمر ذی الجوشن کے سر فلاں فلاں روز میرے سامنے لائے جائیں گے، میں اُس وقت کھانا کھانا ہوں گا

کہا کہ مولا! لوگ میرے باپ کے بارے میں جو بیگونیاں کرتے رہتے ہیں لیکن خدا کی قسم آپ جو بھی فرمائیں گے مان لوں گا۔ حضرت نے فرمایا لوگ کیا کہتے ہیں؟ حکم نے کہا کہ ان کو کذاب کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اب آپ جو حکم دیں اس پر عمل کروں گا۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا: سبحان اللہ! میرے والد نے تو مجھ سے یہ فرمایا ہے کہ میری والدہ ماجدہ کا گھر بھی اس مال سے ادا کیا گیا جو مختار نے بھیجا تھا، کیا مختار نے ہمارے گھروں کی تعمیر نہیں کی؟ کیا انھوں نے ہمارے قاتلوں کو نہیں مارا اور ہمارے خون ناحق کا بدلہ نہیں لیا، قسم جنتہ اللہ پس اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔ میرے والد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مختار کو فاطمہ بنت علیؑ سے نکاح کا شرف حاصل تھا، وہ ان کی خدمت کرتے اور کھجونا تک بکھاتے تھے اور انھیں سے مختار نے احادیث لی ہیں، اس کے بعد حضرت نے دو مرتبہ فرمایا: رحمۃ اللہ آیاتک خدا تیرے باپ پر رحم کرے انھوں نے کسی کو ہمارا حق لئے بغیر نہ چھوڑا، انھوں نے ہمارے قاتلوں کو ہلاک کیا اور ہمارا قصاص طلب کیا۔

اسی کتاب میں یونس بن یعقوب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مختار نے عراق سے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں خط کے ساتھ کچھ بولایا بھیجے جب یہ لوگ حضرت کے دروازے پر پہنچے تو اندر آنے کی اجازت چاہی تو دربان نے نکلی کہ کہا کہ حضرت فرماتے ہیں میرے دروازے سے چلے جاؤ میں نہ تو کدہ این کے ہدیے قبول کرتا ہوں نہ ان کا خط پڑھتا ہوں۔ پھر ان لوگوں نے نفاق پر سے حضرت کا نام مٹا کر لکھ دیا: جہدی محمد بن علی (حنفیہ) کی طرف۔ اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس خط میں مختار کے قلم سے میرے والد کے لئے صرف اتنا لکھا کہ یا مین خنبر من طشی و منشی الیٰ اس کے فرزند جو زندگی کرنے والوں اور گزرنے والوں میں بہترین تھا) ابوصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ”مشنی“ تو میں سمجھا ”طشی“ کیا ہے؟ اپنے فرمایا طشی کے معنی حیات کے ہیں۔ (مصنف علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت جو لغت کی کتاب میں ہیں ان میں طشی کے معنی مجھ کو بھی نہیں ملے۔

نیز اسی کتاب میں اصبح بن نباتہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مختار کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے زانوئے مبارک پر بیٹھے دیکھا۔ حضرت ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا کئیس یا کئیس (اے زیرک! اے زیرک)۔

اس قسم کی روایتوں کو علامہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لئے ہماری تازہ کتاب ”خدا کی تلوار“ درحالات مختار ملاحظہ ہو۔ ج۔ ۱۔ ۱۲

اسی کتاب میں جابر و بن منذر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان میں سے کسی ہاشمیہ نے نہ کنگھی کی نہ خضاب لگایا یہاں تک کہ مختار نے قاتلان حسینؑ کے سر ہمارے پاس بھیجے۔

اسی کتاب میں عمر بن علی سے روایت ہے کہ جس وقت ابن زیاد اور عمر سعد کا سر امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے لایا گیا تو اس کو دیکھتے ہی آپ سجدہ شکر میں گر پڑے اور یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری کئے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اٰدَرٰکَ لِیْ تَارِیْ مِنْ اَعْدَائِیْ وَجَدَّیْ الْمُنْحَارَ خَیْرًا (شکر ہے اُس خدا کے قادر کا جس نے میرے دشمنوں سے انتقام لیا، خدا مختار کو جزائے خیر دے۔

اسی کتاب میں عمر بن علی سے روایت ہے کہ مختار نے علی بن حسین علیہم السلام کے پاس بمبیں ہزار دینار بھجوائے جن کو آپ نے قبول فرمایا اور اس سے عقیل بن ابوطالب کا گھر تعمیر کرایا اور دو سو کسری ہاشم کے گھر بنوائے جو منہدم ہو گئے تھے۔ عمر بن زین العابدین کہتے ہیں کہ پھر مختار نے وہ کچھ کہنا شروع کیا جو کہا۔ اس کے بعد پھر انھوں نے چالیس ہزار دینار بھیجے، وہ حضرت نے واپس کر دیے اور قبول نہیں کئے۔ یہ مختار وہی ہیں جنھوں نے لوگوں کو محمد مصنفیہ کی بیعت کی دعوت دی اور ان لوگوں کا نام کیسانہ اور مختاریہ رکھا گیا، کیونکہ مختار کا لقب کیسان تھا۔ مختار کے کوتوال پولیس البوعمرہ کا لقب بھی کیسان تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؑ کے غلام کیسان کا بیٹا تھا۔ البوعمرہ ہی نے دراصل مختار کو طلب خون حسین علیہ السلام پر آمادہ کیا تھا اور ان کے قاتلوں کو تلاش کرنے میں مختار کی مدد کی تھی۔ یہ مختار کا راز دار اور ان کا دہا باز تھا، اس کو جوڑی پتہ چل جاتا تھا کہ فلاں گھر میں قاتلان حسینؑ میں سے کوئی ہے تو اس کو قتل کر کے دم لیتا تھا، اُس کے گھر کو منہدم کر دیتا تھا اور جوڑی روح اس گھر میں ملتا اس کو بھی قتل کر دیتا تھا، کوفہ میں قبضہ منہدم گھر تھے وہ اسی نے گرائے تھے۔ اہل کوفہ کے لئے شیف ضرب المثل بن گیا تھا۔ جب بھی کوئی مفلس ہو جاتا تھا وہ کہتے تھے دَخَلَ ابْنُ عُمَرَ دَبِیتَہُ (اُس کے گھر میں گویا البوعمرہ آگیا)۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہم اہلبیت کے راز برابر محفوظ رہے، یہاں تک کہ وہ اولاد کیسان کے ہاتھ میں پڑ گئے، پھر تو انھوں نے ان رازوں کو کوچہ و بازار میں بیان کرنا شروع کر دیا۔

تہذیب میں مرسل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پل پر جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے آگے اور حضرت علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے، جب بیچ میں پہنچیں گے تو مختار پکار کر کہیں گے یا حسین میں نے آپ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائیں گے کہ مختار کو جواب دو۔ یہ سنکر امام حسین علیہ السلام عقاب کی طرح جھپٹ کر مختار کو آتش جہنم سے نکال لائیں گے۔ اور ان کا جسم جھلس چکا ہوگا، اور اگر ان کے دل کو چیرا جاتا تو ان دو کی محبت اس میں پاتا۔ (مصنف علیہ الرحمہ) اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ ان دو میرا ممکن ہے کہ دو منافق ہوں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد حسن و حسین علیہم السلام ہوں۔ پہلی توجیہ کی بنا پر یہ دخولِ نار کی علت ہوگا۔ اور دوسرے قول کی بنا پر خروج از نار کا سبب بنے گا۔ یعنی حسنین کی محبت نے مختار کو آتش جہنم سے نکالا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ریاست و مال کی محبت ہے، اور توجیہ اول درست ہے۔

شیخ حسن بن سلیمان نے کتاب مختصر میں بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے مختار نے امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے ان کو قبول کرنے میں کراہت محسوس کی اور واپس کرنے میں بھی مختار کی ناراضگی کا خوف تھا، اس لئے اس مال کو یمنہ ایک مکان میں بند رکھا۔ جب مختار مارے گئے تو یہ ماجرا عبدالملک کو لکھ کر بھیج دیا۔ اس نے جواب دیا کہ یہ مال آپ کو مبارک ہو اسے آپ اپنے تصرف میں لائیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام مختار پر لعنت بھیجا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اُس نے اللہ اور ہم پر جھوٹ باندھا ہے، کیونکہ اس کا گمان تھا کہ امام زین العابدین علیہ السلام پر وحی آتی ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد مصنف علیہ الرحمہ نے جناب جعفر بن محمد بن سناک رسالہ "شرح الثانی احوال المختار" مکمل نقل کیا ہے چونکہ وہ الگ رسالہ تھا نیز اس کے بہت سے مطالب گذشتہ سطور میں گزر چکے اس لئے میں نے اس کا ترجمہ کر کے علیحدہ صورت دیدی ہے اور اس کا نام "خدائی تلوار" ترجمہ رسالہ شرح الثانی احوال المختار رکھا ہے۔

۱۲ ج ۱۲

یہ روایت بھی مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ج ۱۲
یہ روایت سند و روایت دونوں اعتبار سے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس کے راوی نے اقبل (کہا گیا ہے) کہہ کر اس کی سندی حیثیت ختم کر دی ہے۔ جبکہ متبر روایات میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے مختار کے لئے دعائے خیر کی اور ان کا ہدیہ اور ان کی فرستادہ کثیر قبول فرمائی جس سے جناب زید کی ولادت ہوئی۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے: لَا تَسْتَبِقُوا الْمُخْتَارَ فَإِنَّهُ قَتَلَ قَتَلْتُمْ۔ مختار کو بڑا کہو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو (ہلا دیا)۔

باب ۳

حسین مظلوم کی قبر پر اشیائے اُمت کے مظالم اور آپ کی تربیت متفقہ کے متوجہ

احمد بن منبہم کہتے ہیں کہ یحییٰ بن عبد الحمید حمانی نے اپنے گھر میں یہ واقعہ مجھ کو دکھوایا کہ:-
جس زمانہ میں موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کوفہ کا گورنر تھا۔ میں ایک روز اپنے مکان سے باہر نکلا، راہ میں ابو بکر بن عیاش سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ابوسحبی! آؤ ذرا اس شخص کے پاس چلیں۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ اُن کی کیا مراد ہے اور وہ مجھ کو کس کے پاس لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن چونکہ میں ابو بکر بن عیاش کا بہت احترام کرتا تھا اس لئے میں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا ابو بکر گدھے پر سوار تھے اور میں اور لوگوں کے ساتھ پیادہ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ہم سب لوگ ایک گھر کے سامنے پہنچے جو عبداللہ بن حازم کے گھر کے نام سے مشہور تھا، اس گھر کے سامنے پہنچ کر ابو بکر نے مجھ سے پلٹ کر کہا:- "ابوسحبی! میں تم کو اپنے ساتھ اس مقام تک اس لئے لایا ہوں تاکہ تم بھی سن لو کہ میں اس بد معاش کو کس طرح جھاڑنا ہوں" میں نے کہا "ابو بکر! یہ کون ہے؟" کہا "یہی فاجر و کافر موسیٰ بن عیسیٰ ہے۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا اور آگے چلنے لگا، میں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا یہاں تک کہ ہم لوگ موسیٰ بن عیسیٰ کے عالی شان دروازے پر پہنچ گئے اور حاجب کی نظر ابو بکر پر پڑی۔ اس جگہ ایک میدان تھا جہاں لوگ اپنی سواریوں سے اتر کر تھے مگر ابو بکر نہ اترے اُسی گدھے پر سوار سیدھے اندر چلے گئے اور مجھ کو بھی آواز دی، اندر چلے آؤ، مجھ کو حاجیوں نے روکنا چاہا مگر ابو بکر ان کو ایک ایسی ڈانٹ پلائی کہ انھوں نے مجھ کو بھی راستہ زیدیا لے موسیٰ بن عیسیٰ عباسی یہ ہادی خلیفہ عباسی کی چوٹ سے کوفہ کا گورنر تھا۔ بعد میں ہارون الرشید نے بھی اس کو کوفہ میں برقرار رکھا۔ جزائری ۱۲

(قبیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) نقل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے جب لوگوں نے مختار کا ساتھ دینے کے لئے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: "کہ اگر غلام حبشی بھی ہمارا انتقام لینے آئے تو لوگوں پر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مختار نے چونکہ دشمن آلِ محمد کی خوب سرکوبی کی اور ان سے وہ انتقام لیا جو ان تک کسی نے نہیں لیا، اس لئے مخالفین آلِ محمد کو ان کی ذات سے کینہ ہوا۔ خصوصاً ان کی شہادت کے بعد بنو امیہ کی حکومت رہی، اس لئے ان کی مذمت میں حدیثیں وضع کرنے کا موقع مل گیا۔ تفصیل کے لئے ہماری تازہ کتاب خدائی تلوار" ترجمہ رسالہ شرط الثانی احوال المختار۔ تالیف علامہ ابن مہلا حفظہ فرمائی۔

جزائری ۱۲

ابوبکر اپنے گدھے پر سوار اندر چلے گئے یہاں تک کہ موسیٰ کے سامنے پہنچ گئے، وہ ایوان میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا، چاروں طرف مسلح سپاہی تلواریں لئے کھڑے تھے، موسیٰ نے جونہی ابوبکر کو دیکھا تو بڑی آواز بھگت کی اور اپنے قریب تخت پر بیٹھا، حافی تہتہ کے میں اپنی جگہ ٹھٹکا کھڑا رہا۔ جب ابوبکر تخت پر بیٹھ چکے تو انھوں نے پلٹ کر میری طرف دیکھا، اور کہا کہ وہاں کیا کھڑے ہو میرے پاس آکر بیٹھو۔ اب موسیٰ نے بھی میری طرف دیکھا اور ابوبکر سے پوچھا کہ اس شخص کے متعلق کوئی سفارش کرنا ہے؟ ابوبکر نے کہا نہیں، میں اسے تمھارے خلاف گواہی دینے کے لئے لایا ہوں۔ اُس نے کہا کیسی گواہی؟ ابوبکر نے کہا تم نے اُس قبر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اُس نے پوچھا کونسی قبر؟ ابوبکر نے کہا حسین بن فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر۔ موسیٰ نے اپنے آدمی بھیج کر روضہ مبارک امام حسین علیہ السلام کو منہدم کر دیا تھا۔ ابوبکر کا یہ سوال سنکر موسیٰ غصہ سے اتنا بھول گیا کہ قریب تھا پیٹ پھٹ جائے۔ پھر اُس نے پوچھا تم سے کیا مطلب؟ ابوبکر نے کہا پہلے میرا ایک خواب اور اس سے متعلق سچا واقعہ سن لو۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اہل غاصریہ میں اپنے کچھ عزیزوں سے ملنے گیا، جب میں کوفہ کے پل پر پہنچا تو دس سو روں نے میرا راستہ روک لیا اور انھوں نے مجھ پر حملہ کرنا چاہا، اُس وقت نبی اسد کے ایک شخص نے جس کو میں پہچانتا تھا، ان سو روں سے مجھ کو بچایا۔ پھر میں آگے کو روانہ ہوا لیکن جب مقام شاہی پر پہنچا تو میں راستہ بھول گیا۔ وہاں پر میری نے ایک بڑھیا کو دیکھا، اُس نے پوچھا، اے شیخ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا میں غاصریہ جانا چاہتا ہوں، اُس نے کہا وہ سامنے ایک وادی تم کو نظر آ رہی ہے۔ میں نے کہا ہاں، اُس نے کہا سیدھے اس وادی میں چلے جاؤ، جب تم اس کو عبور کر لو گے تو راستہ مل جائے گا۔ چنانچہ میں نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور نیوئی تک پہنچ گیا، وہاں میں نے ایک بہت بوڑھے شخص کو دیکھا وہ زمین پر بیٹھا ہوا تھا، میں نے اُس سے پوچھا کہ اے شیخ تم کون ہو؟ اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اُس نے کہا: میں اسی قریہ کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا تمھاری عمر کیا ہوگی؟ اُس نے کہا مجھے اپنی عمر تو یاد نہیں البتہ امام حسین علیہ السلام اور ان کا یہاں آنا مجھ کو یاد ہے۔ اس جگہ ان پر اور کچھ ساتھیوں پر بندش آگئی تھی جبکہ گنتوں اور وحشی جانوروں تک کو پانی پینے کی کھلی آزادی تھی، میں یہ سنکر ڈر گیا، میں نے تعجب سے پوچھا، کیا واقعی تم نے واقعہ کرنا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ اُس نے کہا بیشک اُس کی قسم جس نے آسمانوں کو بلند کیا۔ اور اے شیخ تم نے بھی اور دوسرے مسلمانوں نے اگر ان کو مسلمان کہا جس کے ایسا ہی واقعہ دیکھا ہے جس کی وجہ سے انکے خونیں بہنا چاہیے۔ میں نے کہا:

کونسا واقعہ؟ اُس نے کہا کہ حسین مظلوم کا روضہ گرا دیا گیا اور تم نے اُس کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا۔ میں نے کہا حسین کی قبر کہاں ہے؟ اس نے کہا: تم اس وقت اُس کے پاس کھڑے ہو لیکن اُس کا نشان مٹا دیا گیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا اس سے قبل میں نے قبر حسین کی زیارت نہیں کی تھی۔ میں نے شیخ سے کہا کہ مجھ کو وہ جگہ دکھا دو۔ وہ بوڑھا مجھ کو لے کر چلا، سامنے ایک چار دیواری نظر آئی جس کے دروازے پر سامنے جا کر ہم ٹک گئے اور ہم نے اذن طلب کیا۔ اس وقت دروازہ پر مجمع لگا ہوا تھا، میں نے دربان سے کہا کہ میں فرزند رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ تم اس وقت اندر نہیں جاسکتے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اُس نے کہا کہ اس وقت حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے ان کے جہاد ہریم خلیل اللہ اور محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبریل و میکائیل اور ملائکہ کی ایک فرج کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ یہ خواب دیکھ کر میں ڈرا ہوا بیدار ہوا۔ اور ایک عرصہ تک حزن و اندوہ میں مبتلا رہا۔ یہاں تک کہ اس واقعہ کو اتنا عرصہ گزر گیا کہ قریب تھا کہ میں یہ خواب بھول جاؤں۔ پھر ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ مجھ کو غاصریہ جانے کی ضرورت محسوس ہوئی، ایک شخص پر میرا قرضہ تھا، میں اُس سے اپنا قرض وصول کرنے کے لئے رخصت سفر باندھ کر بے خیالی میں غاصریہ کی طرف چل کھڑا ہوا، لیکن جونہی جسے کوفہ پر پہنچا سامنے کچھ چور نمودار ہوئے جو میرا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، ان کی تعداد دس تھی، ان کو دیکھ کر وہ خواب مجھ کو یاد آ گیا اور خوف کی جھجھری بدن پر طاری ہوئی۔ راہبڑوں نے مجھ سے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہو سامنے رکھ دو اور اپنی جان لے کر چلے جاؤ۔ میرے پاس زادراہ کے لئے کچھ مال تھا، میں نے ان سے کہا کہ افسوس ہے تم مجھ کو نہیں جانتے، میں ہی ابوبکر عیاش ہوں، اپنا قرض وصول کرنے غاصریہ جا رہا ہوں، تم کو خدا کی قسم میری راہ نہ کاٹو اور زادراہ دھچھو ورنہ میں اپنے سفر سے باز رہ جاؤں گا۔ اتنے میں ان چوروں میں سے ایک نے پکار کر کہا: خدا کی قسم یہ میرا آقا رہ چکا ہے اس کو چھوڑ دو۔ پھر تو وہ لوگ تھوڑی دُور تک میری حفاظت کے لئے مجھ کو پہنچانے آئے ابوبکر عیاش کہتے ہیں میں اس واقعہ اور اپنے گزشتہ خواب پر غور کرتا اور تعجب میں مبتلا چلا رہا، یہاں تک کہ نینو اہنچ گیا، اس مقام پر پہنچ کر قسم خدا میں نے اُس شیخ کو عین بیٹھے دیکھا جس کو آج سے بہت قبل میں خواب میں دیکھ چکا تھا پھر میں اس نے خواب کی طرح اُس سے سوال کیا، اور اُس نے بالکل اسی طرح جواب دیا اور خواب کی بات میں سے سوائے اس چار دیواری اور اذن طلبی کے کوئی چیز باقی

نہ رہی۔ یہ کہہ کر ابوبکر بولے کہ اے شخص! میں نے اپنے کو قسم دے رکھی ہے کہ میں اس خواب کو ہر طرف شہور کروں گا اور امام حسین علیہ السلام کی تربت مقدسہ کی زیارت کبھی نہ چھوڑوں گا، کیونکہ وہ جگہ جس کی زیارت کے لئے ابراہیمؑ و محمد مصطفیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام، جبریل امین و میکائیل آئیں، اس کی زیارت کا شرف ہر بندہ کو حاصل کرنا چاہیے اور مجھ سے ابوحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ ابوبکر سے یہ گفتگو سن کر موسیٰ کمال طیش میں آیا اور اس نے مجھ کو اور ابوبکر کو اپنے آدمیوں سے پٹوا کر قید کر دیا، پھر کچھ دنوں کے بعد یہ تاکید کر کے کہ یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کیا جائے ہم کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس واقعہ کو یاد رکھنا البتہ جہلا سے بیان نہ کرنا جو اہل عقل و معرفت ہوں، اُن تک اس کو ضرور پہنچا دینا۔

ابراہیم دینرج کہتا ہے کہ مجھ کو متوکل نے کربلا میں روضہ امام حسین علیہ السلام کھودنے کے لئے بھیجا ساتھ ہی متوکل نے جعفر بن محمد بن عمار قاضی کو ایک خط بھیجا جس میں لکھا کہ میں ابراہیم دینرج کو حسینؑ کی قبر کھودنے بھیج رہا ہوں، لہذا تم اس کی نگرانی کر کے مجھے خبر دینا کہ اس نے یہ کام انجام دیا، یا نہیں؛ دینرج کہتا ہے میں کربلا گیا اس کے بعد قاضی جعفر کے پاس واپس آیا۔ اس نے پوچھا، تم نے کیا کیا۔ میں نے جواب دیا جس کام پر مجھ کو مامور کیا گیا تھا، اس کو انجام دے آیا، لیکن میں نے کوئی خاص بات وہاں نہیں دیکھی، قاضی نے کہا تم نے قبر کو گہرا کر کے دیکھا ہوتا، میں نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تھا مگر قبر کے اندر سبھی کچھ نہ ملا، یہ سن کر قاضی نے خلیفہ کو لکھا کہ ابراہیم دینرج نے قبر حسینؑ کو کھودا لیکن اس کو اس میں کچھ نہ ملا۔ اب اس نے قبر کے اوپر پانی جاری کر دیا ہے اور سب سے کہل جتو اویسے ہیں۔ ابوعلی عمار کہتا ہے کہ میں نے بعد کو دینرج سے حقیقت حال دریافت کی تو اس نے کہا میں قبر حسینؑ پر اپنے مخصوص غلاموں کو لے کر گیا اور کھودنا شروع کیا۔ آخر میں ایک نئی چٹائی برآمد ہوئی اس پر امام حسین علیہ السلام کا جسم اقدس تھا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ دیکھ کر میں نے قبر دوبارہ بند کرادی اور حکم دیا کہ اس پر پانی جاری کر دیا جائے اور ہل چلا دیئے جائیں، مگر میں نے دیکھا سبیل قبر پر نہیں جاتے تھے قبر کی حد تک آکر واپس چلے جاتے تھے۔

ابو عبد اللہ باقلا فی بیان کرتا ہے کہ مجھ کو عبید اللہ بن کعب بن خاقان نے ہارون مصری

لخیر دینرج متوکل کا یہودی جرنیل تھا اسے اس کی دست قابل اعتبار نہیں کئی خبر روایت میں نہیں ہے کہ امام حسینؑ کی قبر کھودی گئی ہو۔

کے پاس اس کی کتب لیا کر بھیجا، ہارون اس وقت شاہی لشکر کا ایک جرنیل تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا رویہ بالکل سفید ہی اس کا چہرہ تارکول کی طرح سیاہ ہے اس پر بدبودار دانے لگے ہیں۔ میں نے اس سے تھوڑا بے تکلف ہوا تو میں نے اس کے چہرہ کی سیاہی کا سبب پوچھا لیکن اس نے بے تکلفی سے انکار کیا، پھر اس کے بعد وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا، اس وقت میں نے پھر وہی سوال دہرایا، اس نے کچھ کہی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے کتمان کا وعدہ کیا۔ اس نے کہا کہ متوکل نے مجھ کو اور دینرج کو قبر حسینؑ کھودنے اور اس پر پانی بہانے کے لئے کربلا روانہ کیا جب میں اس کے ساتھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں دینرج کے ساتھ نہ جانا اور قبر حسینؑ کے متعلق تم سے جو کہا گیا ہے اس پر عمل نہ کرنا۔ جب صبح ہوئی دینرج کے آدمی آئے، ہر چند میں نے جانے سے انکار کیا مگر وہ کسی طرح نہ مانے اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے یہاں تک کہ ہم لوگ کربلا پہنچے، رات کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوبارہ خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: میں نے تجھ کو منع نہیں کیا تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جانا۔ تو نے میرا حکم نہ مانا اور یہاں آ گیا اور ان کے جرم میں ان کا شریک بنا، یہ کہہ کر آپ نے میرے منہ پر طمانچہ لایا جس سے میرے چہرے کی یہ کیفیت ہو گئی جو تم دیکھ رہے ہو۔

فضل بن محمد بیان کرتا ہے کہ میں ابراہیم دینرج کا ہمسیا تھا، میں ایک روز اس کی عیادت کو گیا، میں نے دیکھا کہ اس کی حالت نہایت ابتر ہے، بدبوٹی کے عالم میں پڑا ہوا ہے۔ طبیب اس کے پاس بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے اس کا حال پوچھا، میرے اور اس کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے، اور وہ مجھ پر کافی اعتماد رکھتا تھا، اس نے طبیب کی طرف اشارہ کیا یعنی وہ اس کے سامنے اپنا راز بتلانا نہیں چاہتا تھا، طبیب کی سمجھ میں کبھی اس کا مرض نہیں آ رہا تھا، وہ خود حیران تھا، یا اشارہ پا کر وہ تو چلتا بنا، جب تھکیا ہوا تو میں نے دوبارہ اس کی کیفیت پوچھی، اس نے کہا میں خدا سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھے متوکل نے نینوی میں قبر حسینؑ مٹانے کا حکم دیا، میں رات کے وقت وہاں پہنچا۔ میرے ساتھ پہلے ہزار مزدوروں کی ایک جماعت بھی تھی، میں نے اپنے غلاموں سے کہا کہ تم اپنی نگرانی میں ان مزدوروں سے قبر کھودا دو، یہ کہہ کر میں ایک سایہ میں غسٹنی سفر فرح کرنے کے لئے لیٹ گیا ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ شرور وغل کی آواز کان میں آئی۔ میں نے دیکھا کہ غلام مجھ کو میڈر کر رہے ہیں میں ڈر کر اٹھ بیٹھا اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے کہا بہت عجیب قصہ ہے۔ میں نے کہا بیان تو کرو؟ انھوں نے کہا کہ کچھ لوگ ہمارے اور قبر کے بیچ میں داخل ہو گئے ہیں اور جرب بھی ہم آگے بڑھتے

ہیں وہ ہم پر تیروں سے حملہ کرتے ہیں۔ یہ سنکر میں بھی تحقیق امر کے لئے گیا۔ اُس وقت چاروں طرف چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس کی مدھم روشنی میں میں نے دیکھا کہ واقعاً کچھ لوگ موجود ہیں، میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو، لیکن ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ جب ہمارے تیر خرد ہماری طرف واپس آئے اور جس نے جو تیرا ہاتھ اسی کو اکڑ لگا اور زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ دیرِ بج کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد مجھ کو رشتہ سے بھرا چڑھ آیا اور اسی وقت میں کر بلا سے چلا آیا اور طے کر لیا کہ متوکل اگر مجھ کو مار بھی ڈالے تب بھی میں اب قبر حسین علیہ السلام کے غلاف کوئی ارادہ نہیں کروں گا۔ اب وہ بڑھ کہتا ہے میں نے اُس سے کہا اب مجھ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اُس کے شر سے بچا یا کیونکہ وہ کل مار ڈالا گیا اور اُس کے فرزند مقتدر نے قتل کر دیا ہے۔ دیرِ بج نے کہا، یہ خبر میں نے بھی سنی ہے لیکن اب تو میرے جسم کو وہ روگ لگ گیا ہے کہ میں بھی زندہ رہنا نہیں چاہتا، یہ صبح کا وقت تھا، شام ہوتے ہوئے دیرِ بج بھی راہی ملکِ عدم ہو گیا۔

ابوالفضل کہتا ہے کہ متوکل کے بیٹے مقتدر نے سنا کہ اُس کا باپ متوکل حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شان میں نامزد کرتا ہے، اُس نے ایک شخص سے اُس کے قتل کے بارے میں مشورہ کیا۔ اُس نے جواب دیا کہ اب اُس کا قتل واجب ہے مگر تم اُس کے خون میں ہاتھ نہ بھرنے کیونکہ جو اپنے باپ کو قتل کرتا ہے وہ زیادہ زندہ گی نہیں پاتا۔ اُس پاک باز نے جواب دیا کہ اللہ کی اطاعت کرنے میں اگر میری عمر گھٹ بھی جائے تب بھی مجھ کو کوئی پروا نہیں۔ چنانچہ اس کو قتل کر دیا جس کے بعد وہ سات ماہ زندہ رہا۔

علی بن عبد اللہ نعم مصری کہتا ہے کہ میرے دادا قاسم بن احمد بن عمر اسدی کو فی تاریخ ویزیر کا بڑا علم تھا، ایک روز انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ متوکل باللہ جعفر بن مقفم سے لوگوں نے بیان کیا کہ ارضِ مینو میں امام حسین علیہ السلام کی قبر پر صحراشین عربوں کا ہجوم رہا کرتا ہے، اور لوگ اُن کی زیارت کو وہاں آتے رہتے ہیں چنانچہ اُس نے اپنے ایک جرنیل کی سرکردگی میں ایک فوج کر بلا روانہ کی اور اُس کو حکم دیا کہ امام حسین کے مزار کو گروا دیا جائے اور لوگوں کو زیارت کرنے سے روکا جائے چنانچہ یہ جرنیل کر بلا گیا اور اُس نے متوکل کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ سن کر

متوکل نے چار دفعہ امام حسین کی قبر کو براہِ رکھنا جس میں دیرِ بج وغیرہ کو اس ارشاد کے لئے کر بلا بھیجا۔ مذکورہ واقعہ شاید ان چار واقعات کے علاوہ ہے۔ تفصیل ہماری کتاب تاریخ کر بلا و جمع ملاحظہ کریں۔ ج ۲۔ ذ ۱۲۔

کا واقعہ ہے، اس واقعہ کے بعد تمام عربوں نے بغاوت کر دی اور کہا کہ ہمارا بچہ بچہ قتل ہوا ہے مگر مظالم کی زیارت سے ہم نہ رکیں گے، ایسا اس لئے تھا کہ انھوں نے بہت سے مجرمین کو زندہ کر دیا دیکھی تھیں۔ اس جرنیل نے متوکل کو اس صورت حال سے مطلع کیا۔ متوکل نے واپس آجائے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۲۴۰ھ میں متوکل کو پھر پتا چلا کہ اب پھر قبر حسین پر بڑے اجتماع ہونے لگے ہیں اور وہاں ایک بڑا بازار قائم ہو گیا ہے۔ یہ سنکر متوکل نے ہر شہر میں بذریعہ منادی یہ اعلان کر دیا کہ زیارت حسین کو جو بھی جائے گا اُس کا خون معاف ہے۔ ساتھ ہی پھر کر بلا فوج روانہ کی جس نے کر بلا میں بڑی تباہی مچائی، بہت سے مومنین اور سادات قتل ہوئے۔

عبد اللہ بن رابعہ طبری بیان کرتا ہے کہ ۲۴۰ھ ہجری میں حج کے لئے مکہ معظمہ گیا پھر وہاں سے عراق آیا اور خلیفہ وقت سے عجب کز زیارت قبر امیر المؤمنین علیہ السلام کے لئے نفعنا اشراف پہنچا اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے کر بلا گیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا کہ روضہ مبارک کھود کر گھیتوں کی شکل میں مبدل کر دیا گیا ہے اور بیلوں کے ذریعہ بن جوتا جا رہا ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ بیل چلتے چلتے جب امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے پاس پہنچتے تھے تو ادھر ادھر کرتا جاتے تھے۔ بل جوتے والا ان کو ہر چند لکڑی سے مارتا تھا مگر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ یہ کرشمہ دیکھ کر میں یہ شعر پڑھتا ہوا بغداد چلا آیا۔

تَاللّٰهِ اِنْ كَانَتْ مُدَامَیْئَةً قَدْ اَتَتْ قَتَلَ اَبُو بَدَتْ فَبِهَا مَا مَطْلُوقُ مَا
فَلَقَدْ اَنَا لَمْ يَكُوْا بِیْهِ وَمِثْلَهَا هَذَا الْعَمَلُ لَكَ لَوْ لَا مَهْلُومُ مَا
اَسْخُوْا عَلٰی اَنْ لَا یَكُوْا نَوَاسِیَا یَعُوْا فِی قَسْبِهِ فَمَتَّبِعُوْهُ مَرَّیْسَمَا

اقسم بخدا! اگر بنی امیہ نے اپنے بنی کے نواسہ کو تہ تیغ کر دیا تو جائے تعجب نہیں ہے کیونکہ حسین کے بنی غم نے بھی ایسا ہی ظلم کیا۔ دیکھو ان کا روضہ مبارک کھدا پڑا ہے۔ ان کو گویا اس کا انھوں نے رہ گیا تھا کہ انھوں نے کر بلا میں ان مظالم میں کیوں حصہ نہ لیا، لہذا اب اُن کی قبر سے یہ آرزو پوری ہو رہی ہے؟ ہیں، عبد اللہ کہتا ہے کہ جو بنی میں بغداد پہنچا تو میں نے شور و غل سنا، پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابھی ابھی کبوتر گرا ہے کہ متوکل مارا گیا۔ میں نے کہا الہی شکر اب وہ اپنے لئے کو پہنچا۔ (لالائی) یحییٰ بن مغیرہ راوی کہتا ہے کہ میں جریون بن عبد الحمید کے پاس تھا اتنے میں ایک عارفین سے ایک شخص آیا یہی نے اُس سے عراق کی خبریں پوچھیں۔ اُس نے کہا کہ میں نے ہاؤن رشید کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اُس نے امام حسین علیہ السلام کے روضہ کو گروا دیا تھا اور وہاں جو

درختِ سدراہ (بیری) تھا اس کو بھی اُس نے کٹوا دیا تھا۔ جریر نے یہ سنکر اپنے ذولوں کو بتھہ
مسلمان کی طرف بلند کئے اور کہا: "اللہ اکبر" اس واقعہ کے متعلق مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ایک حدیث بھی تھی، آپ نے تین دفعہ فرمایا تھا، لَعَنَ اللّٰهُ قَاطِعَ الشَّجَرَةِ (خدا سدرہ
کاٹنے والے پر لعنت کرے) میں اب تک اس حدیث کے معنی نہیں جانتا تھا، آج اس کے معنی سمجھ میں
آئے۔ اس بیری کے درخت کو کاٹنے سے ہارون کا منشا یہ تھا کہ قبر پر کوئی نشان باقی نہ رہے اور
لوگوں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

(امامی) حسین بن محمد ازدی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے کہ ایک روز میں مسجد کوٹہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میرے پیلوں میں دو آدمی بیٹھے تھے جن میں سے ایک سفری لباس پہنے ہوئے تھا، ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم کو نہیں معلوم کہ قبر حسین علیہ السلام کی خاک ہر طرف کے لئے اکیر کا حکم رکھتی ہے۔ مجھ کو ایک درد عارض ہوا کرتا تھا، میں نے ہر قسم کا علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، یہاں تک کہ مجھ کو اپنی جان کا خوف لاحق ہوا۔ ہمارے نزدیک ایک بوڑھی عورت رہا کرتی تھی اتفاق سے وہ ہمارے پاس آئی، اس وقت میں درد سے تڑپ رہا تھا۔ اس عورت نے مجھ سے کہا اے سالم! کیا حال ہے؟ میں تو ہر روز تمہاری حالت بتا رہا ہوں۔ میں نے کہا ہاں یہی واقعہ ہے۔ اُس نے کہا، اگر کہو تو اب میں تمہارا علاج کروں، اللہ کے حکم سے بالکل اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا نیکی اور پوچھ پوچھ۔ اُس نے کہا بھی لویہ کہہ کر وہ ایک پیالہ میں تھوڑا پانی لائی، ادھر میں رہ پانی پینا ادھر آرام کیا اور دروایا غائب ہوا جیسے تھا ہی نہیں۔ اس واقعہ کو کئی مہینے گزر گئے۔ ایک روز پھر وہ عورت میرے گھر میں آئی، میں نے اُس سے پوچھا، میں خدا کی قسم دیتا ہوں تلوو کہ تم نے کس چیز سے میرا علاج کیا تھا۔ اُس نے کہا میرے ہاتھ میں جو تسبیح دیکھ رہے ہو اُس کے ایک دانہ سے۔ میں نے پوچھا یہ تسبیح کا ہے کی ہے؟ اُس نے کہا یہ قبر حسین علیہ السلام کی مٹی ہے۔ میں نے کہا، اے رافضیہ! تو نے قبر حسین کی مٹی سے میرا علاج کیا۔ یہ سنکر وہ ناراض ہو کر چلی گئی، ادھر وہ گئی اور ادھر میرا درو بارہ عود کو آیا اور پہلے سے بہت شدید حملہ ہوا۔ انہی میں موزن نے اذان بھی اوردہ دونوں نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھ کر چلے گئے۔

(امامی) موسیٰ بن عبد العزیز روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ کو راستہ میں یوحنا بن سرقبون نصرانی طبیب ملا، اُس نے شارعِ ابوالاحمد میں مجھ کو روک کر کہا کہ میں تم کو تمنا ہے نیا اور تمہارے دین کی قسم دیتا ہوں یہ بتلاؤ کہ تمہارا بھیدہ کے پاس یہ کس کی قبر ہے مگر تم لوگ

زیارت کو جایا کرتے ہو۔ کیا یہ تمھارے نچلے کسی صحابی کی قبر ہے! میں نے کہا کسی صحابی کی نہیں بلکہ اُن کے نواسہ کی قبر ہے۔ یہ بتلاؤ کہ تم نے یہ سوال کیوں کیا؟ اس نصرانی طبیب نے کہا کہ میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ گزرا ہے۔ میں نے کہا، بیان کرو۔ وہ بولا کہ ایک رات کو میں اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ سا بورگیر بارون رشید کا خادم خاص میرے پاس آیا، اُس نے کہا میکس ساتھ چلو، ایک مریض کو دیکھنا ہے۔ میں اُٹھ کر اُس کے ساتھ ہویا۔ یہاں تک کہ ہم لوگ موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کے پاس پہنچے۔ میں نے دیکھا وہ مدبوشی کے عالم میں مغبوط الحواس ایک تکیہ کے بہت پر ہیٹھا ہوا ہے۔ اُس کے سامنے ایک پشت دھر رہا ہے اُس میں اُس کی انتڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔

بارون رشید نے اس کو کوفہ سے بلوایا تھا۔ سا بور نے موسیٰ کے خادم سے جو اُس کے ساتھ لایا تھا پوچھا کہ تو بتلا کہ ان کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ اُس نے کہا۔ میں پورا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ اس وقت سے کچھ عرصہ قبل یہ اپنے دربار میں خوش و خرم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت ان کی صحت قابلِ شکر تھی۔ اتنے میں کسی نے امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا۔ ایک شخص نے موسیٰ سے حسرت کی بابت سوال کیا۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ یہ حسیث وہ ہیں جن کے بارے میں رافضی بہت غلو کرتے ہیں۔ بہانہ شک نہ اُن کی خاکِ قبر سے اپنا علاج کرتے ہیں۔ اتفاق سے وہاں ایک ہاشمی شخص بھی بیٹھا یہ گفتگو سن رہا تھا، اُس نے کہا یہ درست ہے۔ مجھ کو بھی ایک مرض تھا، میں نے بہتیرا علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر اسی خاکِ شفائی برکت سے خدا نے مجھ کو شفا عطا کی۔ موسیٰ نے کہا تمہارے پاس اُس میں سے کچھ ملتی ہے یا نہیں؟ اس سید نے کہا کیوں نہیں! اُس نے کہا تھوڑی سی میرے لئے آدہ سینگر وہ مسیت گیا اور تھوڑی سی خاکِ شفاء لے آیا۔ موسیٰ نے وہ مٹی لے کر سب کے سامنے اپنی ڈبر میں رکھی تاکہ لوگوں کے سامنے اُس خاک کا استعمال کرے۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جونہی اس نے وہ مٹی زمین پر رکھی جوتی پکارا تھا اللّٰهُمَّ الشِّارَ، الشِّارَ، الشِّارَ! دل کے میں جلّا، بائے میں جلال جلّا تخت لاؤ جب مشت لایا گیا اور یہ اُس پر ٹپکا تو اس کی آنکھیں کٹ کٹ کر نکلتی گئیں۔ پسند کر کے خداوند تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ تم اس کا موازنہ کرو شاید کوئی تدبیر کار گر ہو۔ میں نے ایک شخص سے مناجاد کیا کہ اگر روشنی میں دیکھا کہ اس کے مجرد طمان اور پیپر پڑے کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ لیکن اب اس کا رنگ بدلتا ہے یعنی علاج نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ جو مُردے زندہ کرتے تھے دی اگر آپیں تو اس کو کچھ دینا کہ اس کا دم خشک نہ ہو لیکن اس کے پاس یہ پوشاید تمھاری ضرورت ہو۔ یوحنا

کتاب کے بعد از مرگ نماز کے لیے اسی طرح اس کے اعضا کٹ کٹ کر دوسرے راستے

باہر آتے رہے، یہاں تک کہ صبح کے قریب وہ داخل جہنم ہوا۔ محمد بن موسیٰ (اس واقعہ کے راوی) بیان کرتے ہیں کہ اس معجزے کو دیکھ کر اس علیل نصرانی پر اتنا اثر ہوا کہ وہ ہمیشہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو آیا کرتا تھا، آخر میں وہ مسلمان ہو گیا۔

سلیمان اعشى سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ شہر کوفہ میں میرا ایک بڑوسی تھا۔ ایک شب مجھ کو مین نے اُس سے پوچھا کہ زیارت حسینؑ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ کہنے لگا بدعت و ضلالت ہے، اور ہر بدعت کا کرنے والا جہنمی ہے۔ اعشى کہتے ہیں یہ سن کر مجھ کو غصہ آ گیا اور اُس کے پاس سے اُٹھ کر اپنی جگہ پر چلا آیا، رات کو میں نے سوچا کہ کل دوبارہ اس کے پاس جا کر فرماؤں علیؑ بیان کروں گا تا کہ اس کا دل بدلے۔ چنانچہ صبح کے وقت میں پھر اُس کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں ہے۔ پوچھا کہاں گیا ہے؟ جواب ملا کہ وہ تو کربلا گیا ہے۔ یسن کر مجھ کو بڑا اچنبہ ہوا اور میں بھی فوراً کربلا روانہ ہو گیا۔ جب حرم میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص رکوع و سجود میں مشغول ہے اور کسی طرح سر نہیں اٹھاتا۔ مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے اُس سے کہا کہ کبھی کل ہی تم تھے جو کہتے تھے کہ زیارت حسینؑ بدعت و ضلالت ہے اور ہر بدعت کرنے والا تشریح میں جانے گا، اور خود یہاں دکھائی دے رہے ہو۔ اُس نے جواب دیا۔ اے سلیمان! مجھ پر حلاوت نہ کرو کیونکہ گذشتہ رات سے پہلے میں الجبیت کی امامت کا قائل تھا لیکن شب گذشتہ میں نے ایک ایسا خواب دیکھا جس کی وجہ سے تم میری یہ حالت دیکھ رہے ہو میں نے کہا مجھ سے بھی وہ خواب بیان کرو۔ اُس نے کہا میں نے خواب میں ایک ایسے انسان کو دیکھا جو نہ تو بہت بلند تھا نہ بہت قد تھا۔ اتنا خوبصورت و جلیہ تھا کہ میں اس کے وصف پر قادر نہیں ہوں، اُس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے، جدھر وہ جاتا تھا لوگ اُس کے ساتھ جاتے تھے، اُس کے آگے ایک شہسوار تھا، جس کے سر پر ایک تاج تھا جس کے چار گوشے تھے، ہر گوشے میں ایک درخشاں جوہر آویزاں تھا، جس کی روشنی میلوں تک پہنچ رہی تھی میں نے پوچھا یہ پہلے شخص کون ہیں؟ جواب ملا کہ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دوسرا کون ہے؟ کسی نے کہا یہ اُن کے وہی حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان وزمین کے درمیان ایک ناقہ ہے جس پر نور کی عمارت کیسی ہوئی ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ جناب خدیجہ الکبریٰ وفاطہ زہرا ہیں۔ میں نے پوچھا یہ صاحبزادہ کون ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ حضرت حسن مجتبیٰ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ سب کے سب کہاں جا رہے ہیں؟ کسی نے کہا آج شب جب مجھ سے یہ سب مقتول و مظلوم شہید کربلا امام حسینؑ کی زیارت کے لئے کربلا جا رہے ہیں۔ پھر

اس ہودج کے نزدیک گیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے کچھ قلعے پنجاور ہو رہے ہیں۔ جن پر کھانا ہوا ہے کہ یہ اُن لوگوں کے لئے آتش جہنم سے برأت نامہ ہے جن کو شب جوہر زیارت حسین علیہ السلام نصیب ہوئی ہے، اُس کے بعد ایک آواز آئی کہ آگاہ ہو کہ ہم اور ہمارے شیعوں جنت میں سب سے بلند درجہ پر فائز ہوں گے، اتنا بیان کر کے وہ شخص کہنے لگا کہ اے سلمان! قسم بخدا اب میں اس مبارک منزلین کو جیتے جی نہیں چھوڑوں گا۔ (نفس المہوم)

ابو محمد کوفی نے دعلی خزامی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جب امام رضا علیہ السلام کو اپنا ثانیہ قصیدہ (مدارس آیات خلعت عن تلاوتہ الخ) سنا کر وطن واپس آیا تو ایک رات کو اپنے گھر میں بیٹھا ہوا شعر کہہ رہا تھا اور کچھ رہا تھا، اسی عالم میں رات کا ایک حصہ گزر گیا، اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا تمہارا ایک بھائی، میں نے جلدی سے دروازہ کھولا تو ایک شخص عیب صورت اندر داخل ہوا جس کو دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، وہ ایک کولے میں اطمینان سے بیٹھ گیا، نووارد نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں، میں تمہارا بھائی جن ہوں، جس رات تم پیدا ہوئے اسی رات میں بھی پیدا ہوا اور تمہارے ساتھ ہی بڑھا، میں تمہارا ہمزاد ہوں، اس وقت تمہاری معرفت اور بصیرت بڑھانے کے لئے ایک واقعہ بیان کرنے آیا ہوں۔

دعلی کہتے ہیں اتنا سننے کے بعد میرے حواس جھجھکے، پھر وہ جن گویا ہوا۔ دعلی ابیں کچھ عرصہ قبل علی ابن ابیطالب کے سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مین جنوں کی ایک سرکش ٹولی کے ساتھ بیابان میں نکلا، رات کے وقت میں نے ایک قافلہ دیکھا یہ لوگ امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جا رہے تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر ہم نے ان کو زار پہنچانے کا ارادہ کیا ابھی ہم اس ارادے سے آگے بڑھے ہی تھے کہ ملائکہ آسمان وزمین نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس چیز کو دیکھ کر گویا میری آنکھیں کھل گئیں اور میں اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوا اور سمجھ گیا کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر ہے اور وہ جگہ نہایت محترم ہے جس کی زیارت کو یہ لوگ جا رہے ہیں۔ اس کے بعد صدق دل سے میں نے توبہ کرنی، اور ان لوگوں کے ساتھ میں بھی زیارت کو روانہ ہوا اور ان کے ساتھ دعا اور زیارت میں شریک رہا۔ پھر یہ لوگ حج کو گئے میں نے بھی اُن کے ساتھ حج ادا کیا۔ پھر ان لوگوں کے ہمراہ قبر پیغمبرؐ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ مدینہ پہنچ کر میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جس کو لوگ گھیرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ مجھے بتلایا گیا کہ یہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ پس میں نے حضرت

منکر نہیں ہے اللہ کہ وہ کافر و فاسق ہے اور کوئی بھی ان کا دشمن نہیں اللہ کہ وہ کذاب و منافق ہے۔ اس کے بعد زید مناقب و فضائل اسد اللہ الغالب علیہ السلام میں رطب اللسان ہو گئے یہاں تک کہ متوکل کا جام صبر لبز ہو گیا اور حکم دیا کہ اس دیوانہ کو قید میں ڈال دو تا کہ میں سوچوں کہ اس کو کس طرح قتل کیا جائے۔ زید قید خانے میں ڈال دیے گئے۔ ادھر متوکل جو رات کو سویا تو ایک نورانی بزرگ خواب گاہ میں داخل ہوئے اور سٹھو کر مار کر کہا: جلد زید کو قید سے آزاد کر دے ابھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ متوکل گھبرا کر اٹھا تو کسی کو وہاں نہ پایا۔ خوف سے اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ بالآخر رات ہی کو قید خانے میں آیا اور زید سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ زید نے جواب دیا۔ "سولے اس کے کچھ نہیں چاہتا کہ امام حسین علیہ السلام کے روضہ اقدس کی تعمیر کی اجازت دے اور ان کے زائرین سے معترض نہ ہو۔ متوکل نے منظور کر لیا اور خلعت ہائے فاخرہ سے زید کو نوازا۔ اب زید کی خوشی کا کیا پوچھنا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ قید متوکل سے زید جو براہ ہوئے تو لگی اور کوچوں میں پکارتے پکارتے تھے: مَنْ أَسَاءَ ذِي سَارَةٍ الْحَسَنِ فَلَهُ أَلَمَاتٌ طَوَّلَ السَّرْمَاتِ یعنی جو زیارت امام حسین علیہ السلام کرنا چاہے اس کو ہمیشہ کی امان مبارک ہو۔

کتاب کامل الزیارات میں اسحاق بن عمار سے مروی ہے کہ ایک دن میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں حاضر امام حسین علیہ السلام میں شب عزم نماز میں مشغول تھا، میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ سچا س ہزار شخص نماز و دعا میں مشغول ہیں۔ جب نماز صبح کے سجدہ سے میں نے سر اٹھایا تو ان میں سے ایک کو بھی وہاں نہ پایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام شہید ہو رہے تھے اس وقت سچا س ہزار فرشتے زمین سے آسمان پر گئے۔ خداوند عالم نے ان سے خطاب فرمایا کہ میرے حبیب کا فرزند شہید ہو رہا تھا اور تم نے اس کی نصرت نہ کی لہذا اب تم زمین پر جاؤ اور تاقیامت اس کی قبر پر سکونت اختیار کرو اور اس کے عزادار رہو۔

نیز اسی کتاب میں حسین نو اسد البحر شامی سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں آخر عہد نبی مرفان میں اہل شام سے چھپ کر زیارت امام حسین علیہ السلام کے لئے گیا یہاں تک کہ کربلائے معلیٰ میں پہنچا اور گاؤں کے کنارے چھپ رہا۔ جب آدھی رات ہوئی تو قبر مہر کی طوت روانہ ہوا ابھی میں قبر کے پاس نہ پہنچا تھا کہ ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا۔ اس نے کہا: اے شخص پھر جاؤ باجوڑ و شام

ہے۔ اس وقت تو بارگاہ حسینی میں شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ میں ڈر کر واپس آ گیا۔ صبح کے قریب میں نے پھر زیارت کرنے کا ارادہ کیا تو پھر اسی شخص نے راستہ روک لیا اور وہی کلمات کہے۔ میں نے اس سے کہا خدا تم کو جلائے خیر دے۔ میں کیوں شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ میں تو دور سے زیارت کے لئے آیا ہوں اس وقت تو مجھ کو زیارت کرنے سے نہ روک۔ ڈرتا ہوں کہ صبح ہو جائے اور اہل شام مجھ کو دیکھ پائیں اور قتل کر دیں۔ اس شخص نامعلوم نے کہا: اے شخص تھوڑا صبر کر کیونکہ حضرت موسیٰ مع شتر ہزار فرشتوں کے قبر حسینی پر خدا سے اجازت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ وقت صبح وہ قبر سے وداع ہو کر رخصت ہوں گے۔ میں نے اس شخص سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ان فرشتوں میں سے ایک ہوں جن کو خداوند عالم نے قبر حسین کی حفاظت و نگہ رانی کے لئے مامور کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سنکر میں پھر آیا اور بہت پریشان خاطر تھا تیسری مرتبہ طلوع صبح کے وقت پھر گیا۔ اب میں نے کسی کو وہاں نہ پایا، قبر مہر کے پاس جا کر میں نے زیارت پڑھی اور ظالموں پر لعنت و نفرین کی اور نماز صبح کو ادا کیا، پھر اہل شام کے خوف سے جلدی نکل آیا۔

کتاب دعوات راوندی میں شیخ ابو جعفر نیشاپوری سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتا ہوں کہ میں کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت سید الشہداء کی زیارت کو گیا۔ ابھی روضہ مبارک و دفن صبح کے قریب فاصلہ پر تھا کہ ہم میں سے ایک شخص پر فاجہ گرا اور اس کا پورا جسم بیکار ہو گیا۔ اس کو ہم لوگ کسی نہ کسی طرح کربلا لائے، پھر اس کو ایک چادر میں ڈال کر حرم اہل میں لائے، وہ شخص بہت زیادہ تفریح و بازی کر رہا تھا اور خداوند عالم کو امام حسین علیہ السلام کی قسم دے رہا تھا کہ بار الہا مجھ کو شفا عطا فرما۔ جس وقت ہم لوگوں نے چادر کو زمین پر رکھا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پوری طاقت و صحت کے ساتھ اپنے پیروں سے اس طرح چلنے لگا گویا اس کو کوئی عارضہ لاحق نہ ہوا تھا۔

اس کے بعد مصنف علام جناب محمد باقر مجلسی فرماتے ہیں کہ ۱۰۸۹ھ ربیع الاول ۱۰۸۹ھ میں غزوہ کربلا کی توفیق سے یہ جلد تمام ہوئی۔ اور اس کا ترجمہ یکم ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ کو مبدل لاہور میں اتمام پذیر ہوا۔

مفتی سید طیب آغا خانہ موسوی اعلیٰ انجمنی

(داعظمت و داکرین کے لیے بے نظیر و بے مثال تحفہ)

جلد اول اس جلد میں ہر جگہ حالات و احوال حضرت امام حسینؑ کے درج ہیں۔ مثلاً معرقات، مقامات، آفات و دشواریں امام حسینؑ کی پیشگوئی، انبیاء و مرسلین کی طرف سے امام کی ربانی، مولف نے انہیں جو عقائد و اصولی امور اور مسائل کی تفصیلات، شہادت علیہ السلام پر اعتراضات اور اس کے نقل و روایات، علاوہ انہیں میر و مست و نکت سے واقفیت کے لئے لکھ دیے ہیں۔ قیمت قسم اول ۳۰ روپے

جلد دوم اس میں اہل حرم کی بیماری، کوفہ و شام کے دردناک واقعات، عریضین کے واقعات، اہل حرم کی مدد کو واپسی، خلیفہ خلیفہ قربر امام حسن پر است کے انتہائی مظالم، رد و دفعہ مبارک سے سمرات کا ظہور بہت تفصیل سے درج ہے۔ قیمت - ۲۲ روپے

جلد نمونہ

اس کتاب میں منتخب فاطمہ السیّدۃ النساء علیہا السلام صلوٰۃ اللہ علیہا کے حالات مختصر
مندیجائی میں۔ قیمت محلہ ۳/۴ روپے

جلد چہارم اس جلد میں حضرت امام باقر علیہ السلام کے حالات زندگی درج ہیں اور معلومات کا پیش ہوا خزانہ موجود ہے۔ قیمت ۲۰ روپے

اس کتاب میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حالات زندگی، ان کے مکتوبات، ورود و زیارات اور حالات شہادت درج ہیں۔ قیمت قسم اول ۵ روپے، قسم دوم ۴۰ روپے

اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے فضائل و حالات اور اس سے متعلق ہوا احادیث و روایات شہادت و ثبوت و دیگر اچھے برے کتب کے خلاف وہی آئینہ لبران کے حالات، اقوال و افکار و عروج و سقوط بہ سلاطین اس بلور میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی پر آشوب کی روشنی خدمات و عظمت و احوال راجع ہیں۔

ہم مشتق اس کتاب میں حضرت امام کوئی کاظم علیہ السلام کی سوانح حیات علیہ السلام تصنیف مندرج ہیں۔

علاوہ ازاں آپ سے شوب کردہ روایات شامل ہیں۔ (زیر طبع)

اس کتاب میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی مفصل حیات و شخصیت آپ کی کئی نادر و نایاب روایات کے علاوہ تصانیف سے منقولہ روایات اور شہداء کی طرف سے روایت کی روایات درج ہیں۔ (زیر طبع)

انوار اہانت ترجمہ حدیقتہ الشیعہ
تالیف فقید و محقق ربانی دانشمند بزرگ امام حسین محمد المعروف بمقدس

وہ اپنے عالم حلیل کی تنبیہات میں ہے جس کے تقدس و تقویٰ نے ان کو مقدس اردبیلی بنا دیا ہے آپ ان مقدس مسیحیوں میں جن کو یارِ اولیاء نام نہاد علیہ السلام سے شرفِ بھکاری حاصل ہوا ہے اس کتاب میں حقیقتِ امام، فردیت و جودِ امام اور امامِ اول سے تا آخر الزمان اور سترائے قرآنی، اتنی ہی احادیث، ایامہ اثنا عشری، سوانح عمری، ان کے معجزات کا اس حدیثی